

فتنہ فوج

ڈی جی ایف آئی محمد شکیل احمد



پہلے پاکستانی فوجی آپریشن



پاکستان کی فوجی تاریخ

پاکستان کی فوجی تاریخ

پاکستان کی فوجی تاریخ

فتنہ خوارج

﴿تاریخی، نفسیاتی، علمی اور شرعی جائزہ﴾

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

365- ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 8514 3516 140-140 111-42 (+92)

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 7695 3723 42-92 (+)

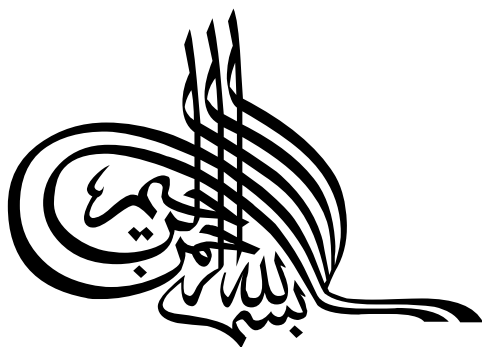
www.Minhaj.org - sales@Minhaj.org

نام کتاب :	فتنہ خوارج
تصنیف :	﴿تاریخی، نفسیاتی، علمی اور شرعی جائزہ﴾
تصنیف :	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
اہتمام اشاعت :	فریدملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ Research.com.pk
مطبع :	منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور
اشاعت اول :	اگست 2010ء
تعداد :	1,100
قیمت :	140/- روپے



نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصانیف اور ریکارڈڈ خطبات و لیکچرز کی کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے تحریک منہاج القرآن کے لیے وقف ہے۔
(ڈائریکٹر منہاج القرآن پبلی کیشنز)

fmri@research.com.pk



مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
مُحَمَّدُ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالْثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

﴿صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ﴾

حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی۔اے) ۱-۳ / ۸۰ پی آئی وی،
 مؤرخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء؛ حکومت بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷-۴-۲۰ جنرل وایم
 ۴ / ۷۳-۹۷۰، مؤرخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء؛ حکومت شمال مغربی سرحدی صوبہ کی
 چٹھی نمبر ۲۴۴۱۱-۶۷ این۔۱ / اے ڈی (لابریری)، مؤرخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء؛
 اور حکومت آزاد ریاست جموں و کشمیر کی چٹھی نمبر س ت / انتظامیہ ۶۳-۶۱ / ۸۰
 ۹۲، مؤرخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیف
 کردہ کتب تمام تعلیمی اداروں کی لائبریریوں کے لیے منظور شدہ ہیں۔

صفحہ	عنوانات
	فہرست
۱۳	✻ پیش لفظ
	<u>باب اوّل</u>
۱۷	فتنہ خوارج کا آغاز اور عقائد و نظریات
۲۰	۱۔ خوارج کا تعارف
۲۳	۲۔ فتنہ خوارج (قرآن حکیم کی روشنی میں)
۲۴	(۱) خوارج اہل زلیغ (کج رو) ہیں
۲۷	(۲) خوارج سیاہ رو اور مرتد ہیں
۲۹	(۳) خوارج فتنہ پرور اور کینہ ور ہیں
۳۰	(۴) خوارج فتنہ پرور اور مستحق لعنت ہیں

صفحہ	عنوانات
۳۱	(۵) خوارِجِ حسنِ عمل کے دھوکے میں رہتے ہیں
۳۳	(۶) خوارِج واجب القتل ہیں
۳۷	۳۔ فتنہ خوارِج کا آغاز: عہدِ رسالت مآب ﷺ میں
۳۸	خوارِج کے فتنے کا آغاز گستاخی رسول ﷺ سے ہوا
۴۰	۴۔ عہدِ عثمانی میں فتنہ خوارِج کی فکری تشکیل
۴۳	۵۔ عہدِ علوی میں خوارِج کا تحریکی آغاز
۵۵	۶۔ خوارِج کے عقائد و نظریات
۶۴	۷۔ خوارِج کی ذہنی کیفیت اور نفسیات
۶۹	۸۔ خوارِج کا مذہبی جذبات بھڑکا کر ذہن سازی کرنا
۷۵	۹۔ خوارِج کی نمایاں بدعات
۷۷	امام ابو بکر الا جری کی تحقیق
	باب دوم
۸۵	خوارِج کے بارے میں فرامینِ رسول ﷺ
۸۹	۱۔ ”خوارِج بظاہر بڑے دین دار نظر آئیں گے“
۹۶	۲۔ ”خوارِج کا نعرہ عامۃ الناس کو حق محسوس ہوگا“

صفحہ	عنوانات
۱۰۰	۳۔ ”خوارج دہشت گردی کے لیے brain washed کم سن لڑکوں کو استعمال کریں گے“
۱۰۵	۴۔ ”خوارج کا ظہور مشرق سے ہوگا“
۱۰۹	۵۔ ”خوارج دجال کے زمانے تک ہمیشہ نکلتے رہیں گے“
۱۱۳	۶۔ ”خوارج دین سے خارج ہوں گے“
۱۱۵	۷۔ ”خوارج جہنم کے کتے ہوں گے“
۱۱۷	۸۔ ”خارجی گردوہوں کی ظاہری دین داری سے دھوکہ نہ کھایا جائے“
۱۲۱	۹۔ ”خوارج شریر ترین لوگ ہیں“
۱۲۶	نہایت اہم نکتہ
۱۲۷	۱۰۔ فرمان نبوت: فتنہ خوارج کی مکمل سرکوبی کی جائے
۱۲۷	(۱) ”خوارج کا کلیتاً خاتمہ واجب ہے“
۱۳۴	(۲) ائمہ حدیث کی اہم تصریحات
۱۳۸	(۳) دہشت گردوں کے خاتمے کے لیے قوم عاد اور قوم ثمود سے تمثیل دینے کی حکمت
۱۴۵	۱۱۔ ”خوارج کو قتل کرنے پر اجر عظیم ہے“
۱۴۷	۱۲۔ دہشت گرد خارجیوں کی علامات - مجموعی تصویر

صفحہ	عنوانات
	<u>باب سوم</u>
۱۵۷	عصرِ حاضر کے دہشت گرد ”خوارِج“ ہیں
۱۶۰	۱۔ خوارِج انسانوں کی شکل میں خونخوار بھیڑیے ہیں
۱۶۳	۲۔ خوارِج کے تسلسل کے بارے میں علامہ ابن تیمیہ کی تحقیق
۱۶۶	۳۔ خوارِج کی پشت پناہی کرنے والوں کی مذمت
۱۶۸	۴۔ اہم فقہی نکتہ: دہشت گردوں پر خوارِج کا اطلاق اجتہادی نہیں، منصوص ہے
۱۷۱	خلاصہ کلام
	<u>باب چہارم</u>
۱۷۳	دہشت گردی اور بغاوت کے خلاف ائمہ اربعہ و دیگر اکابرین اُمت کے فتاویٰ
۱۷۵	۱۔ دہشت گردوں سے قتال پر امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا فتویٰ
۱۷۶	مسلح بغاوت پر امام طحاوی رحمہ اللہ کا فتویٰ
۱۷۸	۲۔ دہشت گردوں کے خلاف امام مالک رحمہ اللہ کا فتویٰ
۱۸۰	۳۔ دہشت گرد باغیوں کے خلاف امام شافعی رحمہ اللہ کا فتویٰ

صفحہ	عنوانات
۱۸۱	۴۔ مسلح بغاوت کے خلاف امام احمد بن حنبلؒ کا عمل اور فتویٰ
۱۸۴	۵۔ بغاوت کے بارے میں امام سفیان ثوریؒ کا فتویٰ
۱۸۴	۶۔ بغاوت کے بارے میں امام ماوردیؒ کا فتویٰ
۱۸۶	۷۔ دہشت گردوں کی سرکوبی واجب ہے: امام سرحسیؒ کا فتویٰ
۱۸۷	۸۔ دہشت گردوں کو قتل کر دینا چاہیے: امام کاسانیؒ کا فتویٰ
۱۸۸	۹۔ بغاوت کے خاتمے تک جنگ جاری رکھی جائے: امام مرغینانیؒ کا فتویٰ
۱۸۹	۱۰۔ مسلح بغاوت کرنے والے کافر و مرتد ہیں: امام ابن قدامہ کا فتویٰ
۱۹۰	۱۱۔ باغیوں کے قتل پر صحابہ کا اجماع ہے: امام نوویؒ کا فتویٰ
۱۹۱	۱۲۔ دہشت گردوں کے خلاف حکومت سے تعاون: فتاویٰ تاتارخانیہ
۱۹۲	۱۳۔ باغیوں کے خلاف جنگ حکومت پر لازم ہے: امام ابراہیم بن مفلح الحنبلیؒ کا فتویٰ
۱۹۴	۱۴۔ علامہ زین الدین ابن نجیم حنفیؒ کا فتویٰ
۱۹۵	۱۵۔ علامہ جزیری کا فتویٰ
	باب پنجم
۱۹۷	خوارج کے بارے میں معاصر سلفی علماء کے فتاویٰ

صفحہ	عنوانات
۱۹۹	۱۔ دہشت گرد دورِ حاضر کے خوارج ہیں: ناصر الدین البانی کا فتویٰ
۲۰۱	۲۔ مسلمانوں کو کافر قرار دینا خوارج کی علامت ہے: شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کا فتویٰ
۲۰۴	۳۔ دورِ حاضر کے دہشت گرد جاہلوں کا ٹولہ ہے: شیخ صالح الفوزان کا فتویٰ
۲۰۶	۴۔ دہشت گردانہ کارروائیاں جہاد نہیں: مفتی نذیر حسین دہلوی کا فتویٰ
۲۱۰	خلاصہ بحث
	باب ششم
۲۱۱	خوارج کی تکفیر اور وجوبِ قتل پر ائمہ دین کی تصریحات
۲۱۸	تکفیرِ خوارج سے متعلق دو معروف اقوال پر ائمہ کے فتاویٰ
۲۱۹	پہلا قول: خوارج پر حکمِ تکفیر کا اطلاق
۲۲۱	(۱) امام بخاری
۲۲۲	(۲) امام ابن جریر الطبری
۲۲۳	(۳) امام محمد بن محمد الغزالی

صفحہ	عنوانات
۲۲۴	(۴) قاضی ابوبکر بن العربی المالکی
۲۲۵	(۵) قاضی عیاض المالکی
۲۲۸	(۶) امام ابوالعباس القرطبی
۲۳۲	(۷) علامہ ابن تیمیہ
۲۳۳	(۸) امام تقی الدین السبکی
۲۳۵	(۹) امام شاطبی المالکی
۲۳۸	(۱۰) امام ابن البرز از انکدوری الحنفی
۲۳۸	(۱۱) امام بدر الدین العینی الحنفی
۲۳۹	(۱۲) امام احمد بن محمد القسطلانی
۲۴۰	(۱۳) ملا علی القاری
۲۴۱	(۱۴) شیخ عبدالحق محدث دہلوی
۲۴۱	(۱۵) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
۲۴۲	(۱۶) علامہ ابن عابدین شامی
۲۴۳	(۱۷) علامہ عبدالرحمان مبارک پوری
۲۴۳	دوسرا قول: خوارج پر حکم بغاوت کا اطلاق
۲۴۵	(۱) امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
۲۴۶	(۲) امام شمس الدین السرخسی

صفحہ	عنوانات
۲۴۷	(۳) حافظ ابن حجر عسقلانی
۲۴۹	(۴) امام احمد رضا خان
۲۵۰	خوارِج کے وجوبِ قتل اور اس کے اجماع پر ائمہ حدیث کے دلائل
۲۵۴	(۱) قاضی عیاض المالکی
۲۵۵	(۲) ابن ہبیرہ الحسبلی
۲۵۶	(۳) علامہ ابن تیمیہ
۲۵۷	(۴) حافظ ابن حجر عسقلانی
۲۵۷	خارجی دہشت گردوں سے جنگ کرنے والے فوجیوں کے لیے اجرِ عظیم
۲۶۱	خوارِج کے بارے میں علامہ انور شاہ کاشمیری اور علامہ شبیر احمد عثمانی کا موقف
۲۶۷	مآخذ و مراجع ❁

پیش لفظ

خارجیت دراصل منتشر الخیالی اور منتشر العملی کا دوسرا نام ہے۔ انتشار فکر و عمل کا یہ ابلیسی فتنہ اسلام کے ابتدائی زمانے میں ہی پیدا ہوا جس نے پہلا منظم اور باقاعدہ حملہ صحابہ کرام ؓ کی مقدس جماعت پر کیا اور (نعوذ باللہ) سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کو کافر قرار دیتے ہوئے اُن کے قتل کا فتویٰ جاری کیا۔ یقیناً یہ ایک انتہا تھی جس کے ردِ عمل میں تاریخ اسلام کے دوسرے بڑے فتنہ روافض کا آغاز ہوا جو دوسری انتہا تھی۔ چنانچہ تب سے اب تک جتنے اعتقادی، فکری اور کلامی فسادات رونما ہوئے ان کے پیچھے یہی دو بڑے فتنے کار فرما رہے ہیں۔ اگرچہ خوارج سے شروع ہونے والا یہ فتنہ مختلف صورتوں اور عنوانات کے تحت تاریخ کے مختلف ادوار میں موجود رہا اور ائمہ کی تحقیقات کے مطابق خوارج کے تقریباً بیس مختلف فرقے ہیں۔ لیکن احادیث مبارکہ کی روشنی میں ان کے دو گروہ زیادہ نمایاں ہیں: پہلا النجدیہ؛ دوسرا الحروریہ۔ النجدیہ کے وجود کا تعین حضور نبی اکرم ﷺ کے اُس فرمان مبارک سے کیا جاتا ہے جو آپ ﷺ نے یمن اور شام کے لیے دعا فرماتے ہوئے نجد کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ جب صحابہ کرام ؓ نے آپ ﷺ سے نجد کے لیے دعاے برکت کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا سینک (انتہا پسندی اور گمراہی کا فتنہ) بھی وہیں سے نکلے گا۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں دوسرے گروہ الحروریہ کا ذکر بھی ملتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حروریہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ حروریہ اتنے عبادت گزار اور دین میں پختہ ہوں گے کہ عام مسلمان اپنی نمازوں اور روزوں کو اُن کی نمازوں اور روزوں کے مقابلہ میں حقیر سمجھیں گے، مگر وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیرشکار سے پار نکل جاتا ہے۔ احادیث مبارکہ کی روشنی میں انتہا

پسند گروہوں کا جائزہ لینے اور اُن کی شخصی و فکری علامات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ فی زمانہ انتہا پسند طبقات کے نظریات بھی کم و بیش اُسی طرح کے ہیں جس طرح کے نظریات خوارج کے تھے۔ فی الحقیقت ان باطل نظریات کا اسلام کی حقیقی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ روزِ اوّل سے لے کر آج تک ہر دور میں جب بھی معاشرے میں کسی سطح پر انتہا پسندانہ رجحانات نے فروغ پایا - چاہے اُن کی نوعیت مذہبی تھی یا سیاسی اور سماجی - ان رجحانات کے نتیجے میں معاشرہ شکست و ریخت کا شکار ہوا اور من حیث الکل اُمتِ مسلمہ کو نقصان پہنچا۔

حالیہ تاریخ کے حوالے سے وطنِ عزیز کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ آج پورا ملک آگ اور خون میں نہا رہا ہے۔ انتہاء پسندانہ نظریات کے حاملین دین اور جہاد کے نام پر عامۃ الناس کا خون بہا رہے ہیں۔ معصوم بچوں، خواتین اور بوڑھوں کو موت کے گھاٹ اتارا جا رہا ہے۔ یہ طرزِ عمل مجموعی طور پر دین دشمن طاقتوں کی سازشوں سے بڑھ کر نقصان دہ ہے جس سے خون خرابے کے ساتھ ساتھ دین کی بدنامی بھی ہو رہی ہے۔ اُمت کی بقا راہِ اعتدال اپنانے میں ہی مضمر ہے، جو روحِ اسلام اور منشاۓ ہدایتِ خداوندی ہے۔ معاصر تحریکوں میں تحریکِ منہاج القرآن وہ واحد علمی و اصلاحی تحریک ہے جو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کی زیر سرپرستی دین کا حقیقی اور معتدل پیغام عام کرنے میں مصروف ہے۔ قرآن اور صاحبِ قرآن ﷺ کے ادب و تعظیم، محبت و اُلفت اور اطاعت و اتباع کے راستے پر گام زن رہ کر اہلِ اسلام کے قلوب و اذہان کو انتہا پسندی کے فتنے سے محفوظ رکھتے ہوئے انہیں امن و سلامتی اور ادب و احترام کا پیکر بنانا اس تحریک کے اساسی اہداف میں شامل ہے۔

زیر نظر کتاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کے مبسوط تاریخی فتویٰ ”دہشت گردی اور فتنہ خوارج“ کا ایک مستقل باب ہے۔ اگرچہ ضخامت کے خوف سے اس بحث کو فتویٰ میں مختصر رکھا گیا ہے تاہم یہ بات بجا طور پر کہی جاسکتی ہے کہ ہمارے

اعتقادِ دلچسپ میں موضوعِ زیرِ بحث پر ترتیبِ موضوعات اور مواد کے لحاظ سے یہ کتاب ایک منفرد اور جامع ترین کاوش ہے۔ علاوہ ازیں حضرت شیخ الاسلام مدظلہ العالی نے بطور خاص عصرِ حاضر میں مسلمانوں کی نسل کشی اور دہشت گردی کے مرتکب افراد، اُن کے ماسٹر مائنڈز اور اُن کے سرپرست کرداروں کو اسی خارجی یعنی باغی اور مرکز گریز تحریک کا تسلسل قرار دیا ہے جس کے خلاف سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم صحابہ کرام ؓ کی جماعت کے ہمراہ برسرِ پیکار رہے ہیں۔ اسلام کی خدمت کا فریضہ ادا کرنے والے حقیقی مؤمنین اور کلمہ گو مسلمانوں کا خون بہانے والے دہشت گردوں کے درمیان خطِ امتیاز کھینچنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے جہاں نوجوان نسل کی مثبت ذہنی روئیدگی کا سامان فراہم ہوگا وہاں یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ خدمتِ دین کی آڑ میں کون دین دشمنوں کے ایجنڈے پر سرگرم عمل رہ کر دین کے اُجلے چہرے کو داغ دار کرنے کی جسارت کر رہا ہے۔

(محمد فاروق رانا)

ڈپٹی ڈائریکٹر (ریسرچ)

فریدملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

باب اوّل

فتنہ خوارج
کا
آغاز اور عقائد و نظریات

اسلام میانہ روی اور اعتدال کا دین ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ملتِ اسلامیہ کا تعارف یوں فرمایا ہے:

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا. (۱)

”اور (اے مسلمانو!) اسی طرح ہم نے تمہیں (اعتدال والی) بہتر امت بنایا۔“

اُمتِ وسط سے مراد ہی میانہ روی اور اعتدال والی امت ہے۔ یہ اعتدال فکر و نظر میں بھی ہے اور عمل و کردار میں بھی۔ یہی اسلام کا وصف ہے۔ جو گروہ یا طبقہ میانہ روی سے جتنا دور ہوتا گیا وہ روحِ اسلام سے بھی اتنا دور چلا گیا۔ مختلف ادوار میں کچھ ایسے گروہ بھی مسلمانوں میں سے ظاہر ہوئے جو اسلام کی راہِ اعتدال سے اتنا دور ہو گئے کہ اسلام کی بات کرنے، اسلامی عبادات انجام دینے اور اسلامی شکل و صورت اختیار کرنے کے باوجود اسلام سے خارج تصور کیے گئے۔ انہی طبقات میں سرفہرست گروہ ”خوارج“ کا ہے۔

خوارج کی ابتداء دورِ نبوی میں ہی ہو گئی تھی۔ بعد ازاں دورِ عثمانی میں ان کی فکر پروان چڑھی اور پھر دورِ رضوی میں ان کا عملی ظہور منظم صورت میں سامنے آیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن حکیم میں کئی مقامات پر ان خوارج کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی کثیر احادیث مبارکہ میں ان کی واضح علامات اور عقائد و نظریات بالصراحت بیان فرمائے ہیں۔ خوارج دراصل اسلام کے نام پر دہشت گردی اور قتل و غارتگری کرتے تھے اور مسلمانوں کے خون کو اپنے انتہاء پسندانہ اور خود ساختہ نظریات و دلائل کی بناء پر مباح قرار دیتے تھے۔ لہذا زیر نظر کتاب میں خوارج کی علامات و

(۱) البقرة، ۲: ۱۴۳

خصوصیات کے تفصیلی مطالعے سے اس بات کا جائزہ لیا جائے گا کہ موجود دور کے دہشت گرد عناصر کا فکری و عملی طور پر خوارج سے کیا تعلق ہے۔

۱۔ خوارج کا تعارف

قبل اس کے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں خوارج کی علامات اور عقائد و نظریات کا جائزہ لیا جائے، بعض کتبِ اسلاف سے خوارج کی چند واضح تعریفات درج کی جا رہی ہیں تاکہ ابتداء میں ہی واضح ہو جائے کہ خارجی کسے کہا جاتا ہے۔

۱۔ امام محمد بن عبدالکریم شہرستانی، خوارج کی تعریف میں لکھتے ہیں:

کل من خرج عن الإمام الحق الذي اتفقت الجماعة عليه يسمي خارجياً سواء كان الخروج في أيام الصحابة على الأئمة الراشدين أو كان بعدهم على التابعين بإحسان والأئمة في كل زمان. (۱)

”ہر وہ شخص جو عوام کی متفقہ مسلمان حکومتِ وقت کے خلاف مسلح بغاوت کرے اسے خارجی کہا جائے گا؛ خواہ یہ خروج و بغاوت صحابہ کرام ﷺ کے زمانہ میں خلفائے راشدین کے خلاف ہو یا تابعین اور بعد کے کسی بھی زمانہ کی مسلمان حکومت کے خلاف ہو۔“

۲۔ امام نووی، خوارج کی تعریف یوں کرتے ہیں:

الخوارج: صنف من المبتدعة يعتقدون أن من فعل كبيرة كفر، وخلد في النار، ويطعنون لذلك في الأئمة ولا يحضرون معهم الجماعات والجماعات. (۲)

(۱) شہرستانی، الملل والنحل: ۱۱۳

(۲) نووی، روضة الطالبین، ۱۰: ۵۱

”خوارج بدعتیوں کا ایک گروہ ہے۔ یہ لوگ گناہ کبیرہ کے مرتکب کے کافر اور دائمی دوزخی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے مسلم اُمراء و حکام پر طعن زنی کرتے ہیں اور ان کے ساتھ جمعہ اور عیدین وغیرہ کے اجتماعات میں شریک نہیں ہوتے۔“

۳۔ علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

كانوا أهل سيف وقتال، ظهرت مخالفتهم للجماعة؛ حين كانوا يقاتلون الناس. وأما اليوم فلا يعرفهم أكثر الناس..... ومروقههم من الدين خرو جهم باستحلالهم دماء المسلمين وأموالهم. (۱)

”وہ اسلحہ سے لیس اور بغاوت پر آمادہ تھے، جب وہ لوگوں سے قتال کرنے لگے تو اُن کی صحابہ کرام ﷺ کی جماعت سے مخالفت و عداوت ظاہر ہو گئی۔ تاہم عصر حاضر میں (بظاہر دین کا لبادہ اوڑھنے کی وجہ سے) لوگوں کی اکثریت انہیں پہچان نہیں پاتی۔..... وہ دین سے نکل گئے کیوں کہ وہ مسلمانوں کے خون اور اموال (جان و مال) کو حلال و مباح قرار دیتے تھے۔“

علامہ ابن تیمیہ مزید بیان کرتے ہیں:

وهؤلاء الخوارج ليسوا ذلك المعسكر المخصوص المعروف في التاريخ، بل يخرجون إلى زمن الدجال. (۲) وتخصيصه ﷺ للفئة التي خرجت في زمن علي بن أبي طالب، إنما هو لمعان قامت بهم، وكل من وجدت فيه تلك المعاني ألحق بهم، لأن التخصيص بالذكر لم يكن لاختصاصهم بالحكم، بل لحاجة

(۱) ابن تیمیہ، النبوات: ۲۲۲

(۲) ابن تیمیہ، مجموع فتاویٰ، ۲۸: ۴۹۵، ۴۹۶

المخاطبین فی زمنہ علیہ الصلاۃ والسلام إلی تعینہم۔^(۱)
 ”اور یہ خوارج (سیدنا علی ؑ کے عہد کا) وہ مخصوص لشکر نہیں ہے جو تاریخ میں معروف ہے بلکہ یہ دجال کے زمانے تک پیدا ہوتے اور نکلتے رہیں گے۔ اور حضور نبی اکرم ﷺ کا اُس ایک گروہ کو خاص فرمانا جو حضرت علی ؑ کے زمانے میں نکلا تھا، اس کے کئی معانی ہیں جو ان پر صادق آتے ہیں۔ ہر وہ شخص یا گروہ جس میں وہ صفات پائی جائیں اسے بھی ان کے ساتھ ملایا جائے گا۔ کیونکہ ان کا خاص طور پر ذکر کرنا ان کے ساتھ حکم کو خاص کرنے کے لئے نہیں تھا بلکہ حضور ﷺ کے زمانے کے ان مخاطبین کو (مستقبل میں) ان خوارج کے تعین کی حاجت تھی۔“

۴۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں فرماتے ہیں:

الخوارج: فہم جمع خارجة أى طائفة، وہم قوم مبتدعون سموا بذلك لخروجہم عن الدین، وخروجہم علی خیار المسلمین۔^(۲)
 ”خوارج، خارجہ کی جمع ہے جس کا مطلب ہے: ”گروہ۔“ وہ ایسے لوگ ہیں جو بدعات کا ارتکاب کرتے۔ ان کو (اپنے نظریہ عمل اور اقدام کے باعث) دین اسلام سے نکل جانے اور خیارِ اُمت کے خلاف (مسلح جنگ اور دہشت گردی کی) کارروائیاں کرنے کی وجہ سے یہ نام دیا گیا۔“

۵۔ امام بدر الدین عینی عمدة القاری میں لکھتے ہیں:

طائفة خرجوا عن الدین وہم قوم مبتدعون، سموا بذلك لأنہم خرجوا علی خیار المسلمین۔^(۳)

(۱) ابن تیمیہ، مجموع فتاویٰ، ۴۷۶: ۲۸، ۴۷۷

(۲) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۸۳

(۳) عینی، عمدة القاری، ۲۴: ۸۴

”وہ ایسے لوگ ہیں جو دین سے خارج ہو گئے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو بدعات کا ارتکاب کرتے تھے (یعنی وہ امور جو دین میں شامل نہ تھے ان کو دین میں شامل کرتے تھے)۔ (دین اسلام سے نکل جانے اور) بہترین مسلمانوں کے خلاف (مسلح بغاوت اور دہشت گردی کی) کارروائیاں کرنے کی وجہ سے انہیں خوارج کا نام دیا گیا۔“

۶۔ علامہ ابن نجیم حنفی، خوارج کی تعریف یوں کرتے ہیں:

الخوارج: قومٌ لهم منعة وحمية خرجوا عليه بتأويل يرون أنه على باطل كفر أو معصية توجب قتاله بتأويلهم يستحلون دماء المسلمين وأموالهم.^(۱)

”خوارج سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس طاقت اور (نام نہاد دینی) حمیت ہو اور وہ حکومت کے خلاف بغاوت کریں۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ وہ کفر یا نافرمانی کے ایسے باطل طریق پر ہے جو ان کی خود ساختہ تاویل کی بنا پر حکومت کے ساتھ قتال کو واجب کرتی ہے۔ وہ مسلمانوں کے قتل اور ان کے اموال کو لوٹنا جائز سمجھتے ہیں۔“

اس ابتدائی تعارف کے بعد ہم خوارج کی دہشت گردی، انتہاء پسندی اور مسلم اُمہ کے خلاف بربریت اور ظالمانہ کارروائیوں کی مذمت میں ترتیب وار آیات مقدسہ اور احادیث مبارکہ کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ ان کے مفاہیم سے آگاہ ہونے کے لئے کتب تفسیر، شروحات حدیث اور دیگر مصادر و مآخذ کا بھی مطالعہ کریں گے۔

۲۔ فتنہ خوارج (قرآن حکیم کی روشنی میں)

قرآن حکیم نے کئی مقامات پر لوگوں کے ناحق بے دردانہ قتل، دہشت گردانہ

(۱) ابن نجیم، البحر الرائق، ۲: ۲۳۴

مباری، پُر امن آبادیوں پر خودکش حملوں جیسے انتہائی سفاکانہ اقدامات اور انسانی قتل و غارت گری کی نفی کی ہے۔ دہشت گردی کی یہ ساری بہیمانہ صورتیں شرعی طور پر حرام اور اسلامی تعلیمات سے صریح انحراف ہیں اور اُز رُوے قرآن بغاوت و محاربت، فساد فی الارض اور اجتماعی قتلِ انسانی میں داخل ہیں۔ قرآن حکیم کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ہمیں کئی مقامات پر خوارج کی علامات و بدعات اور ان کی فتنہ پروری و سازشی کارروائیوں اور بغاوت کے بارے میں واضح ارشادات ملتے ہیں۔ ذیل میں چند ارشاداتِ باری تعالیٰ ملاحظہ ہوں:

(۱) خوارج اہل زلیغ (کج رو) ہیں

سورۃ آل عمران میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَبِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَالرَّسُخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ٥ (۱)

”وہی ہے جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی جس میں سے کچھ آیتیں محکم (یعنی ظاہراً بھی صاف اور واضح معنی رکھنے والی) ہیں وہی (احکام) کتاب کی بنیاد ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ (یعنی معنی میں کئی احتمال اور اشتباہ رکھنے والی) ہیں۔ سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے اس میں سے صرف تشابہات کی پیروی کرتے ہیں (فقط) فتنہ پروری کی خواہش کے زیر اثر اور اصل مراد کی بجائے من پسند معنی مراد لینے کی غرض سے، اور اس کی اصل مراد کو اللہ کے سوا

کوئی نہیں جانتا، اور علم میں کامل پہنچنے رکھنے والے کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے، ساری (کتاب) ہمارے رب کی طرف سے اتری ہے، اور نصیحت صرف اہل دانش کو ہی نصیب ہوتی ہے ۵“

۱۔ امام ابن ابی حاتمؒ آیت مذکورہ کے ذیل میں بیان کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي أَمَامَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُمُ الْخَوَارِجُ. (۱)

”حضرت ابو امامہؓ نے فرمایا: اہل زَیْغ - جو مشابہات کی پیروی کرتے ہیں - سے (سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے) کی تفسیر میں حضور نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ ان سے مراد خوارج ہیں۔“

۲۔ حافظ ابن کثیر نے بھی اس آیت کی تفسیر میں جو حدیث بیان فرمائی ہے، اس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اہل زَیْغ - جو مشابہات کی پیروی کرتے ہیں - سے مراد ”خوارج“ ہیں۔ (۲)

۳۔ مفسر شہیر امام خازنؒ نے اپنی تفسیر لباب التأویل میں اہل زَیْغ کی تفسیر فرماتے ہوئے جن گمراہ فرقوں کا نام لیا ہے ان میں خوارج کا نام بھی شامل ہے۔ (۳)

۴۔ ابو حفص اُحْسنٰبلی نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابو امامہؓ کی جو مفصل روایت بیان فرمائی ہے، وہ بڑی ہی فکر انگیز، حقیقت کشا اور قابلِ غور ہے۔ یہ روایت اہل زَیْغ کی اصلیت اور ان کے باطنی انجام کو پوری طرح بے نقاب کر دیتی ہے۔ ابو حفص اُحْسنٰبلی مذکورہ آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں:

وقال الحسن: هم الخوارج، وكان قتادة إذا قرأ هذه الآية ﴿فَأَمَّا

(۱) ابن ابی حاتم رازی، تفسیر القرآن العظیم، ۲: ۵۹۴

(۲) ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۱: ۳۴۷

(۳) خازن، لباب التأویل، ۱: ۲۱۷

الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ ﴿۱﴾ قَالَ: إِنْ لَمْ يَكُونُوا الْحُرُورِيَّةَ فَلَا أَدْرَى مَنْ هُمْ. وعن أبي غالب قال: كنت أَمْشِي مع أَبِي أَمَامَةَ، وَهُوَ عَلَى حِمَارٍ حَتَّى إِذَا انْتَهَى إِلَى دَرَجٍ مَسْجِدِ دِمَشْقٍ، فَقَالَ أَبُو أَمَامَةَ: كَلَابُ النَّارِ، كَلَابُ النَّارِ، كَلَابُ النَّارِ، أَوْ قَتَلِي تَحْتَ ظِلِّ السَّمَاءِ، طَوْبِي لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتْلُوهُ - يَقُولُهَا ثَلَاثًا. ثُمَّ بَكَى، فَقُلْتُ: مَا يُبْكِيكَ يَا أَبَا أَمَامَةَ؟ قَالَ: رَحِمَةُ لَهُمْ، إِنَّهُمْ كَانُوا مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ (فَصَارُوا كُفَرَاءً) فَخَرَجُوا مِنْهُ. فَقُلْتُ: يَا أَبَا أَمَامَةَ، هُمْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: أَشَيْءٌ تَقُولُهُ بِرَأْيِكَ، أَمْ شَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ: إِنِّي إِذْ لَجَرِيءٌ، إِنِّي إِذَا لَجَرِيءٌ، بَلْ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ، وَلَا ثَلَاثَ، وَلَا أَرْبَعَ، وَلَا خَمْسَ، وَلَا سِتَ، وَلَا سَبْعَ، وَوَضَعَ أَصْبَعِيهِ فِي أُذُنِيهِ، قَالَ: وَلَا فَصْمَتًا - قَالَهَا ثَلَاثًا. (۱)

”حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ (آیتِ مذکورہ میں اہل زَیْغ سے) مراد خوارج ہیں۔ حضرت قتادہ ؓ جب بھی یہ آیتِ کریمہ تلاوت کرتے تو فرماتے: میں نہیں سمجھتا کہ اہل زَیْغ سے خوارج کے علاوہ کوئی اور گروہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ ابو غالب روایت کرتے ہیں: میں حضرت ابو امامہ ؓ کے ساتھ دمشق کی جامع مسجد کی طرف چل رہا تھا اور وہ دراز گوش پر سوار تھے۔ جب وہ مسجد کے دروازے کے قریب پہنچے تو حضرت ابو امامہ ؓ نے کہا: خوارج دوزخ کے کتے ہیں۔ انہوں نے یہ تین بار فرمایا۔ پھر انہوں نے ان کی حقیقت سے پردہ اٹھایا اور بتایا: آسمان کے نیچے یہ بدترین لوگ ہیں۔ خوش نصیب ہیں

(۱) أبو حفص الحنبلی، الباب فی علوم الکتاب، ۳: ۴۳۷

وہ لوگ جنہوں نے انہیں قتل کیا اور وہ بھی نصیب ہیں جو ان کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ یہ بتا کر ابو امامہ رونے لگ گئے۔ ان کی بد نصیبی پر بہت ہی افسردہ ہوئے اور بتایا: یہ مسلمان تھے لیکن اپنی کرتوتوں سے کافر ہو گئے۔ پھر یہی آیت کریمہ تلاوت فرمائی جس میں ”اہل زلیغ“ کا ذکر ہے۔ ابو غالب روایت کرتے ہیں: میں نے ابو امامہ سے پوچھا: کیا یہی (خوارِج) وہ (اہل زلیغ) لوگ ہیں؟ بولے: ہاں۔ میں نے پوچھا: آپ اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں یا ان کے بارے میں آپ نے یہ سب کچھ حضور نبی اکرم ﷺ سے سنا ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اگر ایسی بات ہو تب تو میں بڑی جسارت کرنے والا کہلاؤں گا۔ میں نے ایک، دو یا سات بار نہیں بلکہ بارہا یہ حضور ﷺ سے سنا ہے، اگر یہ بات سچی نہ ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں۔ آپؐ نے یہ کلمات تین بار فرمائے۔“

۵۔ حضرت ابو امامہ ؓ کی اس روایت کو امام سیوطی نے بھی اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ حضور ﷺ نے اہل زلیغ سے ”خوارِج“ مراد لیے ہیں۔^(۱)

۶۔ النّحاس نے بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ذکر کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا کہ اہل زلیغ، خوارِج ہی ہیں۔^(۲)

(۲) خوارِج سیاہ رُو اور مرتد ہیں

سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۶ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ
أَكْفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝

(۱) سیوطی، الدر المنثور، ۲: ۱۳۸

(۲) النّحاس، معانی القرآن، ۱: ۳۳۹

”جس دن کئی چہرے سفید ہوں گے اور کئی چہرے سیاہ ہوں گے، تو جن کے چہرے سیاہ ہوں گے (ان سے کہا جائے گا): کیا تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا؟ تو جو کفر تم کرتے رہے تھے سو اس کے عذاب (کا مزہ) کچھ لو“

۱۔ امام ابن ابی حاتم نے آیت مذکورہ کے ذیل میں حدیث روایت کی ہے:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَنَّهُمُ الْخَوَارِجُ. ^(۱)

”حضرت ابو امامہ ؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس (آیت میں ایمان لانے کے بعد کافر ہو جانے والوں) سے ”خوارج“ مراد ہیں۔“

۲۔ حافظ ابن کثیر نے بھی سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۶ میں مذکور لوگوں سے مراد خوارج ہی لیے ہیں۔ ^(۲)

یہ قول ابن مردویہ نے حضرت ابو غالب اور حضرت ابو امامہ ؓ کے طریق سے مرفوعاً روایت کیا ہے، امام احمد نے اسے اپنی مسند میں، امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں اور امام ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں ابو غالب کے طریق سے روایت کیا ہے۔

۳۔ امام سیوطی کا بھی یہی موقف ہے۔ انہوں نے بھی اس آیت میں مذکور لوگوں سے ”خوارج“ ہی مراد لئے ہیں۔ ^(۳)

(۱) ابن ابی حاتم، تفسیر القرآن العظیم، ۲: ۵۹۴

(۲) ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۱: ۳۴۷

(۳) سیوطی، الدر المنثور، ۲: ۱۴۸

(۳) خوارج فتنہ پرور اور کینہ ور ہیں

سورۃ آل عمران میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِّنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا
وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَهِهِمْ وَمَا تُخْفِي
صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِن كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١﴾

”اے ایمان والو! تم غیروں کو (اپنا) راز دار نہ بناؤ وہ تمہاری نسبت فتنہ انگیزی میں (کبھی) کمی نہیں کریں گے، وہ تمہیں سخت تکلیف پہنچنے کی خواہش رکھتے ہیں، بغض تو ان کی زبانوں سے خود ظاہر ہو چکا ہے، اور جو (عداوت) ان کے سینوں نے چھپا رکھی ہے وہ اس سے (بھی) بڑھ کر ہے۔ ہم نے تمہارے لیے نشانیاں واضح کر دی ہیں اگر تمہیں عقل ہو“

۱۔ امام ابن ابی حاتم رازی نے آیتِ مذکورہ کے ذیل میں یہ حدیث نقل کی ہے:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ: هُمُ الْخَوَارِجُ. (۲)

”حضرت ابو اُمَامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ان (فتنہ انگیزی کرنے والوں) سے مراد ”خوارج“ ہیں۔“

۲۔ امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس سے مراد خوارج ہیں۔ وہ تمہارے درمیان فساد پھیلانے سے باز نہیں آئیں گے۔ اگر دہشت گردی نہ کر سکے، تو کمر و فریب اور دھوکہ بازی ترک نہیں کریں گے۔ (۳)

(۱) آل عمران، ۳: ۱۱۸

(۲) ابن ابی حاتم، تفسیر القرآن العظیم، ۳: ۴۲۷

(۳) قرطبی، الجامع لأحكام القرآن، ۴: ۱۷۹

(۴) خوارج فتنہ پرور اور مستحق لعنت ہیں

سورة الرعد میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۖ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۝^(۱)

”اور زمین میں فساد انگیزی کرتے ہیں، انہی لوگوں کے لیے لعنت ہے اور ان کے لیے برا گھر ہے۔“

یہ آیت صراحتاً بتا رہی ہے کہ زمین میں فساد پھیلانے والے خارجی ہیں۔ اس کی تائید درج ذیل روایت سے ہوتی ہے، جسے امام قرطبی نے بیان کیا ہے:

۱۔ وقال سعد بن أبي وقاص: والله الذي لا إله إلا هو! إنهم الحرورية.^(۲)

”حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، فساد انگیزی کرنے والوں سے مراد الحرور یہ یعنی خوارج ہیں۔“

۲۔ بے گناہ جانوں کی ہلاکت اور اموال و املاک کی تباہی فساد فی الارض ہے، جیسا کہ ابو حفص الحنبلی کی درج ذیل روایت سے عیاں ہوتا ہے:

قال: ﴿وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ﴾ إما بالدعاء إلى غير دين الله، وإما بالظلم كما في النفوس والأموال وتخریب البلاد.^(۳)

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اور زمین میں فساد انگیزی کرتے ہیں﴾۔ یا تو اللہ کے دین کے علاوہ کسی اور طرف جبراً دعوت دینے سے یا لوگوں کی جان و مال پر ظلم سے اور ملک میں تخریب کاری سے۔“

(۱) الرعد، ۲۵: ۱۳

(۲) قرطبی، الجامع لأحكام القرآن، ۹: ۳۱۴

(۳) أبو حفص الحنبلی، الباب فی علوم الکتاب، ۹: ۴۲۵

علامہ ابوحنفہ کی اس تصریح سے معلوم ہوا کہ جان و مال لوٹنے کے علاوہ اسلام سے ہٹ کر اپنے خود ساختہ عقائد کی طرف جبراً دعوت دینا بھی فساد فی الارض کے زمرے میں آتا ہے۔

۳۔ امام رازی نے بھی ”التفسیر الکبیر (۹: ۱۷۶)“ میں اسی معنی کو نقل کیا ہے۔

(۵) خوارج حسن عمل کے دھوکے میں رہتے ہیں

خوارج نماز، روزے اور تلاوت قرآن جیسے اعمال کی ادائیگی میں بظاہر صحابہ کرام ﷺ سے بھی آگے نظر آتے تھے۔ (اس پر آئندہ صفحات میں احادیث مبارکہ آئیں گی۔) یہی حالت دورِ حاضر کے خوارج کی ہے۔ وہ بھی بظاہر شکل و صورت اور حسنِ عمل میں بڑے نیک، پرہیزگار اور پابندِ شریعت نظر آتے ہیں مگر باطن میں اعتقادی اور تشدد پسندانہ فتنوں کا شکار ہیں جن سے امت مسلمہ کو نقصان ہو رہا ہے اور باہمی خون خرابے سے اس کی قوت و شوکت متاثر ہو رہی ہے۔

۱۔ سورۃ الکہف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا وَهُمْ يُحْسِبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝^(۱)

”فرمادیتھیے: کیا ہم تمہیں ایسے لوگوں سے خبردار کر دیں جو اعمال کے حساب سے سخت خسارہ پانے والے ہیں ۝ یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری جد و جہد دنیا کی زندگی میں ہی برباد ہوگئی اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم بڑے اچھے کام انجام دے رہے ہیں ۝“

امام طبری نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں درج ذیل روایات نقل کی ہیں:

(۱) الکہف، ۱۸: ۱۰۳، ۱۰۴

(۱) اس آیت میں ان اہل کتاب کا ذکر ہے جو اپنا سماوی دین چھوڑ کر کفر کی راہ پر چل نکلے اور دین میں باطل بدعات کو شامل کر لیا۔

(۲) دوسری روایت یہ ہے کہ ان خسارہ پانے والوں سے مراد ”خوارِج“ ہیں کیونکہ جب ابن الکواء خارجی نے حضرت علی المرتضیٰ ؑ سے پوچھا کہ اس سے کون لوگ مراد ہیں تو آپ ؑ نے فرمایا: أنت وأصحابک (تو اور تیرے ساتھی)۔

(۳) ایک روایت میں ہے جسے حضرت ابو طفیل بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن الکواء نے سیدنا علی ؑ سے پوچھا کہ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا (اعمال کے حساب سے سخت خسارہ پانے والوں) سے کون لوگ مراد ہیں تو آپ نے فرمایا: اے اہل حروراء! تم مراد ہو۔^(۱)

اسی آیت کے ذیل میں علامہ سمرقندی اپنی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

قال علی بن أبی طالب: هُمُ الْخَوَارِجُ. (۲)

”سیدنا علی ؑ نے فرمایا: اس سے ”خوارِج“ مراد ہیں۔“

۲۔ قرآن مجید میں دوسرے مقام پر ان کے اس زعم باطل کی مذمت یوں بیان کی گئی ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ
أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ (۳)

”اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد پانہ کرو، تو کہتے ہیں: ہم ہی تو اصلاح کرنے والے ہیں ○ آگاہ ہو جاؤ! یہی لوگ (حقیقت میں) فساد کرنے والے ہیں مگر انہیں (اس کا) احساس تک نہیں ○“

(۱) طبری، جامع البیان، ۱۶: ۳۳، ۳۴

(۲) سمرقندی، بحر العلوم، ۲: ۳۶۴

(۳) البقرة، ۲: ۱۱، ۱۲

سورۃ فاطر میں ارشاد ہوتا ہے:

أَفَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا. (۱)

”بھلا جس شخص کے لیے اس کا برا عمل آراستہ کر دیا گیا ہو اور وہ اسے (حقیقتاً) اچھا سمجھنے لگے (کیا وہ مومن صالح جیسا ہو سکتا ہے)۔“
علامہ ابو حفص الحنبلی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فَقَالَ قَتَادَةُ: مِنْهُمْ الْخَوَارِجُ الَّذِينَ يَسْتَحِلُّونَ دِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ وَأَمْوَالَهُمْ. (۲)

”حضرت قتادہ نے فرمایا: ایسے لوگوں میں سے خوارج بھی ہیں جو مسلمانوں کا خون بہانا اور ان کے اموال لوٹنا حلال سمجھتے ہیں۔“

(۶) خوارج واجب القتل ہیں

سورۃ المائدۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ۚ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ. (۳)

”بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد انگیزی کرتے پھرتے ہیں (یعنی مسلمانوں میں خونریز رہزنی اور ڈاکہ زنی

(۱) فاطر، ۳۵: ۸

(۲) ابو حفص الحنبلی، اللباب فی علوم الکتاب، ۱۳: ۱۷۵

(۳) المائدۃ، ۵: ۳۳

وغیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں) ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کیے جائیں یا پھانسی دیے جائیں یا ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹے جائیں یا (وطن کی) زمین (میں چلنے پھرنے) سے دور (یعنی ملک بدر یا قید) کر دیے جائیں۔ یہ (تو) ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہے ۵“

۱۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

من شهر السلاح في فنة الإسلام، وأخاف السبيل ثم ظفر به،
وقدر عليه فإمام المسلمين فيه بالخيار، إن شاء قتله وإن شاء
صلبه وإن شاء قطع يده ورجله. (۱)

”جس نے مسلم آبادی پر ہتھیار اٹھائے اور راستے کو اپنی دہشت گردی کے ذریعے غیر محفوظ بنایا اور اس پر کنٹرول حاصل کر کے لوگوں کا پر امن طریقے سے گزرنا دشوار کر دیا، تو مسلمانوں کے حاکم کو اختیار ہے چاہے تو اسے قتل کرے، چاہے تو پھانسی دے اور چاہے تو حسبِ قانون کوئی اذیت ناک سزا دے۔“

۲۔ امام طبری اور حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ سعید بن مسیب، مجاہد، عطاء، حسن بصری، ابراہیم النخعی اور سخاک نے بھی اسی معنی کو روایت کیا ہے۔ (۲)

۳۔ اس کو امام سیوطی نے بھی ’الدر المنثور (۳: ۶۸)‘ میں روایت کیا ہے۔

۴۔ امام قرطبی نے ’الجامع لأحكام القرآن (۶: ۱۲۸)‘ میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ایک ایسے گروہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں

(۱) ۱۔ طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۶: ۲۱۴

۲۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۲: ۵۱

(۲) ۱۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۲: ۵۱

۲۔ طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۶: ۲۱۴

نے مدینہ کے باہر دہشت گردی کا ارتکاب کیا، قتل اور املاک لوٹنے کے اقدامات کیے جس پر انہیں عبرت ناک سزا دی گئی۔

۵۔ علامہ زمخشری نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھا ہے:

يُحَارِبُونَ رَسُولَ اللَّهِ، وَمُحَارَبَةُ الْمُسْلِمِينَ فِي حَكْمِ مُحَارَبَتِهِ. ^(۱)

”يُحَارِبُونَ رَسُولَ اللَّهِ (یعنی) مسلمانوں کے ساتھ جنگ برپا کرنا رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے حکم میں ہے۔“

۶۔ علامہ ابو حفص الحنبلی، علامہ زمخشری کی مذکورہ بالا عبارت تحریر کرنے کے بعد مزید لکھتے ہیں:

أَنَّ الْمَقْصُودَ أَنَّهُمْ يُحَارِبُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَإِنَّمَا ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى تَعْظِيماً وَتَفْخِيماً لِمَنْ يُحَارِبُ، كَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ﴾ (۲). (۳)

”مقصد یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرتے ہیں اور (اس آیت میں) اللہ تعالیٰ کا نام جنگ کا نشانہ بننے والوں کی عظمت اور قدر و منزلت بڑھانے کے لئے مذکور ہوا۔ جیسا کہ بیعت رضوان کے حوالے سے قرآن مجید میں فرمایا گیا: ﴿اے حبیب!﴾ بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔“

۷۔ اس آیت سے یہ مفہوم بھی اخذ ہوتا ہے کہ راہزنی کرنے والوں کا اذیت ناک قتل جائز ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

(۱) زمخشری، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، ۱: ۶۶۱

(۲) الفتح، ۴۸: ۱۰

(۳) أبو حفص الحنبلی، الباب فی علوم الکتاب، ۴: ۳۰۳

أجمعوا على أن المراد بالمحاربين المفسدين في هذه الآية قطاع الطريق سواء كانوا مسلمين أو من أهل الذمة. واتفقوا على أن من برزو شهر السلاح مخيفاً مغيراً خارج المصر بحيث لا يدركه الغوث فهو محارب قاطع للطريق جارية عليه أحكام هذه الآية. وقال البغوي: المكابرون في الأمصار داخلون في حكم هذه الآية.^(۱)

”اس پر سب کا اجماع ہے کہ محاربین سے مراد فساد پیا کرنے والے اور راہ زن ہیں؛ خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم، سب کے لئے حکم برابر ہے۔ اس امر پر بھی اتفاق ہے کہ جو کھل کر ہتھیار اٹھالیں یا شہر سے باہر لوگوں کو خوفزدہ کریں اور غارت گری کریں جہاں کوئی مددگار بھی نہ پہنچ سکے، ایسا شخص جنگجو اور راہ زن ہے۔ اُس پر اس آیت کے احکام جاری ہوں گے۔ امام بغوی فرماتے ہیں: شہروں میں دہشت گردی کرنے والے بھی اس آیت کے حکم میں شامل ہیں۔“

اس آیت مبارکہ اور اکابرین کے بیان کردہ تفسیری اقوال سے یہ مفہوم اخذ ہوتا ہے کہ مسلمان ریاست کی رعایا میں سے مسلمانوں کو اسلحہ کے ذریعے خوف زدہ کرنے والوں کا خاتمہ ضروری ہے کیوں کہ جو زمین میں فساد انگیزی کرتے ہیں وہ پوری انسانیت کے قاتل ہیں۔ جو کسی مسلم ریاست کی اتھارٹی کو چیلنج کرتے ہیں اور اس کے خلاف مسلح بغاوت کرتے ہیں، ان کے لیے اذیت ناک سزائیں اور دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

(۱) قاضی ثناء اللہ، تفسیر المظہری، ۳: ۸۶

۳۔ فتنہ خوارج کا آغاز: عہدِ رسالت مآب ﷺ میں

دورِ رسالت مآب ﷺ میں ہی فتنہ خوارج کا آغاز ہو گیا تھا۔ امام بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث کے مطابق حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ بِقِسْمٍ ذَاتِ يَوْمٍ قِسْمًا فَقَالَ ذُو الْخُوْبَصْرَةِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اْعْدِلْ، قَالَ: وَيْلَكَ مَنْ يْعْدِلُ إِذَا لَمْ اْعْدِلْ؟ فَقَالَ عُمَرُ: اِئْذَنْ لِي فَلَا ضَرْبَ عُنُقِهِ، قَالَ: لَا، إِنَّ لَهُ اَصْحَابًا يَحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَ صِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَمْزُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمْزُوقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَةِ. (۱)

”ایک روز حضور نبی اکرم ﷺ مال (غنیمت) تقسیم فرما رہے تھے تو بنو تمیم کے ذوالخوِصرہ نامی شخص نے کہا: یا رسول اللہ! انصاف کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو ہلاک ہو، اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) مجھے اجازت دیں کہ اس (گستاخ) کی گردن اڑا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، (اس اکیلے کی گردن اڑانا کیوں کر) بے شک اس کے (ایسے) ساتھی بھی ہیں کہ تم ان کی

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب الأدب، باب ما جاء في قول الرجل

ويلك، ۵: ۲۲۸۱، رقم: ۵۸۱۱

۲۔ بخاری، الصحيح، کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم،

باب من ترك قتال الخوارج للتألف وأن لا ينفر الناس عنه، ۶: ۲۵۳۰،

رقم: ۶۵۳۴

۳۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وصفاتهم،

۲: ۷۲۴، رقم: ۱۰۶۴

نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو حقیر جانو گے۔ وہ دین سے اس طرح نکلے ہوئے ہوں گے جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے۔“

خوارِج کے فتنے کا آغاز گستاخی رسول ﷺ سے ہوا

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ذوالخویرہ تمیمی نامی گستاخ شخص کی گستاخی ہی دراصل اس بدترین فتنے کا پیش خیمہ ثابت ہوئی جس نے بعد ازاں امتِ مسلمہ میں انتشار و افتراق پیدا کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ادوارِ خلافت میں اسلامی ریاست کی اتھارٹی کو چیلنج کرنے والے باغی اور مسلح گروہ درحقیقت اُسی ذوالخویرہ تمیمی کی فکر کا تسلسل تھے۔

۱۔ امام ابو بکر الآجری (م ۳۶۰ھ) کتاب الشریعة کے باب ذم الخوارِج و سوء مذہبہم و إباحة قتالہم، و ثواب من قتلہم أو قتلوہ میں لکھتے ہیں:

وَأَوَّلُ قَرْنٍ طَلَعَ مِنْهُمْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: هُوَ رَجُلٌ طَعَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ يَقْسِمُ الْغَنَائِمَ بِالْجِعْرَانَةِ، فَقَالَ: أَعْدِلْ يَا مُحَمَّدُ، فَمَا أَرَاكَ تَعْدِلُ، فَقَالَ ﷺ: وَيْلَكَ، فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ؟

”خوارِج کا اولین فرد عہدِ رسالت مآب ﷺ میں نمودار ہوا۔ یہ وہ شخص تھا جس نے حضور نبی اکرم ﷺ پر اس وقت طعنہ زنی کی جب آپ ﷺ جعرانہ کے مقام پر مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ اس بد بخت نے کہا: اے محمد! عدل کیجیے! میرے خیال میں آپ عدل نہیں کر رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تو ہلاک ہو! اگر میں عدل نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا؟“

۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ اسی ذوالخویصرہ تہمی کا ہم خیال گروہ ہی بعد ازاں خوارج کی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔

عن عبد الرزاق فقال: ذی الخویصرۃ التمیمی وهو حرقوص بن زہیر، أصل الخوارج.^(۱)

”عبد الرزاق سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ذوالخویصرہ تہمی کا اصل نام حرقوص بن زہیر تھا اور وہ خوارج کا بانی تھا۔“

۳۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ”الإصابة فی تمييز الصحابة (۲: ۴۹)“ میں بھی یہی تحقیق بیان کی ہے۔

۴۔ علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

وقال الذهبي: ذو الخویصرۃ القائل: فقال: يا رسول الله، إعدل. يقال هو حرقوص بن زہیر، رأس الخوارج، قتل فی الخوارج يوم النهر.^(۲) وفي تفسير الثعالبي: بينا رسول الله ﷺ يقسم غنائم هوازن، جاءه ذو الخویصرۃ التميمي، أصل الخوارج.^(۳)

”امام ذہبی فرماتے ہیں: ذوالخویصرہ نے ہی یہ کہا تھا: یا رسول اللہ! عدل کیجیے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ حرقوص بن زہیر تھا۔ یہ خوارج کا فکری قائد اور بانی تھا جو کہ (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور میں) مقام نہروان (پر ہونے والی جنگ) میں مارا گیا۔ تفسیر ثعالبی میں ہے کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ معرکہ ہوازن کے غنائم تقسیم فرما رہے تھے تو آپ ﷺ کے پاس ذوالخویصرہ تہمی آیا اور وہ خوارج کا بانی تھا۔“

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۹۲

(۲) بدر الدین العینی، عمدة القاری، ۱۵: ۶۲

(۳) بدر الدین العینی، عمدة القاری، ۱۶: ۱۴۲

۴۔ عہدِ عثمانی میں فتنہ خوارج کی فکری تشکیل

حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد اُمت میں کئی فتنوں نے جنم لیا، جن میں جھوٹی نبوت کے دعوے، دین سے ارتداد، زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار اور دیگر کئی بنیادی تعلیماتِ اسلام سے انحراف شامل ہے۔ انہی فتنوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے خارجی فکر کے حاملین اپنے باغیانہ نظریات کی ترویج کرتے رہے اور اپنے آپ کو ایک منظم شکل دینے کی طرف سرگرم عمل رہے۔ یہاں تک کہ سیدنا عثمان غنی ؓ کے دورِ اواخر میں بلوایوں کی تحریک میں آپ کو قتل کرنے کی سازش تیار کرنے والے لوگ بھی اس انتہاء پسندانہ رجحان کے حامل تھے جن میں سے ایک نمایاں شخص عبد اللہ بن سباء تھا۔ اس انتہاء پسند دہشت گرد گروہ نے پہلی مرتبہ مدینہ منورہ میں سیدنا عثمان غنی ؓ کے عہدِ حکومت میں خالص اسلامی حکومت کی اتھارٹی اور ریاستی نظم کو چیلنج کیا۔

امام حاکم المستدرک میں ایک تابعی حسین بن خارجہ کا واقعہ نقل کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:

لَمَّا كَانَتِ الْفِتْنَةُ الْأُولَى أَشْكَلْتُ عَلَيَّ فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي أَمْرًا مِنْ أَمْرِ الْحَقِّ أَتَمْسُكُ بِهِ. قَالَ: فَأَرَيْتَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ وَبَيْنَهُمَا حَائِطٌ غَيْرَ طَوِيلٍ، وَإِذَا أَنَا بِجَائِزٍ فَقُلْتُ: لَوْ تَشَبَّثَ بِهَذَا الْجَائِزِ لَعَلِّي أَهْبَطُ إِلَى قَتْلِي أَشْجَعُ لِيُخْبِرُونِي قَالَ: فَهَبْطْتُ بِأَرْضِ ذَاتِ شَجَرٍ وَإِذَا أَنَا بِنَفَرٍ جُلُوسٍ فَقُلْتُ: أَنْتُمْ الشُّهَدَاءُ؟ قَالُوا: لَا نَحْنُ الْمَلَائِكَةُ. قُلْتُ: فَأَيْنَ الشُّهَدَاءُ؟ قَالُوا: تَقْدُمُ إِلَى الدَّرَجَاتِ الْعُلَى إِلَى مُحَمَّدٍ ﷺ، فَتَقْدُمْتُ فَإِذَا أَنَا بِدَرَجَةِ اللَّهِ أَعْلَمُ مَا هِيَ السَّعَةِ وَالْحَسَنِ؟ فَإِذَا أَنَا بِمُحَمَّدٍ ﷺ وَابْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يَقُولُ لِابْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اسْتَغْفِرْ لِأَمَّتِي. فَقَالَ لَهُ اابْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّكَ لَا

تدری ما أحدثوا بعدک؟ أراقوا دماءهم وقتلوا إمامهم، ألا فعلوا
کما فعل خلیلی سعد. قلت: أراني قد أريت أذهب إلى سعد،
فأنظر مع من هو، فأكون معه فأتيته، فقصصت عليه الرؤيا، فما
أكثر بها فرحا. وقال: قد شقي من لم یکن له إبراهيم عليه السلام خلیلا.
قلت: في أي الطائفتين أنت؟ قال: لست مع واحد منهما. قلت:
فكيف تأمرني؟ قال: ألك ماشية؟ قلت: لا. قال: فاشتر ماشية
واعتزل فيها حتى تنجلي.^(۱)

” (حضرت حسین بن خابجہ فرماتے ہیں:) جب پہلا فتنہ ظاہر ہوا تو مجھ پر فیصلہ
مشکل ہو گیا (کہ اس میں حصہ لوں یا نہ لوں)۔ پس میں نے کہا: اے اللہ! مجھے
امرِ حق دکھا جسے میں تھام لوں۔ فرماتے ہیں: پس مجھے (خواب میں) دنیا اور
آخرت دکھائی گئی اور ان دونوں کے درمیان ایک دیوار تھی جو کہ زیادہ لمبی نہ تھی
اور میں نے اپنے آپ کو دیوار پر دیکھا تو میں نے کہا کہ اگر میں اس دیوار پر
معلق رہا تو ہوسکتا ہے کہ میں اشیع کے مقتولوں پر اتروں تاکہ وہ مجھے خبر دیں۔
فرماتے ہیں: پس میں ایسی زمین پر اُترا جو کہ شجر دار یعنی سرسبز و شاداب تھی، تو
میں نے ایک گروہ کو بیٹھے ہوئے دیکھا، میں نے کہا: تم شہداء ہو؟ انہوں نے
کہا: نہیں ہم فرشتے ہیں۔ میں نے کہا: شہید کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا: بلند
درجات کی طرف تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے جاؤ۔ جب میں آگے بڑھا
تو ایسا مقام دیکھا جس کی وسعت اور حسن و جمال اللہ ہی بہتر جانتا ہے، تو میں
نے وہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم عليه السلام کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۴۹۹، رقم: ۸۳۹۴

۲۔ ابن عبد البر، التمهید، ۱۹: ۲۲۲

۳۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱: ۱۲۰

ﷺ سے فرما رہے تھے: آپ میری اُمت کے لیے مغفرت کی دعا کیجیے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے کہا: آپ نہیں جانتے کہ ان میں سے بعضوں نے آپ کے بعد کیا نئے فتنے شروع کیے؟ انہوں نے اپنوں کا خون بہایا اور اپنے حاکم کو قتل کیا ہے۔ وہ ایسا کیوں نہیں کرتے جیسا میرے دوست سعد نے کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ نے مجھے جو دکھا دیا ہے اس میں یہ راہ سمجھائی ہے کہ میں سعد کے پاس جاؤں۔ پس اس کا معاملہ دیکھوں تو اس کے ساتھ ہو جاؤں۔ لہذا میں ان کے پاس آیا اور ان کو خواب کا واقعہ سنایا تو وہ اس سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا: وہ شخص بد نصیب ہے جس کے خلیل ابراہیم علیہ السلام نہ ہوں۔ میں نے کہا: آپ ان دو گروہوں میں سے کس کے ساتھ ہیں؟ انہوں نے کہا: میں ان دونوں میں سے کسی کے ساتھ نہیں ہوں۔ میں نے کہا: آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ انہوں نے کہا: کیا آپ کے پاس مویشی ہیں؟ میں نے کہا: نہیں، انہوں نے فرمایا: مویشی خرید کر علیحدہ ہو جاؤ یہاں تک کہ صورتِ حال واضح ہو جائے۔“

امام ابن عبد البر نے التمهید^(۱) میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے الإصابة فی تمييز الصحابة^(۲) میں روایت میں مذکور الفتنة الأولى سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر اُمتِ مسلمہ میں پیدا ہونے والا فتنہ لیا ہے۔ یہی فتنہ پرور و ہشت گرد لوگ ہی ظاہراً دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے، جن دو گروہوں کا اشارہ مذکورہ بالا روایت میں ہے۔

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے لوگ فتنہ کی آگ بھڑکانے والے تھے۔ یہی دین میں بدعت کے مرتکب ہوئے اور یہی

(۱) ابن عبد البر، التمهید، ۱۹: ۲۲۲

(۲) عسقلانی، الإصابة فی تمييز الصحابة، ۲: ۱۷۲، رقم: ۱۹۷۹

لوگ بدعتی کہلائے، یہی وہ فتنہ پرور، متعصب اور انتہا پسند لوگ تھے جنہوں نے سیدنا علیؑ کے دور میں جنگِ صفین کے بعد خارجی گروہ کی باقاعدہ بنیاد رکھی تھی۔

۵۔ عہدِ علوی میں خوارج کا تحریکی آغاز

فتنہ خوارج کے علم برداروں کے پیش نظر دین کے نام پر مسلم ریاست کو destabilize کرنا اور اس کی نظریاتی بنیادوں کو کھوکھلا کرنا مقصود ہوتا ہے۔ یہ حکومتِ وقت کے خلاف مسلح جد و جہد اور بغاوت کے ذریعے دہشت گردانہ کارروائیاں کرتے ہیں اور مساجد و عبادت گاہوں، گھروں، تعلیمی اداروں، مارکیٹوں اور public places پر شہریوں کا خون بہاتے ہیں۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خوارج کا احتجاج مذاکرات (dialogue) اور پُر امن مصالحت (peaceful settlement of dispute) کے خلاف تھا جسے سیدنا علی المرتضیٰؑ نے جنگِ صفین کے موقع پر ”تحکیم“ کی صورت میں اپنایا تھا۔ جب تک فضا جنگ جاری رہنے کے حق میں تھی خوارج حضرت علیؑ کے لشکر میں لڑنے کے لئے پیش پیش تھے۔ جونہی آپؑ نے خون خرابے سے بچنے کے لئے تحکیم یعنی ثالثی (arbitration) کے راستے کو اپنایا تو وہ پُر امن مصالحت اور ثالثی کے عمل کو رد کرتے ہوئے سیدنا علیؑ کے لشکر سے نکل گئے۔ آپؑ کو معاذ اللہ کافر کہنے لگے اور واضح طور پر باغی اور دہشت گرد گروہ تیار کر کے نام نہاد جہاد کے نام پر حضرت علیؑ اور اُمتِ مسلمہ کے خلاف برسرِ پیکار ہو گئے۔ اپنے منظم ظہور کے وقت انہوں نے یہ نعرہ لگایا تھا:

لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ

”اللہ کے سوا کوئی حکم نہیں کر سکتا۔“

۱۔ خوارج کے اس عمل سے جب حضرت علیؑ کو آگاہی ہوئی تو آپؑ نے فرمایا:

كَلِمَةُ حَقٍّ أَرِيدَ بِهَا بَاطِلٌ. ^(۱)

”بات تو حق ہے لیکن اس کا مقصود باطل ہے۔“

۲۔ بعض کتب میں ہے کہ حضرت علی ؓ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

إِنْ سَكْتُوا غَمَمْنَاهُمْ وَإِنْ تَكَلَّمُوا حَجَجْنَاهُمْ وَإِنْ خَرَجُوا عَلَيْنَا قَاتَلْنَاهُمْ. ^(۲)

”اگر وہ خاموش رہے تو ہم ان پر چھائے رہیں گے اور اگر انہوں نے کلام کیا تو ہم ان سے دلیل کے ساتھ بات کریں گے، اور اگر انہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی تو ہم ان سے لڑیں گے۔“

۳۔ حضرت علی ؓ کے خلاف مسلح بغاوت کرتے ہوئے خوارج نے عراق کی سرحد پر واقع علاقے حرراء کو اپنا مرکز بنا لیا۔ انہوں نے حضرت علی ؓ کے خلاف ”شُرک“ اور ”بدعت“ کے الزامات لگائے، آپ کو کافر قرار دیا اور آپ کے خلاف مسلح بغاوت کر دی۔ یہ قتل و غارت گری اور دہشت گردی کی ابتداء تھی۔ اُن کا ابتدائی نقطہ نظر ہی یہ تھا:

تَحْكُمُونَ فِي أَمْرِ اللَّهِ الرَّجَالُ؟ لَا حَكَمَ إِلَّا لِلَّهِ! ^(۳)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب التحریض علی قتل

الخوارج، ۲: ۷۴۹، رقم: ۱۰۶۶

۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۱۶۰، رقم: ۸۵۶۲

۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷: ۵۵۷، رقم: ۳۷۹۰۷

۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۸: ۱۷۱، رقم: ۱۶۴۷۸

(۲) ۱۔ ابن اثیر، الكامل فی التاريخ، ۳: ۲۱۲، ۲۱۳

۲۔ طبری، تاریخ الأمم والملوک، ۳: ۱۱۴

(۳) ابن اثیر، الكامل فی التاريخ، ۳: ۱۹۶

”تم اللہ کے امر میں آدمیوں کو حکم بناتے ہو؟ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی حکم نہیں کر سکتا۔“

۴۔ ایک خارجی لیڈر یزید بن عاصم محاربی نے خروج کرتے ہوئے خطبہ پڑھا:

”تمام حمد اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہے جس سے ہم مستغنی نہیں ہو سکتے۔ یا اللہ! ہم اس امر سے پناہ مانگتے ہیں کہ اپنے دین کے معاملے میں کسی قسم کی کمزوری اور خوشامد سے کام لیں کیونکہ اس میں ذلت ہے جو اللہ تعالیٰ کے غضب کی طرف لے جاتی ہے۔ اے علی! کیا تم ہمیں قتل سے ڈراتے ہو؟ آگاہ رہو! اللہ کی قسم! میں امید رکھتا ہوں کہ تم تمہیں تلواروں کی دھار سے ماریں گے تب تم جان لو گے کہ ہم میں سے کون عذاب کا مستحق ہے۔“ (۱)

۵۔ اسی طرح ایک اور خارجی لیڈر کے خطبہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

أخرجوا بنا من هذه القرية الظالم أهلها إلى بعض كُور الجبال أو إلى بعض هذه المدائن منكرين لهذه البدع المضلة. (۲)

”اس شہر کے لوگ ظالم ہیں، اس لیے تم (اس شہر کو چھوڑ کر) ہمارے ساتھ پہاڑوں یا دوسرے شہروں کی طرف نکل جاؤ جہاں کے مکین ان گمراہ کن بدعتوں سے انکاری ہوں۔“

۶۔ جب سب سرکردہ خوارج شریح ابن اونی عسی کے گھر جمع ہوئے تو اس مجلس میں ابن وہب نے کہا:

اشخصوا بنا إلى بلدة نجتمع فيها لإنفاذ حكم الله، فإنكم أهل الحق. (۳)

(۱) ابن اثیر، الكامل فی التاریخ، ۳: ۳۱۳

(۲) ابن اثیر، الكامل فی التاریخ، ۳: ۳۱۳، ۳۱۴

(۳) ابن اثیر، الكامل فی التاریخ، ۳: ۳۱۴

”اب تم ہمارے ساتھ کسی ایسے شہر کی طرف کوچ کرو جس میں ہم سب جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا حکم جاری کریں کیونکہ اہل حق اب تمہی لوگ ہو۔“

۷۔ اب خوارج کا وہ بیان پڑھیے جو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خط کے جواب میں دیا:

فإنك لم تغضب لربك وإنما غضبت لنفسك، فان شهدت على نفسك بالكفر واستقبلت التوبة، نظرنا فيما بيننا وبينك، وإلا فقط نبذناك على سواء أن الله لا يحب المخائنين. (۱)

”اب تمہارا غضب خدا کے واسطے نہیں ہے، اس میں تمہاری نفسانیت شریک ہے۔ تم اب بھی اگر اپنے کفر کا اقرار کرتے ہو اور نئے سرے سے توبہ کرتے ہو تو دیکھا جائے گا ورنہ ہم نے تم کو دور کر دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔“

خوارج کے ان خطبات اور جوابی خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرتے ہوئے خود کو توحید اور حق کے علم بردار جب کہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو (معاذ اللہ) شرک اور بدعت کا نمائندہ تصور کر رہے تھے۔ بدعت اور شرک سے ان کی بزم خویش نفرت کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شہر کو بھی اس خیال سے کہ یہ بدعتیوں کا شہر ہے، چھوڑ دیا اور جنگوں، صحرائوں اور پہاڑوں میں گھات لگا کر بیٹھ گئے جہاں وہ اپنے مخالفین کو پکڑ کر ظلم و ستم کا نشانہ بناتے اور انہیں قتل کر دیتے۔ بعد ازاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا لشکر لے کر خوارج کی ریشہ دوانیوں، دین دشمن کارروائیوں اور سازشوں کے جواب میں ان کے خلاف عسکری کارروائی کی اور انہیں شکست فاش سے

(۱) ابن اثیر، الكامل فی التاريخ، ۳: ۲۱۷

دوچار کیا۔ کیوں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے ارشادات گرامی میں ان کا قلع قمع کر دینے کی پیشین گوئی اور حکم فرمایا تھا۔ پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ریاستی سطح پر ان کی سرکوبی کی۔ امام مسلم اور دیگر محدثین نے یہ پورا واقعہ بالتفصیل حضرت زید بن وہب جہنی سے روایت کیا ہے جو کہ درج ذیل ہے:

أَنَّهُ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِينَ سَارُوا إِلَى الْخَوَارِجِ، فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَيْسَ قِرَاءَتُهُمْ إِلَى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صَلَاتُهُمْ إِلَى صَلَاتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صِيَامُهُمْ بِشَيْءٍ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ، لَا تَجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ. لَوْ يَعْلَمُ الْجَيْشُ الَّذِينَ يُصِيبُونَهُمْ مَا قُضِيَ لَهُمْ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِمْ ﷺ لَا تَكْلُوا عَنِ الْعَمَلِ وَآيَةُ ذَلِكَ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا لَهُ عَصُدٌ وَلَيْسَ لَهُ ذِرَاعٌ عَلَى رَأْسِ عَصُدِهِ مِثْلُ حَلْمَةِ الثَّدْيِ عَلَيْهِ شَعْرَاتٌ بَيْضٌ. فَتَذْهَبُونَ إِلَى مُعَاوِيَةَ وَأَهْلِ الشَّامِ وَتَتْرَكُونَ هَؤُلَاءِ يَخْلِفُونَكُمْ فِي ذَرَارِيِّكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَاللَّهُ إِنِّي لَأَرْجُو أَنَّ يَكُونُوا هَؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَإِنَّهُمْ قَدْ سَفَكُوا الدَّمَ الْحَرَامَ وَأَغَارُوا فِي سَرَحِ النَّاسِ فَاسِيرُوا عَلَى اسْمِ اللَّهِ.

قَالَ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ فَتَزَلَّنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ مَنَزِلًا حَتَّى قَالَ مَرَرْنَا عَلَى قَنْطَرَةٍ فَلَمَّا اتَّقَيْنَا وَعَلَى الْخَوَارِجِ يَوْمَئِذٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ فَقَالَ لَهُمْ: الْقُوا الرِّمَاحَ وَسَلُّوا سُيُوفَكُمْ مِنْ جُفُونِهَا فَإِنِّي

أَخَافُ أَنْ يُنَاشِدُوكُمْ كَمَا نَاشِدُوكُمْ يَوْمَ حُرُورَاءَ، فَارْجِعُوا
فَوْحَشُوا بِرِمَاحِهِمْ وَسَلُّوا السُّيُوفَ وَشَجَرَهُمُ النَّاسُ بِرِمَاحِهِمْ.
قَالَ: وَقُتِلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَمَا أُصِيبَ مِنَ النَّاسِ مِنْ أَصْحَابِ
عَلِيٍّ يَوْمَئِذٍ إِلَّا رَجُلَانِ، فَقَالَ عَلِيٌّ عليه السلام: التَّمِسُوا فِيهِمُ الْمُخَدَجَ
فَالْتَمِسُوهُ فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَقَامَ عَلِيٌّ عليه السلام بِنَفْسِهِ حَتَّى أَتَى نَاسًا قَدْ قُتِلَ
بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ قَالَ: أَخْرُؤُهُمْ فَوَجَدُوهُ مِمَّا يَلِي الْأَرْضَ فَكَبَّرَ،
ثُمَّ قَالَ: صَدَقَ اللَّهُ، وَبَلَغَ رَسُولُهُ. قَالَ: فَقَامَ إِلَيْهِ عَبِيدَةُ السَّلْمَانِيُّ:
فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَسَمِعْتَ هَذَا
الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: إِي وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ!
حَتَّى اسْتَحْلَفَهُ ثَلَاثًا، وَهُوَ يَحْلِفُ لَهُ. ^(۱)

”وہ (یعنی حضرت زید بن وہب) اس لشکر میں تھے جو حضرت علی عليه السلام کے
ساتھ خوارج سے جنگ کے لئے گیا تھا۔ حضرت علی عليه السلام نے فرمایا: لوگو! میں
نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ایک
گروہ ظاہر ہوگا وہ ایسا (خوبصورت) قرآن پڑھے گا کہ ان کے پڑھنے کے

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب التحریض علی قتل

الخوارج، ۲: ۷۲۸، رقم: ۱۰۶۶

۲۔ أبو داؤد، السنن، کتاب السنة، باب فی قتال الخوارج، ۴: ۲۴۴،

رقم: ۴۷۶۸

۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۱۶۳، رقم: ۸۵۷۱

۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۹۱، رقم: ۷۰۶

۵۔ عبد الرزاق، المصنف، ۱۰: ۱۴۷

۶۔ بزار، المسند، ۲: ۱۹۷، رقم: ۵۸۱

سامنے تمہارے قرآن پڑھنے کی کوئی حیثیت نہ ہوگی، ان کی نمازوں کے سامنے تمہاری نمازوں کی کچھ حیثیت نہ ہوگی، ان کے روزوں کے سامنے تمہارے روزوں کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔ وہ یہ سمجھ کر قرآن پڑھیں گے کہ وہ ان کے حق میں ہے حالانکہ وہ ان کے خلاف حجت ہوگا۔ نماز ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی اور وہ اسلام سے ایسے خارج ہوں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے۔ جو لشکر ان کی سرکوبی کے لیے جا رہا ہوگا اگر وہ اس ثواب کو جان لے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ان کے نبی ﷺ کی زبان پر کیا ہے تو وہ باقی اعمال کو چھوڑ کر اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک ایسا آدمی ہوگا جس کے شانہ میں ہڈی نہیں ہوگی اور اس کے شانہ کا سر عورت کے پستان کی طرح ہوگا جس پر سفید رنگ کے بال ہوں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (اپنے لشکر سے) فرمایا: تم معاویہ اور اہل شام کی طرف جاتے ہو مگر ان خوارج کو چھوڑ جاتے ہو تا کہ یہ تمہارے پیچھے تمہاری اولاد اور تمہارے اموال کو ایذا دیں، بخدا! مجھے امید ہے کہ یہ وہی قوم ہے جس نے ناحق خون بہایا اور لوگوں کی چراگا ہوں یعنی اموال کو لوٹ لیا، تم اللہ کا نام لے کر ان سے قتال کے لیے روانہ ہو جاؤ۔

”سلمہ بن کہیل کہتے ہیں: پھر مجھ سے (اس کے راوی) زید بن وہب نے ایک ایک منزل کا تذکرہ کیا اور بیان کیا کہ جب ہم جا کر ان سے ملے تو ہمارا ایک پل سے گزر ہوا، اس وقت خوارج کا سپہ سالار عبداللہ بن وہب راسبی تھا، اس نے حکم دیا کہ اپنے نیزے پھینک دو اور تلواریں میان سے نکال لو کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ یہ تم پر اس طرح حملہ کریں گے جس طرح یوم حروراء میں کیا تھا۔ چنانچہ وہ پھرے، انہوں نے اپنے نیزے پھینک دیے اور تلواریں سنت لیں، لوگوں نے ان پر اپنے نیزوں سے حملہ کیا اور بعض نے بعض کو قتل کرنا

شروع کر دیا، اس روز حضرت علیؑ کے لشکر سے صرف دو آدمی شہید ہوئے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: ان میں اسی ناقص آدمی کو تلاش کرو، انہوں نے اسے ڈھونڈ لیا لیکن وہ نہ ملا۔ حضرت علیؑ خود اٹھے اور وہاں گئے جہاں ان کی لاشیں ایک دوسرے پر پڑی تھیں، آپ نے فرمایا: ان لاشوں کو اٹھاؤ۔ تو اس (علامت والے مطلوب) شخص کو زمین پر لگا ہوا پایا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: اللہ اکبر، اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور اس کے رسول ﷺ نے ہم تک صحیح احکام پہنچائے۔ عبیدہ سلمانی کھڑے ہوئے اور کہا: امیر المؤمنین! اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ کیا آپ نے خود حضور نبی اکرم ﷺ سے یہ حدیث سنی تھی؟ حضرت علیؑ نے فرمایا: ہاں اللہ رب العزت کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس نے حضرت علیؑ سے تین مرتبہ حلف لیا اور آپ نے تین مرتبہ قسم کھائی۔“

بعض روایات میں اس ناقص بازو والے شخص کی علامات بھی بیان کی گئی ہیں کہ وہ شخص سیاہ رنگ کا ہوگا اور اُس کا ہاتھ بکری کے تھن یا عورت کے پستان کے سر کی طرح ہوگا۔ جب حضرت علی بن ابی طالبؑ گروہ خوارج کا قلع قمع کر چکے تو فرمایا: اس نشانی والے آدمی کو تلاش کرو۔ انہوں نے اسے ڈھونڈا مگر وہ نہ ملا، فرمایا: اس کو پھر جا کر تلاش کرو، بخدا نہ میں نے جھوٹ بولا ہے نہ مجھے جھوٹ بتایا گیا ہے، یہ بات انہوں نے دویا تین بار کہی، حتیٰ کہ لوگوں نے اسے ایک کھنڈر میں ڈھونڈ لیا اور اس کی لاش لا کر حضرت علیؑ کے سامنے رکھ دی۔ اس واقعے کے راوی عبید اللہ کہتے ہیں: میں اس سارے معاملہ میں ان کے پاس موجود تھا اور حضرت علیؑ کا قول ان خوارج کے بارے میں ہی تھا۔^(۱)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب التحریض علی قتل

الخوارج، ۲: ۷۴۹، رقم: ۱۰۶۶

۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۱۶۰، رقم: ۸۵۶۲

۳۔ ابن حبان، الصحيح، ۵: ۳۸۷، رقم: ۶۹۳۹

۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۸: ۱۷۱، رقم: ۱۶۴۷۸

خوارج کا یہ حال دیگر کتب حدیث میں مزید تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے جسے حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

لما فارقت الخوارج علياً خرج في طلبهم وخرجنا معه، فانتبهينا إلى عسكر القوم فإذا لهم دوي كدوي النحل من قراءة القرآن، وفيهم أصحاب الثغفات وأصحاب البرانس، فلما رأيتهم دخلني من ذلك شدة فتنحيت فركزت رمحي ونزلت عن فرسي ووضعت برنسي، فنشرت عليه درعي، وأخذت بمقود فرسي فقممت أصلي إلى رمحي وأنا أقول في صلاتي: اللهم إن كان قتال هؤلاء القوم، لك طاعة فيذن لي فيه، وإن كان معصية فأرني براءتك فأنا كذلك إذا أقبل علي بن أبي طالب رضي الله عنه على بغلة رسول الله ﷺ. فلما حاذاني قال: تعوذ بالله يا جندب، من شر الشك. فجئت أسعى إليه، ونزل، فقام يصلي إذا أقبل رجل على بردون يقرب به. فقال: يا أمير المؤمنين. قال: ما شأنك حاجة في القوم؟ قال: وما ذاك؟ قال: قد قطعوا النهر، فذهبوا، قلت: الله أكبر. فقال علي: ما قطعوه، ثم جاء آخر يستحضر بفرسه. فقال: يا أمير المؤمنين. قال: ما تشاء؟ قال: ألك حاجة في القوم؟ قال وما ذاك؟ قال: قد قطعوا النهر. فقال علي: ما قطعوه ولا يقطعوه، وليقتلن دونه عهد من الله ورسوله ﷺ. ثم ركب، فقال لي: يا جندب! أما أنا فأبعث إليهم رجلاً يقرأ المصحف، يدعو إلى كتاب ربهم وسنة نبيهم، فلا يقبل علينا بوجه حتى يرشقوه بالنبل، يا جندب، أما أنه لا يقتل منا عشرة ولا ينجو منهم

عشرة. ثم قال: من يأخذ هذا المصحف فيمشي به إلى هؤلاء القوم فيدعوهم إلى كتاب ربهم وسنة نبيهم وهو مقتول وله الجنة فلم يجبه إلا شاب من بني عامر بن صعصعة. فقال له علي: خذ. فأخذ المصحف، فقال: أما إنك مقتول، ولست تقبل علينا بوجهك حتى يرشقوك بالنبل. فخرج الشاب يمشي بالمصحف إلى القوم، فلما دنا منهم حيث سمعوا القتال قبل أن يرجع فرماه إنسان، فأقبل علينا بوجه، فقعده فقال علي: دونكم القوم. قال جندب: فقتلت بكفي هذه ثمانية قبل أن أصلي الظهر وما قتل منا عشرة ولا نجا منهم عشرة. (۱)

”جب خوارج علیحدہ ہو گئے تو حضرت علیؓ ان کی تلاش میں نکلے اور ہم بھی ساتھ تھے۔ جب ہم ان کے لشکر کے قریب پہنچے تو قرآن شریف پڑھنے کا ایک شور سنائی دیا۔ ان خوارج کی یہ حالت تھی کہ ان کی پیشانیوں پر سجدوں کے نشانات نمایاں تھے۔ وہ ٹوپیاں اوڑھے ہوئے کمال درجہ کے زاہد و عابد نظر آ رہے تھے۔ ان کا یہ حال دیکھ کر تو ان سے قتال مجھ پر نہایت شاق ہوا۔ میں اپنے گھوڑے سے اُترا اور الگ ہو کر اپنا نیزہ زمین میں گاڑ دیا اور اپنی ٹوپی اس پر رکھ دی اور زہ لٹکا دی۔ پھر میں نے گھوڑے کی لگام پکڑی اور نیزہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا شروع کر دی اور میں نماز کے دوران میں دل میں کہہ رہا تھا: ”الہی! اگر اس قوم کا قتل کرنا تیری طاعت ہے تو مجھے اجازت مل جائے اور

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۴: ۲۲۷، رقم: ۴۰۵۱

۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴: ۲۲۷

۳۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۹۶

۴۔ شوکانی، نیل الأوطار، ۷: ۳۴۹

اگر معصیت ہے تو مجھے اس رائے پر اطلاع ہو۔‘ ہنوز اس دعا سے فارغ نہ ہوا تھا کہ حضرت علیؓ میرے پاس آئے اور کہا: اے جندب! شک کے شر سے پناہ مانگو۔ میں یہ سنتے ہی ان کی طرف دوڑا تو وہ اتر کر نماز پڑھنے لگے۔ اتنے میں ایک شخص گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور کہا: یا امیر المؤمنین! کیا آپ کو ان لوگوں سے جنگ کی ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ اُس نے کہا: وہ سب نہر عبور کر کے پار چلے گئے ہیں، (اب ان کا تعاقب مشکل ہے)۔ میں نے کہا: اللہ اکبر۔ پھر ایک اور شخص گھوڑا دوڑاتا ہوا حاضر ہوا، اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے فرمایا: کیا چاہتے ہو؟ کہنے لگا: کیا آپ کو اس قوم سے جنگ کی ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا ہوا ہے؟ کہنے لگا: انہوں نے نہر عبور کر لی ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: نہیں، وہ پار گئے ہیں نہ جاسکیں گے۔ جو ان کے مقابلے میں مارا جائے گا، اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا اس کے لیے جنت کا وعدہ ہے۔ پھر آپ سوار ہوئے اور مجھے فرمایا: اے جندب! میں ان کی طرف آدمی بھیجوں گا جو انہیں قرآنی احکام پڑھ کر سنائے گا اور انہیں کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی دعوت دے گا۔ وہ رُخ نہیں پھیرے گا حتیٰ کہ وہ لوگ اس کو تیروں کی باڑ پر رکھ لیں گے۔ اے جندب! ہمارے دس شہید نہیں ہوں گے اور ان کے دس آدمی نہیں بچیں گے۔ پھر فرمایا: کوئی ہے جو یہ مصحف (قرآن) اس قوم کی طرف لے جائے اور ان کو اللہ کی کتاب اور حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت کی طرف بلائے، وہ مارا جائے گا اور اس کے لیے جنت ہوگی۔ بنی عامر کے ایک جوان کے سوا کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ نے اسے فرمایا: یہ مصحف لے جاؤ! اُس نے مصحف لے لیا۔ آپ نے فرمایا: اب تم لوٹ کر نہیں آؤ گے، وہ تمہیں تیروں کی باڑ پر رکھ لیں گے۔ وہ جوان قرآن لے کر ان کی طرف روانہ ہوا اور جب ایسی جگہ پہنچا جہاں سے وہ ان کی آواز سن سکتا تھا تو وہ اسے دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور تیر چلانے شروع کر دیے، پس

اُس نے ہماری طرف رُخ کیا اور (تیر لگنے کی وجہ سے) گر گیا۔ حضرت علیؑ نے اپنے آدمیوں سے فرمایا: اب تم بھی حملہ کر دو۔ حضرت جندبؓ فرماتے ہیں: میں نے نمازِ ظہر تک ان کے آٹھ ساتھی قتل کر ڈالے۔ (جیسا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا) ہمارے دس آدمی شہید نہ ہوئے اور ان کے دس آدمی نہ بچے۔“

حضرت جندبؓ پر خوارج کی ظاہری پارسائی، ان کی دین داری اور عبادت و ریاضت کا بہت اثر تھا باوجودیکہ وہ تمام علامات ان میں موجود تھیں جو حضرت علیؑ نے بیان فرمائی تھیں اور ساری پیشین گوئیاں بھی صحیح ثابت ہوئی تھیں مگر ان کی وضع قطع اور پرہیزگاری دیکھ کر پھر بھی ان کا دل ڈرتا تھا کہ کہیں ان کے ہاتھ سے حق پرست لوگ قتل نہ ہو جائیں۔ طارق بن زیاد کا بیان ہے:

خَرَجْنَا مَعَ عَلِيٍّ ؓ إِلَى الْخَوَارِجِ فَقَتَلَهُمْ، ثُمَّ قَالَ: انْظُرُوا فَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّهُ سَيُخْرِجُ قَوْمٌ يَتَكَلَّمُونَ بِالْحَقِّ لَا يُجَاوِزُ حَلْقَهُمْ، يَخْرُجُونَ مِنَ الْحَقِّ كَمَا يَخْرُجُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، سِيَمَاهُمْ أَنَّ فِيهِمْ رَجُلًا أَسْوَدَ مُخَدَجَ الْبَيْدِ، فِي يَدِهِ شَعْرَاتُ سُودٍ، إِنْ كَانَ هُوَ فَقَدْ قَتَلْتُمْ شَرَّ النَّاسِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَقَدْ قَتَلْتُمْ خَيْرَ النَّاسِ. فَبَكَيْنَا ثُمَّ قَالَ: اظْلُبُوا. فَظَلَبْنَا، فَوَجَدْنَا الْمُخَدَجَ، فَخَرَرْنَا سُجُودًا وَخَرَّ عَلِيٌّ ؓ مَعَنَا. (۱)

”ہم حضرت علیؑ کے ساتھ خوارج کی طرف (ان سے جنگ کے لیے) نکلے۔ حضرت علیؑ نے ان کا خاتمہ کیا، پھر فرمایا: دیکھو بے شک حضور نبی

(۱) ۱۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۱۶۱، رقم: ۸۵۶۶

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۰۷، رقم: ۸۴۸

۳۔ أحمد بن حنبل، فضائل الصحابة، ۲: ۷۱۴، رقم: ۱۲۲۳

اکرم ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایسے لوگ نکلیں گے کہ حق کی بات کریں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی، وہ حق سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں ایک شخص سیاہ فام ہوگا جس کا ہاتھ ناقص اور اس پر سیاہ بال ہوں گے۔ اس کو ڈھونڈو۔ اگر وہ شخص ان میں ہے تو سمجھ جاؤ کہ تم نے بدترین لوگوں کو مارا اور اگر وہ نہ ملا تو سمجھ لو کہ تم نے بہترین لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ یہ سن کر ہمیں سخت پریشانی ہوئی اور ہم رونے لگے۔ آپ نے فرمایا: ڈھونڈو تو سہی۔ جب خوب تلاش کی گئی تو اس شخص کی لاش مل گئی۔ تمام اہل لشکر سجدہ شکر میں گر گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ہمارے ساتھ سجدہ شکر ادا کیا۔“

۶۔ خوارج کے عقائد و نظریات

اب تک کی گئی بحث سے واضح ہو گیا کہ بعض اوقات معاشرے میں ایسا کج فہم اور تنگ نظر طبقہ بھی پیدا ہو جاتا ہے، جو بالکل نادان، دینی حکمت و بصیرت اور اس کے تقاضوں سے مکمل طور پر نا آشنا ہوتا ہے۔ وہ ظاہری طور پر صالح اعمال کی سختی سے پابندی کرتا ہے جس کے باعث وہ اس گھمنڈ میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ وہ پکا مسلمان اور دین کا پاسبان ہے اور اسے اللہ کے مقرب ہونے کا درجہ حاصل ہے، اس کے سوا باقی سب کفر و شرک میں مبتلا اور خدا کے نافرمان ہیں۔ اس لئے اس کا حق بنتا ہے کہ وہ بزور بازو دوسروں کو بھی راہ راست پر لائے، وہ گروہ اذع الی سبیل ربک بالحکمۃ^(۱) (اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت کے ساتھ بلائیے) اور لا اکرہ فی الدین^(۲) (دین میں کوئی زبردستی نہیں) کو بالکل بھول جاتا ہے۔ شیطان اس کے ذہن میں ڈال دیتا ہے کہ وہ سب سے افضل و اعلیٰ اور سچا مسلمان ہے اور اس کے مقابلے میں دوسرے لوگ مسلمان ہی

(۱) النحل، ۱۶: ۱۲۵

(۲) البقرہ، ۲: ۲۵۶

نہیں۔ اس لئے اس کا حق بنتا ہے کہ دوسرے لوگوں کو بھی اپنا ہم خیال بنائے۔ یہی وہ موڑ ہے جہاں پر شیطان ان کو اپنے ڈھب پر لے آتا ہے اور ان کے ذہن میں یہ فاسد خیال ڈال دیتا ہے کہ تم جیسا کوئی نہیں۔ تم ان بے عمل مسلمانوں کو اپنے طریق پر لانے یا انہیں ختم کرنے کے لیے ان کے ساتھ جو چاہے سلوک کرو، خون ریزی اور دہشت گردی کرو، مال و متاع لوٹو، تمہیں کوئی گناہ نہیں ہوگا، تم جو کچھ کرو گے سب جہاد ہوگا۔ ان ہی کے بارے میں قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ اللہ کے ہاں یہ خسارہ پانے والا گروہ ہوگا، مگر وہ خود کو بڑا نیکو کار سمجھے گا اور اس گھمنڈ میں مبتلا ہوگا کہ وہ بڑی خیر پھیل رہا ہے۔^(۱)

۱۔ خوارج کے باطل عقائد و مزومات کے بارے میں امام شہرستانی (م ۵۴۸ھ) الملل والنحل میں لکھتے ہیں:

کبار فرق الخوارج ستة: الأزارقة والنجدات والعجارة والثعلابة والإباضية والصفريّة والباقون فروعهم، ويرون الخروج على الإمام إذا خالف السنة حقاً واجبا. هم الذين خرجوا على أمير المؤمنين علي عليه السلام حين جرى أمر الحكمين واجتمعوا بحروراء من ناحية الكوفة ورئيسهم عبد الله بن الكواء وعتاب بن الأعمور وعبد الله بن وهب الراسبي وعروة بن جرير ويزيد بن

(۱) قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيَّهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا^(۱)

”فرما دیجیے: کیا ہم تمہیں ایسے لوگوں سے خبردار کر دیں جو اعمال کے حساب سے سخت خسارہ پانے والے ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری جد و جہد دنیا کی زندگی میں ہی برباد ہوگئی اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم بڑے اچھے کام انجام دے رہے ہیں۔“

عاصم المحاربی و حرقوص بن زهیر البجلی المعروف بذي
الثدية و كانوا يومئذ في اثني عشر ألف رجل أهل صلاة وصيام
أعنى يوم النهروان. وهم الذين أولهم ذو الخويرة
و آخرهم ذو الثدية.^(۱)

”خوارج کے بڑے بڑے گروہ چھ ہیں: ازرقہ، نجدات، عجارہ، ثعالبہ، اباضیہ،
صفریہ اور بقیہ خوارج ان کی فروغ ہیں (اس طرح ان کے کل فرقتے میں بن
جاتے ہیں) اور جب کوئی حکومت، سنت کی مخالفت کرے تو یہ اس کے مقابلہ
میں بغاوت کو واجب سمجھتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے امیر المؤمنین
حضرت علیؓ کے مقابلہ میں اس وقت بغاوت کی جب تحکیم (arbitration؛
ثالثی) کا حکم جاری ہوا تھا، اور جو لوگ حروراء کے مقام پر کوفہ کی ایک جانب
جمع ہو گئے تھے۔ ان کے بانیان عبد اللہ بن الکواء، عتاب بن الاغور، عبد اللہ بن
وہب راسبی، عروہ بن جریہ، یزید بن عاصم محاربی، حرقوص بن زہیر بجلی المعروف
بہ ذو الثدیہ تھے۔ اُس وقت یعنی نہروان کی جنگ کے وقت ان کی تعداد بارہ
ہزار تھی اور یہ صوم و صلاۃ کے بہت پابند تھے۔ اور یہ وہی لوگ ہیں جن کا
پہلا شخص ذو الخویرہ اور (پہلے منظم ظہور میں) آخری ذو الثدیہ ہے۔“

۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں فرماتے ہیں:

وقال القاضي أبو بكر بن العربي: الخوارج صنفان أحدهما يزعم
أن عثمان وعلياً وأصحاب الجمل وصفين وكل من رضى
بالتحكيم كفار والآخر يزعم أن كل من أتى كبيرة فهو كافر
مخلد في النار أبداً، وزاد نجدة على معتقد الخوارج أن من لم

(۱) شہرستانی، الملل والنحل: ۱۱۵

یخرج ویحارب المسلمین فهو کافر، ولو اعتقد معتقدہم^(۱)۔

”قاضی ابو بکر بن عربی نے فرمایا: خوارج کی دو قسمیں ہیں۔ جن میں سے ایک گروہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، جنگ جمل و صفین میں حصہ لینے والے تمام لوگ اور ہر وہ شخص جو تحکیم (arbitration) سے راضی ہوا، سب کافر ہیں۔ اور دوسرا گروہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ جس شخص نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا وہ کافر ہے جو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اور (یمامہ کے خارجی لیڈر) نجدہ بن عامر نے خوارج کے ان مذکورہ بالا عقائد پر اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ جو شخص امت مسلمہ کے خلاف بغاوت اور ان (خوارج) کے ساتھ مل کر مسلح جنگ نہ کرے تو وہ بھی کافر ہے چاہے وہ ان (خوارج) جیسے عقائد ہی رکھتا ہو۔“

۳۔ خوارج کے کفریہ عقائد اور مسلمانوں کے خلاف ان کے انتہاء پسندانہ، ظالمانہ اور متعصبانہ رویے کو بیان کرتے ہوئے علامہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے:

فکانوا کما نعتہم النبی ﷺ: ”یقتلون اهل الإسلام ویدعون اهل الأوثان“،^(۲) وکفروا علی بن ابي طالب وعثمان بن عفان ومن

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۸۳، ۲۸۵

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب الأنبياء، باب قصة یأجوج ومأجوج، ۳: ۱۲۱۹، رقم: ۳۱۶۶

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکوۃ، باب إعطاء المؤلفۃ، ۲: ۷۴۱، رقم: ۱۰۶۴

۳۔ ابو داؤد، السنن، ۴: ۲۳۳، رقم: ۲۷۶۴

۴۔ نسائی، السنن، ۵: ۸۷، رقم: ۲۵۷۸

۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۶۸، رقم: ۱۱۶۶۶

والاھما۔ وقتلوا علی بن ابی طالب مستحلبین لقتلہ۔ قتلہ عبد الرحمن بن ملجم المرادی منهم، وکان هو وغیرہ من الخوارج مجتہدین فی العبادة، لکن کانوا جہالاً فارقوا السنة والجماعة: فقال هؤلاء: ما الناس إلا مؤمن أو کافر؛ والمؤمن من فعل جميع الواجبات وترك جميع المحرمات: فمن لم یکن كذلك فهو کافر: مخلد فی النار۔ ثم جعلوا کل من خالف قولهم كذلك۔ فقالوا: ان عثمان وعلیاً ونحوهما حکموا بغير ما أنزل الله، وظلموا فصاروا کفاراً^(۱)۔

”خوارج ایسے لوگ تھے جن کی صفت حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ بیان کی تھی کہ ”وہ اہل اسلام سے لڑیں گے اور بت پرستوں سے صلح رکھیں گے۔“ انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور ان کا ساتھ دینے والوں کی تکفیر کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خون کو مباح قرار دیتے ہوئے انہیں شہید کیا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عبد الرحمن بن ملجم المرادی نے شہید کیا جو کہ خارجیوں میں سے تھا۔ یہ اور اس کے علاوہ دیگر خوارج بہت عبادت گزار تھے لیکن حقیقت میں وہ حکمت دین سے نابلد تھے کیوں کہ انہوں نے سنت اور جماعت کو چھوڑ دیا تھا۔ ان کے عقیدے کے مطابق انسان مؤمن ہوگا یا کافر۔ لہذا ان کے نزدیک مؤمن وہ ہے جو تمام واجبات پر عمل کرے اور تمام محرمات کو ترک کرے۔ جو ایسا نہیں کرتا وہ کافر اور دائمی جہنمی ہے۔ پھر انہوں نے ہر اُس شخص کی بھی اسی طرح تکفیر کرنا شروع کر دی جس نے ان کی باتوں کی مخالفت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی طرح دیگر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے خلاف حکومت کی ہے اور وہ

(۱) ابن تیمیہ، مجموع فتاویٰ، ۷: ۴۸۱

ظلم کا ارتکاب کرتے رہے۔ پس یہ سارے کافر ہو گئے ہیں۔ (نعوذ باللہ۔)“

اگر خوارج کے عقائد اور ان کی خصوصیات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ ثابت ہوگا کہ خوارج نے نہ صرف سنتِ نبوی ﷺ سے بغاوت کی بلکہ مسلمانوں کا خون بہانا بھی جائز قرار دے دیا۔ علامہ ابن تیمیہ خوارج کی معروف و مشہور خصوصیات بیان کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

ولهم خاصتان مشهورتان فارقوا بهما جماعة المسلمين
وأئمتهم: أحدهما: خروجهم عن السنة، وجعلهم ما ليس بسنة
سيئة، أو ما ليس بحسنة حسنة.

الفرق الثاني في الخوارج وأهل البدع: إنهم يكفرون بالذنوب
والسيئات. ويترب على تكفيرهم بالذنوب استحلال دماء
المسلمين وأموالهم وإن دار الإسلام دار حرب ودارهم هي دار
الإيمان. (۱)

”خوارج میں دو بدعات ایسی ہیں جو ان ہی کا خاصہ ہیں اور جن کی آڑ لے کر
انہوں نے اہل اسلام اور اسلامی ریاست کا ساتھ چھوڑا: ایک یہ کہ انہوں نے
سنت سے انحراف کیا؛ دوسری یہ کہ ”امورِ حسنہ“ کو ”امورِ سیئہ“ اور ”امورِ سیئہ“
کو ”امورِ حسنہ“ بنا دیا۔

”خوارج اور اہل بدعت میں دوسرا گروہ وہ ہے جو گناہوں اور معصیوں پر بھی
لوگوں کو کافر قرار دیتا ہے اور اس بنا پر یہ مسلمانوں کا خون بہانا اور ان کے
اموال لوٹنا مباح جانتا ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ دار الاسلام، دار الحرب ہے
اور صرف ان کے اپنے گھر ہی دار الایمان ہیں۔“

(۱) ابن تیمیہ، مجموع فتاویٰ، ۱۹: ۷۲، ۷۳

۴۔ خوارج کا ایک نام حروریہ بھی ہے کیوں کہ دہشت گردوں کا پہلا گروہ عہدِ علویؑ میں حروراء کے مقام پر خوارج کے نام سے منظرِ عام پر آیا تھا۔ چنانچہ علامہ شبیر احمد عثمانی فتح الملہم میں لکھتے ہیں:

قوله ﷺ: ”عَنِ الْحُرُورِيَّةِ“ إلخ: هم الخوارج، جمع خارجة، أي طائفة، وهم قوم مبتدعون سُمُوا بذلك، لخروجهم عن الدين، وخروجهم على خيار المسلمين، وأصل ذلك أَنَّ بعض أهل العراق أنكروا سيرة بعض أقارب عثمان، فطعنوا على عثمان بذلك، وكان يقال لهم: القُرَاء، لشدة اجتهادهم في التلاوة والعبادة، إِلَّا أَنَّهُمْ كَانُوا يَتَأَوَّلُونَ الْقُرْآنَ عَلَى غَيْرِ الْمُرَادِ مِنْهُ، وَيَسْتَبْذُونَ بِرَأْيِهِمْ، وَيَتَنَطَّعُونَ فِي الزَّهْدِ وَالْخُشُوعِ وَغَيْرِ ذَلِكَ، فَلَمَّا قَتَلَ عِثْمَانُ قَاتِلُوهُ مَعَ عَلِيٍّ ﷺ، وَاعْتَقَدُوا كُفْرَ عِثْمَانَ وَمَنْ تَابَعَهُ، وَاعْتَقَدُوا إِمَامَةَ عَلِيٍّ ﷺ وَكُفْرَ مَنْ قَاتَلَهُ مِنْ أَهْلِ الْجَمَلِ. (فَانكُرُوا التَّحْكِيمَ، فَتَرَكَوهُ بِصَفَيْنِ وَصَارُوا خَوَارِجَ).^(۱)

”آپ ﷺ کا قول عن الحرورية میں حروریہ سے مراد خوارج ہیں اور خوارج خارجہ کی جمع ہے جس کا مطلب ہے ”گروہ۔“ یہ بدعتی لوگ ہیں جنہیں یہ نام ان کے دین سے خارج ہونے اور نیکو کار مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کی وجہ سے دیا گیا۔ اس واقعہ کی اصل یہ ہے کہ بعض اہلِ عراق نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعض قرابت داروں کے کردار پر اعتراض کیا اور اس وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی برا بھلا کہا، ان خارجیوں کو ان کی تلاوت اور عبادت میں سخت ریاضت کی وجہ سے ”قراء“ کہا جاتا تھا، مگر اس کے ساتھ ساتھ وہ قرآن کی من

(۱) شبیر احمد عثمانی، فتح الملہم، ۵: ۵۸۱

مانی تاویل میں کرتے تھے، اپنی رائے کو حتمی سمجھتے تھے اور زہد و خشوع وغیرہ میں غلو سے کام لیتے تھے۔ پھر جب حضرت عثمان ؓ شہید ہوئے تو انہوں نے حضرت علی ؓ کے ساتھ مل کر قتال کیا اور حضرت عثمان ؓ اور ان کے پیروکاروں کے کفر کا عقیدہ بنا لیا، اور حضرت علی ؓ کی حکومت کو مانا اور اہل جمل میں سے جن لوگوں نے آپ کے ساتھ لڑائی کی ان کو کافر قرار دیا۔ (پھر انہوں نے تحکیم (peaceful settlement of dispute اور arbitration) کا انکار کیا اور صفین کے مقام پر حضرت علی ؓ کا ساتھ چھوڑ دیا اور خوارج قرار پائے۔“

وہ مزید لکھتے ہیں:

وہم ثمانیۃ آلاف. وقیل: کانوا اکثر من عشرة آلاف. فتنادوا من جوانب المسجد: لا حکم الا للہ، فقال: کلمۃ حق یراد بها باطل، فقال لهم: لکم علینا ثلاثۃ: ان لا نمنعکم من المساجد، ولا من رزقکم من الفیء، ولا نبذوکم بقتال ما لم تحدثوا فساداً، وخرجوا شیئاً بعد شیء الى ان اجتمعوا بالمدائن، فأصروا علی الامتناع حتی یشہد علی نفسہ بالکفر لرضاء بالتحکیم، ثم اجتمعوا علی أن من لا یعتقد معقدهم یکفر ویباح دمہ ومالہ وأهلہ، فقتلوا من اجتاز بہم من المسلمین.^(۱)

”ان کی تعداد آٹھ ہزار تھی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دس ہزار سے زیادہ تھی۔ (حضرت علی ؓ جب خطاب فرما رہے تھے) تو انہوں نے مسجد کے ایک کونے

(۱) شبیر احمد عثمانی، فتح الملہم، ۵: ۵۸

سے نعرہ لگایا: لا حکم الا للہ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بات تو حق ہے مگر اس کا مقصود باطل ہے۔ پھر آپ نے انہیں فرمایا: تمہاری تین باتیں ہم اپنے ذمے واجب کرتے ہیں: ایک یہ کہ ہم تمہیں مساجد سے نہیں روکیں گے۔ اور (دوسرا) نہ ہی مال غنیمت میں سے تمہارے رزق کو روکیں گے۔ اور (تیسرا) ہم تمہارے ساتھ جنگ میں پہل نہیں کریں گے جب تک کہ تم فساد انگیزی کے مرتکب نہ ہوئے۔ پھر وہ تھوڑے تھوڑے ٹکٹے رہے یہاں تک کہ مدائن میں جمع ہو گئے۔ پھر وہ اپنی ہٹ دھرمی پر ڈٹے رہے (اور یہ شرط رکھی) کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تحکیم (peaceful settlement of disputes اور arbitration) راضی ہونے کی وجہ سے اپنے کافر ہونے کا اقرار کریں (نعوذ باللہ)۔ پھر وہ تمام خوارج اس بات پر متفق ہوئے کہ جو کوئی بھی ان کا عقیدہ نہ رکھے وہ کافر ہے اور اس کا خون، مال اور اہل و عیال مباح اور حلال ہیں۔ پھر جو مسلمان بھی ان کے قریب سے گزرتا اسے قتل کر دیتے۔“

اس کے بعد علامہ شبیر احمد عثمانی مزید بیان کرتے ہیں:

فهذا ملخص أول أمرهم، فكانوا مختفين في خلافة علي رضي الله عنه حتى كان منهم عبد الرحمن بن ملجم الذي قتل علياً رضي الله عنه بعد أن دخل علي رضي الله عنه في صلاة الصبح. فظهر الخوارج حينئذ بالعراق مع نافع بن الأزرق، وباليمامة مع نجدة بن عامر، وزاد نجدة على معتقد الخوارج أن من لم يخرج ويحارب المسلمين فهو كافر، ولو اعتقد معتقدهم. وكفروا من ترك الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر إن كان قادراً، وإن لم يكن قادراً فقد ارتكب كبيرة، وحكم مرتكب الكبيرة عندهم حكم الكافر. قال أبو

منصور البغدادی فی ”المقالات“: عدة فرق الخوارج عشرون
فرقة. (۱)

”یہ ان کے آغاز کا خلاصہ ہے۔ پس یہ لوگ حضرت علیؑ کی خلافت میں روپوش ہو گئے تھے یہاں تک کہ ان میں سے عبدالرحمن بن ملجم نے حضرت علیؑ کو اس وقت شہید کر دیا جب آپ ﷺ صبح کی نماز شروع کر چکے تھے۔..... پس اس وقت خوارج نافع بن ازرق کے ساتھ عراق میں اور یمامہ میں نجدہ بن عامر کے ساتھ ظاہر ہو گئے۔ اور نجدہ نے خوارج کے عقیدہ میں یہ اضافہ بھی کیا کہ جو شخص (مسلمانوں کی جماعت سے) بغاوت نہ کرے اور مسلمان کے ساتھ جنگ نہ کرے وہ بھی کافر ہے اگرچہ وہ خوارج کا عقیدہ بھی مانتا ہو۔..... انہوں نے قدرت کے باوجود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تارک کو کافر قرار دیا اور اگر وہ اس پر قادر نہ ہو تو وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے؛ اور گناہ کبیرہ کے مرتکب کا حکم بھی ان کے نزدیک کافر کا ہے۔ ابو منصور بغدادی نے ”المقالات“ میں خوارج کے فرقوں کی تعداد بیس بتائی ہے۔“

۷۔ خوارج کی ذہنی کیفیت اور نفسیات

امام ابن اثیر ”الکامل فی التاریخ“ میں خوارج کے منظم ہونے، دین کے نام پر لوگوں کو جمع کرنے، صحابہ کرام و تابعین عظامؓ کو بدعتی اور کافر و مشرک قرار دینے اور اپنے آپ کو ہی حق پر سمجھتے ہوئے مسلم علاقوں پر بزورِ شمشیر قبضہ کرنے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ثم إن الخوارج لقمى بعضهم بعضاً واجتمعوا فى منزل عبد الله بن وهب الراسبي، فخطبهم فزهدهم فى الدنيا وأمرهم بالأمر

(۱) شبیر احمد عثمانی، فتح الملہم، ۵: ۱۵۹

بالمعروف والنہی عن المنکر، ثم قال: اخرجوا بنا من هذه القرية الظالم أهلها إلى بعض كور الجبال أو إلى بعض هذه المدائن منكرين لهذه البدع المضلة. ثم اجتمعوا في منزل شريح بن أوفى العبسی، فقال ابن وهب: اشخصوا بنا إلى بلدة نجتمع فيها لإفناذ حکم الله فإنکم أهل الحق. قال شريح: نخرج إلى المدائن فننزلها ونأخذها بأبوابها ونخرج منها سكانها. (۱)

”پھر خوارج ایک دوسرے کے ساتھ ملتے گئے اور وہ عبد اللہ بن وہب راسی کے گھر میں جمع ہوئے تو اس نے انہیں خطبہ دیا اور انہیں دنیا سے بے رغبتی کی تلقین کی۔ انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا۔ پھر اس نے کہا: تم ہمارے ساتھ اس بستی۔ جس کے رہنے والے لوگ ظالم ہیں۔ سے الگ تھلگ کسی پہاڑی علاقے یا ان شہروں میں سے کسی ایسے شہر کی طرف نکل چلو جس کے رہنے والے ان گمراہ کن بدعتوں کو مسترد کرتے ہوں۔ پھر وہ شریح بن اوفی عبسی کے گھر جمع ہوئے تو وہاں ابن وهب نے کہا: ہمارے ساتھ ایسے شہر کی طرف نکل چلو جہاں ہم حکم الہی کو نافذ کرنے کے لئے جمع ہو جائیں کیونکہ تم ہی اہل حق ہو۔ شریح نے کہا: ہم مدائن کی طرف نکلتے ہیں ہم وہاں جا کر پڑاؤ ڈالیں گے اور اس شہر پر قبضہ کر کے اس کے رہنے والوں کو وہاں سے نکال دیں گے۔“

آگے چل کر امام ابن اثیر اس خط کا ذکر کرتے ہیں کہ جو منظم ہو کر مسلح گروہ تشکیل دینے کے بعد خوارج نے حضرت علیؑ کی طرف تحریر کیا، جس کا ذکر گذشتہ صفحات میں ’عہد علوی میں خوارج کا تحریکی آغاز‘ کے تحت ہو چکا ہے۔

(۱) ابن الأثیر، الکامل فی التاریخ، ۳: ۲۱۳، ۲۱۴

امام ابن الاثیر نے خوارج کی اسی ذہنی کیفیت اور دہشت گردی و بربریت کو واضح کرنے کے لیے چند واقعات بیان کیے ہیں:

۱۔ خوارج نے حضرت عبداللہ بن خباب ؓ اور ان کی زوجہ کو حضرت عثمان ؓ اور حضرت علی ؓ کو کافرنہ کہنے پر ذبح کر دیا۔ امام طبری، امام ابن الاثیر اور حافظ ابن کثیر روایت کرتے ہیں:

فأضجعوه، فذبحوه، فسال دمه في الماء، وأقبلوا إلى المرأة.
فقلت: أنا امرأة، ألا تتقون الله؟ فبقروا بطنها، وقتلوا ثلاث نسوة
من طي.^(۱)

”پس خوارج نے حضرت عبداللہ بن خباب ؓ کو چت لٹا کر ذبح کر دیا۔ آپ کا خون پانی میں بہ گیا تو وہ آپ کی زوجہ کی طرف بڑھے۔ انہوں نے خوارج سے کہا: میں عورت ہوں، کیا تم (میرے معاملے میں) اللہ سے نہیں ڈرتے؟ (لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور) انہوں نے ان کا پیٹ چاک کر ڈالا اور (ان سے ہمدردی جتانے پر) قبیلہ طے کی تین خواتین کو بھی قتل کر ڈالا۔“

۲۔ جب حضرت علی ؓ کو حضرت عبداللہ بن خباب ؓ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ نے حارث بن مرہ العبدي کو خوارج کے پاس دریافتِ احوال کے لیے بھیجا کہ معلوم کریں کیا ماجرا ہے؟ جب وہ خوارج کے پاس پہنچے اور حضرت عبداللہ کو شہید کرنے کا سبب پوچھا تو خوارج نے انہیں بھی شہید کر دیا۔^(۲)

۳۔ حافظ ابن کثیر البدایة والنہایة میں لکھتے ہیں کہ خوارج نے اس واقعے کے بعد

(۱) ۱۔ ابن الاثیر، الكامل فی التاريخ، ۳: ۲۱۹

۲۔ طبری، تاریخ الأمم والملوک، ۳: ۱۱۹

۳۔ ابن کثیر، البدایة والنہایة، ۷: ۲۸۸

(۲) ابن الاثیر، الكامل فی التاريخ، ۳: ۲۱۹

حضرت علیؓ کو جواب بھجوا یا کہ:

”کلنا قتل إخوانکم، ونحن مستحلون دماءهم ودماءکم۔^(۱)
 ”ہم سب نے تمہارے بھائیوں کو قتل کیا ہے اور ہم تمہارے خون کو بھی جائز سمجھتے ہیں اور ان کے خون کو بھی۔“

۴۔ خوارج اسلامی ریاست کے نظم اور اتھارٹی کو چیلنج کرتے اور صحابہ کرام و تابعین عظامؓ کو مشرک قرار دیتے ہوئے ان کا خون جائز سمجھتے تھے۔ اس کا اندازہ اُس واقعے سے بھی ہوتا ہے جب حضرت علیؓ نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ انصاریؓ کو خوارج کی طرف مذاکرات کے لیے روانہ کیا تو انہوں نے خوارج سے کہا:

عباد اللہ، أخرجوا إلینا طلبتنا منکم، وادخلوا فی هذا الأمر الذی خرجتم منه، فإنکم رکبتم عظیما من الأمر تشهدون علینا بالشُرک وتسفکون دماء المسلمین۔^(۲)

”اے اللہ کے بندو! تم ہمارے مطلوبہ افراد ہمارے حوالے کردو اور اس ریاست کی اتھارٹی میں داخل ہو جاؤ جس کے نظم اور عمل داری کو تم نے چیلنج کیا ہے۔ بے شک تم نے ایک بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے، تم ہمیں مشرک گردانتے ہو اور مسلمانوں کا خون بہاتے ہو۔“

۵۔ اسی طرح حضرت ابوایوب انصاریؓ نے بھی حضرت علیؓ کے نمائندہ کے طور پر خوارج کو سمجھانے کی کوشش کی اور ان سے یہ کہا:

عباد اللہ، إنا وإیاکم علی الحال الأولى الذی کنا علیہا، لیست بیننا وبینکم عداوة، فعلام تقاتلوننا؟^(۳)

(۱) ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۷: ۲۸۸، ۲۸۹

(۲) ابن الأثیر، الکامل فی التاریخ، ۳: ۲۱۹

(۳) ابن الأثیر، الکامل فی التاریخ، ۳: ۲۱۹

”اے اللہ کے بندو! بے شک ہم اور تم بنیادی طور پر اُسی حالت پر ہیں جس پر ہم پہلے تھے! ہمارے اور تمہارے درمیان اصلاً کوئی دشمنی نہیں ہے۔ پھر تم کس بنیاد پر ہمارے ساتھ قتال کرتے ہو؟“

۶۔ خوارج کی دہشت گردانہ اور باغیانہ ذہنی کیفیت کی وضاحت حضرت علیؑ کے خوارج سے درج ذیل خطاب سے بھی ہوتی ہے:

فبینوا لنا بم تستحلون قتالنا والخروج عن جماعتنا، وتضعون أسيا فكم على عواقبكم، ثم تستعرضون الناس تضربون رقابهم، إن هذا لهُو الخسران المبين، والله لو قتلتم على هذا دجاجة لعظم عند الله قتلها، فكيف بالنفس التي قتلها عند الله حرام^(۱)۔

”ہمیں بتاؤ کہ تم کس وجہ سے ہمارے ساتھ جنگ کو حلال سمجھتے ہو اور ریاست کی اتھارٹی سے خارج ہوئے ہو اور ہمارے خلاف ہتھیار اٹھاتے ہو؟ پھر تم لوگوں کی گردنیں مارنے کے لئے سامنے آ جاتے ہو۔ یقیناً یہ بہت بڑا خسارہ ہے۔ اللہ رب العزت کی قسم! اگر تم اس ارادے سے کسی مرغی کو بھی قتل کرو گے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں یہ برا کام ہوگا۔ اس لیے غور کرو کہ پھر اُس انسان کو قتل کرنا کتنا بڑا جرم ہوگا جس کا خون بہانا اللہ نے حرام قرار دیا ہے؟“

۷۔ جب حضرت علی المرتضیٰؑ نے ابو ایوب انصاریؓ کو امن کا جھنڈا عطا فرمایا تو حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے جا کر منادی کی:

من جاء تحت هذه الراية فهو آمن، ومن لم يقتل ولم يستعرض

(۱) ۱۔ ابن الأثير، الكامل في التاريخ، ۳: ۲۲۰

۲۔ ابن كثير، البداية والنهاية، ۷: ۲۲۶

فهو آمنٌ، ومن انصرف منكم إلى الكوفة أو إلى المدائن وخرج من هذه الجماعة فهو آمن.^(۱)

”جو کوئی اس جھنڈے کے نیچے آ جائے گا وہ امن والا یعنی محفوظ و مامون ہو جائے گا؛ اور جس نے کوئی قتل کیا نہ مقابلہ کے لیے سامنے آیا اُسے بھی امان ہوگی اور تم میں سے جو کوئی کوفہ یا مدائن کی طرف چلا گیا اور (خوارج کی) اس جماعت سے نکل گیا اُسے بھی امان مل جائے گی۔“

مذکورہ بالا تمام بیانات اور استفسارات سے اس امر کی تصریح ہو جاتی ہے کہ خوارج حضرت علیؑ کا ساتھ دینے والے جملہ صحابہ کرامؓ اور عامۃ المسلمین کو کافرو مشرک قرار دیتے اور واجب القتل اور مباح الدم سمجھتے تھے، اور موقع ملنے پر انہیں قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔

۸۔ خوارج کا مذہبی جذبات بھڑکا کر ذہن سازی کرنا

خوارج اپنی دعوت کی بنیاد قرآنی آیات پر استوار کرتے۔ وہ دینی غیرت و حمیت کو بھڑکا کر سادہ لوح مسلمانوں کا اپنا ہم نوا بناتے۔ انہیں جہاد کے نام پر مسلمانوں کے قتل عام کے لیے تیار کرتے اور ان کو جنت کا لالچ دے کر مرنے مارنے کے لیے تیار کرتے۔ حافظ ابن کثیر ”البدایۃ والنہایۃ“ میں خوارج کے ایک گروہ سے زید بن حصن طائی سنبسی کے خطبہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

واجتمعوا أيضا في بيت زيد بن حصن الطائي السنبسي فخطبهم وحشهم على الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، وتلا عليهم آيات من القرآن منها قوله تعالى: ﴿يَدَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً

(۱) ابن الأثير، الكامل في التاريخ، ۳: ۲۲۱

فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ﴿١﴾ وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَمَنْ لَّمْ يُحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ ﴿٢﴾ وكذا التي بعدها وبعدها الظالمون الفاسقون. ثم قال: فأشهد على أهل دعوتنا من أهل قبلتنا أنهم قد اتبعوا الهوى، ونبذوا حكم الكتاب، وجاروا في القول والأعمال، وأن جهادهم حق على المؤمنين. فبكى رجل منهم يقال له عبد الله بن سخبرة السلمى، ثم حرص أولئك على الخروج على الناس، وقال فى كلامه: واضربوا وجوههم وجباههم بالسيوف حتى يطاع الرحمن الرحيم، فإن أنتم ظفرتهم وأطيع الله كما أردتم أثابكم ثواب المطيعين له العاملين بأمره، وإن قتلتم فأى شيء أفضل من المصير إلى رضوان الله وجنته. ﴿٣﴾

”خوارج کا گروہ زید بن حصن طائی سہمی کے گھر میں جمع ہوا تو اس نے انہیں خطبہ دیا اور انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ترغیب کے ذریعے تیار کیا اور ان کے سامنے قرآن مجید کی آیات تلاوت کیں جن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے: ﴿اے داؤد! بے شک ہم نے آپ کو زمین میں (اپنا) نائب بنایا سو تم لوگوں کے درمیان حق و انصاف کے ساتھ فیصلے (یا حکومت) کیا کرو اور خواہش کی پیروی نہ کرنا ورنہ (یہ پیروی) تمہیں راہ خدا سے بھٹکا دے گی۔﴾ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اور جو شخص اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ (و حکومت) نہ کرے، سو وہی لوگ کافر ہیں﴾ اس کے

(۱) ص، ۳۸: ۲۶

(۲) المائدة، ۵: ۴۴

(۳) ابن کثیر، البدایة والنهاية، ۷: ۲۸۶

بعد اگلی آیت ﴿ اور جو شخص اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ (و حکومت) نہ کرے سو وہی لوگ ظالم ہیں ۰﴾ اور پھر اس سے اگلی آیت ﴿ اور جو شخص اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ (و حکومت) نہ کرے سو وہی لوگ فاسق ہیں ۰﴾۔ یہ آیات مبارکہ ان پر تلاوت کرنے کے بعد اس نے کہا: پس میں مسلمانوں میں سے اپنے مخاطبین دعوت پر گواہی دیتا ہوں کہ بے شک انہوں نے خواہش نفس کی پیروی کی اور کتاب اللہ کا حکم ترک کر دیا۔ انہوں نے قول اور عمل میں ظلم کا ارتکاب کیا، سو مومنوں پر ایسے لوگوں کے خلاف جہاد کرنا واجب ہے۔ (اس خطاب میں وہ خود کو یعنی گروہ خوارج کو مومن کہہ رہا تھا اور خواہش نفس کی پیروی کرنے والے ظالم، جن کے خلاف جہاد واجب ہے، سے اس کی مراد حضرت علی ؑ اور دیگر صحابہ کرام ؓ تھے۔) اس پر سامعین میں سے ایک شخص جس کا نام عبد اللہ بن مسخبرہ السلمی تھا رو پڑا۔ پھر اس (زید بن حصن طائی) نے سامعین یعنی خوارج کو صحابہ کرام ؓ کے خلاف خروج و بغاوت پر اکسایا اور دوران کلام کہا: ان کے چہروں اور پیشانیوں پر تلواروں سے وار کرتے رہو یہاں تک کہ خدائے جمن و رحیم کی اطاعت کی جائے۔ پس اگر تم کامیاب و کامران ہو گئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی اطاعت تمہارے حسب منشا کی گئی تو اللہ رب العزت تمہیں اپنی اطاعت کرنے والوں اور اس کے حکم پر عمل پیرا ہونے والوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور اگر تم قتل کر دیے گئے تو اللہ کی رضا اور اس کی جنت حاصل کر لینے سے افضل کون سی چیز ہو سکتی ہے؟“

آج ہم اپنے گرد و پیش ہونے والی دہشت گردوں کی سرگرمیوں اور ان کے طریقہ کار کا جائزہ لیں تو یہ بھی ناچختہ ذہنوں، کم عمروں اور جوانوں کی brain washing کے لئے بالکل وہی حربہ اور طریقہ استعمال کر رہے ہیں جو اُس دور کے خوارج کرتے تھے۔ ان دہشت گردوں کے تصور اسلام کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ایک طرف تو

مسلمانوں کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے لیکن دوسری طرف اسلام کی تعلیمات پر نہایت سختی سے عمل پیرا ہوتے۔ حافظ ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر کے دوران کسی درخت سے ایک کھجور گری، ایک خارجی نے وہ اٹھا کر منہ میں ڈال لی۔ دوسرا خارجی معترض ہوا کہ تو نے مالک سے اجازت لیے اور قیمت دیے بغیر یہ کھجور منہ میں کیوں ڈال لی ہے؟ اس نے فوراً پھینک دی۔^(۱)

اسی طرح امام ابن الاثیر بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ خارجیوں کے پاس سے غیر مسلم شہریوں کا ایک خنزیر گزرا تو ان میں سے ایک خارجی نے اسے تلوار سے مار ڈالا۔ دیگر خارجیوں نے اسے سخت ملامت کی کہ ایک غیر مسلم شہری کے خنزیر کو کیوں مار ڈالا۔ جب خنزیر کا مالک آیا تو اُس خارجی نے خنزیر کے مالک سے معافی مانگی اور اُسے (قیمت دے کر) راضی کیا۔^(۲)

ایک طرف خوارج کی ظاہری دین داری دیکھیے اور دوسری طرف ان کی دہشت گردی، سفاکی اور بربریت ملاحظہ کیجیے۔ حافظ ابن کثیر البدایۃ والنہایۃ میں مزید لکھتے ہیں:

ومع هذا قدموا عبد الله بن خباب فذبحوه، وجاؤوا إلى امرأته فقالت: إني امرأة حبلى، ألا تتقون الله، فذبحوها وبقروا بطنها عن ولدها، فلما بلغ الناس هذا من صنيعهم خافوا إن هم ذهبوا إلى الشام واشتغلوا بقتال أهله أن يخلفهم هؤلاء في ذرايرهم وديارهم بهذا الصنع، فخافوا غائلتهم، وأشاروا على علي بأن يبدأ بهؤلاء، ثم إذا فرغ منهم ذهب إلى أهل الشام بعد ذلك

(۱) ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ۷: ۲۸۸

(۲) ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ، ۳: ۲۱۸

والناس آمنون من شر هؤلاء فاجتمع الرأي على هذا وفيه خيرة عظيمة لهم ولأهل الشام أيضا. فأرسل علي عليه السلام إلى الخوارج رسولا من جهته وهو الحرب بن مرة العبدى، فقال: أخبر لى خبرهم، وأعلم لى أمرهم واكتب إلى به على الجلية، فلما قدم عليهم قتلوه ولم ينظروه، فلما بلغ ذلك عليا عزم على الذهاب إليهم أولا قبل أهل الشام. فبعثوا إلى علي يقولون: كلنا قتل إخوانكم ونحن مستحلون دماءهم ودماءكم. فتقدم إليهم قيس بن سعد بن عبادة فوعظهم فيما ارتكبه من الأمر العظيم، والخطب الجسيم، فلم ينفع وكذلك أبو أيوب الأنصارى وتقدم أمير المؤمنين على بن أبى طالب إليهم، فإنكم قد سولت لكم أنفسكم أمرا تقتلون عليه المسلمين، والله لو قتلتم عليه دجاجة لكان عظيما عند الله، فكيف بدماء المسلمين. ^(۱)

”وہ حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کو نہر کے کنارے پر لائے اور ذبح کر دیا اور پھر ان کی اہلیہ کے پاس آئے تو اُس نے کہا: میں حاملہ ہوں، کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے ہو؟ انہوں نے اس کو بھی ذبح کر ڈالا اور اس کا پیٹ چاک کر کے بچہ باہر نکال پھینکا۔ جب لوگوں تک ان کے یہ کرتوت پہنچے تو وہ ڈر گئے کہ اگر وہ شام کی طرف چلے گئے اور اہل شام کے ساتھ جنگ میں مصروف ہو گئے تو یہ لوگ ان کے پیچھے ایسی ہی دہشت گردی ان کے اہل خانہ کے ساتھ انجام دیں گے۔ وہ اپنے اہل و عیال کے انجام سے ڈر گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ آپ جنگ کا آغاز ان ہی دہشت گردوں سے کریں، پھر جب ان کے

(۱) ابن کثیر، البدایة والنہایة، ۷: ۲۸۸

خاتمہ سے فارغ ہو جائیں تب اہل شام کی طرف متوجہ ہوں۔ اس طرح ان کے خاتمہ کے بعد لوگ ان کے شر سے محفوظ ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس رائے پر اتفاق ہو گیا کیونکہ سب کی بہتری اسی میں تھی۔ پس حضرت علیؓ نے حرب بن مرہ عہدی کو سفارت کار بنا کر خوارج کی طرف بھیجا۔ آپؓ نے انہیں فرمایا: مجھے اُن کی خبر دینا اور اُن کے معاملہ سے آگاہ کرتے رہنا اور میری طرف واضح طور پر لکھ بھیجنا۔ پس جب وہ ان (خارجیوں) کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان کو قتل کر دیا اور انہیں کچھ بھی مہلت نہ دی۔ جب ان کے قتل کی خبر حضرت علیؓ تک پہنچی تو آپؓ نے اُن (خارجیوں) کی طرف ملک شام سے پہلے جانے کا عزم کر لیا۔ اُنہوں نے حضرت علیؓ کی طرف یہ پیغام بھیجا۔ ہم نے مل کر تمہارے بھائیوں کو قتل کیا ہے اور ہم تمہارے اور ان کے خون کو جائز سمجھتے ہیں۔ پھر حضرت قیس بن سعد بن عبادہ ان (خارجیوں) کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں سمجھایا کہ تم نے بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ہے لیکن آپ کے سمجھانے کا اُن پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اسی طرح حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے بھی انہیں سمجھایا مگر بے سود! پھر امیر المؤمنین حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ نے اُن کی طرف پیغام بھیجا کہ تمہارے نفسوں نے تمہارے لئے حرام کو آراستہ کر دیا ہے اور اس بنا پر تم مسلمانوں کے قتل کو حلال سمجھنے لگ گئے ہو۔ بخدا! اگر اس اندازِ فکر سے مرغی بھی مارتے تو گناہِ عظیم ہوتا، مسلمانوں کے قتل کے جرم کی سنگینی کا تو اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا۔“

کتب تاریخ کے مذکورہ اقتباسات سے ثابت ہو جاتا ہے کہ خوارج انسانی خون کو نہایت ارزاں گردانتے تھے اور انسانی جان کو قتل کرنا ان کے نزدیک کوئی معنی نہیں رکھتا تھا حتیٰ کہ انہوں نے اُن نفوسِ قدسیہ کی خون ریزی سے بھی گریز نہیں کیا جنہوں نے براہِ راست حضور نبی اکرم ﷺ کے زیر سایہ تربیت و پرورش پائی تھی۔

چونکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے واضح طور پر یہ بات سمجھا دی تھی کہ ”لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ“ (یہ خوارج ہمیشہ نکلتے رہیں گے) اس لئے موجودہ دور کے خوارج (دہشت گرد) بھی انہی صفات سے متصف ہونے کی بنا پر پہچانے جاتے ہیں۔ یہ بھی اپنے پیش روؤں کی طرح لوگوں کا خون بہاتے ہیں، خواتین اور بچوں پر حملے کر کے انہیں اذیت ناک موت دیتے ہیں، ریاستی بالادستی اور نظام کو تسلیم نہیں کرتے، مساجد پر حملے کر کے انہیں مسمار کرتے ہیں، آبادیوں اور عوام الناس کو اپنے حملوں کا نشانہ بناتے ہیں اور لوگوں کو ذبح کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ یہ لوگ اپنے نظریات کے مخالف لوگوں کو قتل کرنے اور تباہی پھیلانے کو جہاد سمجھتے ہیں۔ یہ تمام انسانیت گمش کار روایاں بلا شک و شبہ ان خوارج کے فکر و عمل کا ہی تسلسل ہیں۔

۹۔ خوارج کی نمایاں بدعات

گزشتہ صفحات میں دی گئی بنیادی مباحث سے یہ امر مترشح ہو جاتا ہے کہ خوارج دین میں نئی نئی بدعات ایجاد کرتے تھے۔ وہ قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہ کا خود ساختہ اطلاق کرتے اور غلط تاویل کے ذریعے اپنے مخالف مسلمانوں کو واجب القتل ٹھہراتے تھے۔ ذیل میں ان کی چند نمایاں بدعات درج کی جاتی ہیں جن میں سے اکثر کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے پہلے ہی آگاہ فرما دیا تھا:

- ۱۔ وہ کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کا اطلاق مومنین پر کریں گے۔^(۱)
- ۲۔ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔^(۲)

(۱) بخاری، الصحيح، کتاب، استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم،

باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة علیہم، ۶: ۲۵۳۹

(۲) بخاری، الصحيح، کتاب التوحید، باب قول الله تعالى: تعرج

الملائكة والروح إلیه، ۶: ۲۷۰، رقم: ۲۹۹۵

- ۳۔ غیر مسلم اقلیتوں کے قتل کو حلال سمجھیں گے۔^(۱)
- ۴۔ عبادت میں بہت تشدد اور غلو کرنے والے (extremist) ہوں گے۔^(۲)
- ۵۔ گناہ کبیرہ کے مرتکب کو دائمی جہنمی اور اس کا خون اور مال حلال قرار دیں گے۔
- ۶۔ جس نے اپنے عمل اور غیر صائب رائے سے قرآن کی نافرمانی کی وہ کافر ہے۔
- ۷۔ ظالم اور فاسق حکومت کے خلاف مسلح بغاوت اور خروج کو فرض قرار دیں گے۔^(۳)

ابتدائی تاریخ سے ہی یہ امر متشخص ہوتا ہے کہ خوارج اپنے عقائد و نظریات اور بدعات میں اس قدر انتہاء پسند تھے کہ اکابر صحابہ کرام ؓ کو بھی (نعوذ باللہ) کافر خیال کرتے اور ان پر کفر کے فتوے لگانے سے نہ ہچکچاتے۔ امام شہرستانی نے المملک والنحل میں لکھا ہے کہ زیاد بن اُمیہ نے عروہ بن ادیہ / اذینہ نامی خارجی سے پوچھا کہ حضرت ابوبکر ؓ اور حضرت عمر ؓ کا کیا حال تھا؟ اُس نے کہا: اچھے تھے۔ پھر حضرت عثمان ؓ کا حال دریافت کیا؟ اُس نے کہا: ابتدا کے چھ سال تک اُن کو میں بہت دوست رکھتا تھا، پھر جب انہوں نے نئی نئی باتیں اور بدعتیں شروع کیں تو ان سے علیحدہ ہو گیا اس لئے کہ وہ آخر میں کافر ہو گئے تھے۔ پھر حضرت علی ؓ کا حال پوچھا تو اُس نے کہا: وہ بھی اوائل میں اچھے تھے، جب انہوں نے حکم (arbitrator) بنایا تو (نعوذ باللہ) کافر ہو گئے۔ اس لئے ان سے بھی علیحدہ ہو گیا۔ پھر حضرت معاویہ ؓ کا حال دریافت کیا تو اُس نے اُن کو سخت گالی دی۔^(۴) (العیاذ باللہ۔)

(۱) حاکم، المستدرک، ۲: ۱۶۶، رقم: ۲۶۵۷

(۲) أبویعلی، المسند، ۱: ۹۰، رقم: ۹۰

(۳) ۱۔ عبد القاہر بغدادی، الفرق بین الفرق: ۷۳

۲۔ ابن تیمیہ، مجموع فتاوی، ۱۳: ۳۱

(۴) شہرستانی، المملک والنحل، ۱: ۱۱۸

امام شہرستانی نے مزید لکھا ہے کہ خوارج حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عائشہ، حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ سمیت تمام اہل اسلام کی جو ان کے ساتھ تھے سب کی تکفیر کیا کرتے تھے اور سب کو دائمی دوزخی کہتے تھے۔^(۱) (نعوذ باللہ من ذالک۔)

امام ابو بکر الآجری کی تحقیق

امام ابو بکر الآجری (م ۳۶۰ھ) نے کتاب الشریعة میں خوارج کی نمایاں بدعاتِ سیئہ کا ذکر کرتے ہوئے ان کی مذمت میں نہایت مفصل تحقیق درج کی ہے اور اس کا عنوان یوں قائم کیا ہے:

باب ذم الخوارج وسوء مذهبهم وإباحة قتالهم، وثواب من قتلهم
أو قتلوه:

”خوارج کی مذمت، ان کی بدعتیگی، ان کے ساتھ جنگ کرنے کے جواز اور ان کو قتل کرنے والے یا ان کے ہاتھوں شہید ہونے والے کے اجر و ثواب کا بیان۔“

امام ابو بکر الآجری لکھتے ہیں:

لم يختلف العلماء قديماً وحديثاً أن الخوارج قوم سوء، عصاة لله
ﷻ ولرسوله ﷺ، وإن صلوا وصاموا، واجتهدوا في العبادة،
فليس ذلك بنافع لهم، وإن أظهروا الأمر بالمعروف والنهي عن
المنكر، وليس ذلك بنافع لهم، لأنهم قوم يتأولون القرآن على
ما يهوون، ويموهون على المسلمين. وقد حذرنا الله ﷻ منهم،

(۱) شہرستانی، الملل والنحل، ۱: ۱۲۱

وحذرنا النبی ﷺ، وحذرناهم الخلفاء الراشدون بعده، وحذرناهم الصحابة رضی اللہ عنہم ومن تبعهم بإحسان رحمة الله تعالى عليهم. الخوارج هم الشراة الأنجاس الأرجاس، ومن كان على مذهبهم من سائر الخوارج، يتوارثون هذا المذهب قديماً وحديثاً، ويخرجون على الأئمة والأمراء ويستحلون قتل المسلمين.

وأول قرن طلع منهم على عهد رسول الله ﷺ: هو رجل طعن على النبی ﷺ، وهو يقسم الغنائم بالجعرانة، فقال: اعدل يا محمد، فما أراك تعدل، فقال ﷺ: ويلك، فمن يعدل إذا لم أكن أعدل؟ فأراد عمر رضی اللہ عنہ قتلہ، فمنعه النبی ﷺ من قتله، وأخبر عليه الصلاة والسلام: أن هذا وأصحاباً له يحقر أحدكم صلاته مع صلاتهم، وصيامه مع صيامهم، يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية.

وأمر عليه الصلاة والسلام في غير حديث بقتالهم، وبين فضل من قتلهم أو قتلوه. ثم إنهم بعد ذلك خرجوا من بلدان شتى، واجتمعوا وأظهروا الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، حتى قدموا المدينة، فقتلوا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ. وقد اجتهد أصحاب رسول الله ﷺ ممن كان في المدينة في أن لا يقتل عثمان، فما أطافوا ذلك. ثم خرجوا بعد ذلك على أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضی اللہ عنہ، ولم يرضوا بحكمه، وأظهروا قولهم. وقالوا: لا حكم إلا لله، فقال علي رضی اللہ عنہ: كلمة حق أرادوا بها الباطل، فقاتلهم

علیؑ فَاكْرَمَهُ اللهُ بِقَتْلِهِمْ، وَأَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِفَضْلِ مَنْ قَتَلَهُمْ أَوْ قَتَلُوهُ، وَقَاتَلَ مَعَهُ الصَّحَابَةُؓ. فَصَارَ سَيْفُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي الْخَوَارِجِ سَيْفُ حَقٍّ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ.

”ائمہ متقدمین و متاخرین کا اس امر پر اجماع ہے کہ خوارج ایک فساد انگیز گروہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مکرم ﷺ کے نافرمانوں کا گروہ ہے۔ یہ صوم و صلوة کی خواہ کتنی پابندی کریں اور عبادت میں کتنی ہی محنت و ریاضت کریں، یہ سب انہیں کچھ نفع نہ دے گا اور یہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا خواہ کتنا پرچار کریں، انہیں یہ بھی کچھ فائدہ نہ پہنچائے گا کیونکہ یہ ایسا گروہ ہے جو اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق قرآن کی تفسیر و تاویل کرتا ہے اور مسلمانوں پر اُمورِ دین خلط ملط کر دیتا ہے۔ اللہ ﷻ اور حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں ان سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے اور صحابہ کرامؓ نے اور تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان سے خبردار رہنے کی نصیحت فرمائی ہے۔“

”خوارج فتنہ پرور، شر انگیز اور پلید و ناپاک افراد کا گروہ ہے، اور باقی تمام خوارج میں سے جس کسی نے بھی ان کا مذہب اور طریق اختیار کیا، وہ بھی ان کے حکم میں ہے کیونکہ قدیم خوارج ہوں یا آج کے دور کے جدید؛ یہ مذہب انہیں ایک دوسرے سے وراثت میں ملتا ہے۔ یہ حکومتِ وقت کے خلاف بغاوت کرتے ہیں اور عامۃ المسلمین کی خوں ریزی کو جائز قرار دیتے ہیں۔“

”خوارج کا اولین فرد عہد رسالت مآب ﷺ میں نمودار ہوا۔ یہ وہ شخص تھا جس نے حضور نبی اکرم ﷺ پر اس وقت طعنہ زنی کی جب آپ ﷺ جعرانہ کے مقام پر مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ اس بد بخت نے کہا: اے محمد! عدل کیجیے! میرے خیال میں آپ عدل نہیں کر رہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تو

ہلاک ہو! اگر میں عدل نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا؟ حضرت عمرؓ نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر حضور ﷺ نے انہیں اس کے قتل سے (حکمتِ نبوت کے تحت) روک دیا اور آپ ﷺ نے اس شخص سے متعلق خبر دیتے ہوئے فرمایا: اس کے ایسے ساتھی ہوں گے کہ تم میں سے ہر کوئی ان کے مقابلے میں اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر جانے گا، یہ دین سے اس طرح صاف نکل جائیں گے جس طرح تیرشکار سے نکل جاتا ہے۔

”آپ ﷺ نے ایک حدیث میں ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم فرمایا اور ان کو قتل کرنے والے اور ان کے ہاتھوں شہید ہونے والے کی فضیلت بیان فرمائی۔ پھر یہ لوگ مختلف علاقوں سے نکل کر جمع ہوئے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا پرچار کرنے لگے تا آنکہ یہ مدینہ منورہ پہنچے اور حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔ اس وقت حضور نبی اکرم ﷺ کے جو صحابہؓ مدینہ منورہ میں موجود تھے انہوں نے بہت کوشش کی کہ حضرت عثمانؓ غنیؓ کو قتل ہونے سے بچالیں مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ پھر انہی لوگوں نے بعد ازاں (جنگِ صفین میں امرِ تحکیم کے بعد) حضرت علی المرتضیٰؓ کے خلاف بغاوت کی اور آپ کی خلافت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور ایک نعرے کا پرچار شروع کر دیا کہ ”حکومت صرف اللہ کی ہے“ یا ”قانون صرف اللہ کا ہے۔“ پس حضرت علیؓ نے فرمایا: ”بات تو حق ہے مگر ان کی مراد باطل ہے۔“ حضرت علیؓ نے ان کے خلاف جنگ کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو انہیں قتل کرنے کی سعادت بخشی کیوں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں قتل کرنے والوں اور ان کے ہاتھوں شہید ہونے والوں کی افضلیت کی بشارت دی تھی۔ چونکہ حضرت علیؓ کے علاوہ آپ ﷺ کے ساتھ دیگر صحابہ کرامؓ نے بھی ان کے خلاف جنگ کی۔ پس حضرت علیؓ کی خوارج کے خلاف مسلح جد و جہد قیامت تک کے لیے حق

کی مثال بن گئی۔“

امام ابو بکرؓ آجری مزید فرماتے ہیں:

فلا ینبغی لمن رأى اجتہاد خارجی قد خرج علی إمام ، عادلاً
کان الإمام أم جائراً ، فخرج وجمع جماعة وسل سيفه، واستحل
قتال المسلمين ، فلا ینبغی له أن یغتر بقراءته للقرآن ، ولا بطول
قیامه فی الصلاة، ولا بدوام صیامه، ولا بحسن ألفاظه فی العلم
إذا کان مذهبه مذهب الخوارج.

”حکومتِ وقت عدل و انصاف کی علم بردار ہو یا فسق و فجور کی راہ پر گامزن ہو،
دونوں صورتوں میں جب کوئی شخص کسی خارجی کو دیکھے کہ اس نے حکومت کے
خلاف مسلح بغاوت کر دی ہے اور اس کے خلاف کوئی لشکر تشکیل دے کر ہتھیار
اٹھائے ہیں اور پُر امن مسلمان شہریوں کے ساتھ جنگ کرنا جائز قرار دے دیا
ہے، تو جو شخص یہ سب کچھ دیکھے اس پر لازم ہے کہ وہ کسی خارجی کے قرآن
پڑھنے، نماز میں طویل قیام کرنے، دائمی روزے رکھنے اور خوبصورت الفاظ میں
علمی نکات بیان کرنے سے مرعوب نہ ہو اور نہ ہی اس کے دھوکے میں آئے۔
جب کہ ایسے اعمال کرنے والا شخص خوارج کے مذہب پر چلنے والا ہو۔“

زیر بحث موضوع سے متعلق حضور نبی اکرم ﷺ سے بہت سی احادیث مروی
ہیں جنہیں اُمتِ مسلمہ کے کثیر علماء نے قبول کیا ہے۔

اس کے بعد امام آجری نے خوارج کے ساتھ جنگ کرنے، ان کو واصلِ جہنم
کرنے اور ان کے ہاتھوں شہید ہونے کے اجر و ثواب کے حوالے سے باب قائم کیا ہے
اور اس میں احادیث بیان کی ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَخْرُجُ فِي آخِرِ

الزَّمانِ قَوْمٌ أَحْدَثُ الْأَسْنانِ سُفْهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ
النَّاسِ، يَمُرُّونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمُرُّ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ، مَنْ
لَقِيَهُمْ فَلْيَقْتُلْهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ عِنْدَ اللَّهِ. (۱)

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
آخری زمانے میں ایسے لوگ (ظاہر ہوں گے یا) نکلیں گے جو کم عمر (نوجوان)،
ناچختہ ذہن اور عقل سے کورے ہوں گے۔ وہ بظاہر لوگوں سے اچھی بات کریں
گے مگر دین سے یوں خارج ہوں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے۔ پس
دوران جنگ جہاں بھی ان سے سامنا ہو انہیں قتل کیا جائے کیونکہ ان کو قتل کرنا
اللہ کے ہاں اجر و ثواب کا باعث ہوگا۔“

۲۔ عَنْ أَبِي أَمَامَةَ: طُوبَى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتْلُوهُمْ. (۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم،

باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة عليهم، ۶: ۲۵۳۹،

رقم: ۶۵۳۱

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزكاة، باب التحريض على قتل

الخوارج، ۲: ۴۶۶، الرقم: ۱۰۶۶

۳۔ ترمذی، السنن، کتاب الفتن، باب في صفة المارقة، ۴: ۴۸۱،

رقم: ۲۱۸۸

امام ترمذی نے السنن میں اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد

فرمایا: یہ روایت حضرت علی، حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ذر

رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۲) ۱۔ أبوداود، السنن، کتاب السنة، ۴: ۲۴۳، رقم: ۴۷۶۵

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۲۴، رقم: ۱۳۳۶۲

۳۔ حاکم، المستدرک علی الصحيحین، ۲: ۱۶۱، رقم: ۲۶۴۹

”حضرت ابو امامہ ؓ سے مروی ہے (کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا):
خوخری ہو اُسے جو اُنہیں قتل کرے اور جسے وہ قتل کریں۔“

۳۔ وَعَنْهُ قَالَ ﷺ: كِلَابُ أَهْلِ النَّارِ، كِلَابُ النَّارِ، كِلَابُ النَّارِ،
ثَلَاثًا. ”ثُمَّ قَالَ: شَرُّ قَتْلَى قُتِلُوا تَحْتَ ظِلِّ السَّمَاءِ، وَخَيْرُ قَتْلَى
الَّذِينَ قَتَلُوهُمْ. (۱)

”حضرت ابو امامہ ؓ سے ہی مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: (خوارج)
اہل دوزخ کے کتے ہیں، دوزخ کے کتے ہیں، دوزخ کے کتے ہیں۔ تین بار
فرمایا۔ پھر فرمایا: یہ آسمان کے سائے تلے (یعنی زمین پر) قتل ہونے والے
بدترین مقتول ہیں، اور بہترین مقتول وہ ہیں جنہیں یہ لوگ قتل کریں گے۔“

۴۔ عَنْ عَلِيٍّ ؓ فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۲)

”حضرت علی ؓ روایت کرتے ہیں: پس تم انہیں جہاں کہیں پاؤ تو قتل کر دو
کیونکہ ان کے قاتلوں کو بروز قیامت بے حد و حساب اجر ملے گا۔“

۵۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْخَوَارِجَ فَقَالَ:

(۱) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، المقدمة، باب في ذكر الخوارج، ۱: ۲۲، رقم:
۱۷۶

۲۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۱۶۳، رقم: ۲۶۵۴

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم،
باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة علیهم، ۶: ۲۵۳۹،
رقم: ۲۵۳۱

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب التحريض علی قتل
الخوارج، ۲: ۷۶، رقم: ۱۰۶۶

هُمُ شَرَّ أُمَّتِي يَقْتُلُهُمْ خِيَارُ أُمَّتِي. (۱)

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے خوارج کا ذکر کیا اور فرمایا: ”وہ میری امت کے بدترین لوگ ہیں اور انہیں قتل کرنے والے میری امت کے بہترین لوگ ہوں گے۔“

(۱) ہیثمی، مجمع الزوائد، ۶: ۲۳۹

باب دوم

خوارج کے بارے میں فراہم رسول ﷺ

انتہاء پسندی اور دہشت گردی کی وجہ سے جہاں اسلامی تعلیمات کے بارے میں طرح طرح کے سوالات اور شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں وہیں بے شمار قیمتی جانیں تلف، املاک تباہ اور کاروبار برباد ہو جاتے ہیں۔ امن و سلامتی کا ماحول خوش حالی، تعمیر و ترقی اور سکون و راحت کا ضامن ہوتا ہے جب کہ فتنہ انگیزی ہمہ جہتی تباہی لاتی ہے۔ اسی لئے رحمتِ دو عالم ﷺ نے ہر اُس راستے کو مسدود اور ہر اُس دروازے کو بند کر دیا جس سے امن و سلامتی کا ماحول غارت ہونے کا امکان تھا۔ آپ ﷺ نے رحم و ملامت اور باہمی لطف و کرم کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ وَيُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ. (۱)

”اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر اتنا عطا فرماتا ہے کہ اتنا سختی پر عطا نہیں کرتا۔“

رفق (نرمی) میں تعمیری پہلو ہے اور عنف (شدت) میں تخریبی۔ رفق محبت و خیر خواہی کی علامت ہے جبکہ عنف شدت پسندی اور نفرت کی دلیل۔ شدت کے ذریعے نہ

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، کتاب البر والصلة والآداب، باب فضل الرفق،

۴: ۲۰۰۳، رقم: ۲۵۹۳

۲۔ أبوداود، السنن، کتاب الأدب، باب فی الرفق، ۴: ۲۵۴، رقم:

۴۸۰۷

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۱۲، رقم: ۹۰۲

دنیا سنورتی ہے نہ آخرت، اور دین میں شدت دنیاوی امور میں شدت سے زیادہ خطرناک ہے۔ کیوں کہ تشدد اور جارحیت پسندی، انتہاء پسندی سے جنم لیتی ہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّهُ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ. (۱)

”دین میں انتہا پسندی سے بچو کیوں کہ پہلی قومیں اسی انتہا پسندی کی بنا پر تباہ و برباد ہو گئیں۔“

پیغمبرِ اسلام ﷺ جس طرح اپنی چشمِ نبوت سے قیامت تک کے احوال کا مشاہدہ فرما رہے تھے اُسی طرح آنے والے وقتوں میں دین کے نام پر بپا ہونے والی دہشت گردی کو بھی ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اس لئے آپ ﷺ نے نہ صرف جہاد اور قتال کا فرق واضح فرما دیا بلکہ دین کے نام پر غلو کرنے اور تشدد و غارت گری کا بازار گرم کرنے والوں سے بھی اُمتِ مسلمہ کو خبردار کر دیا۔ ان نام نہاد مجاہدین کے رویوں اور نشانیوں کو بھی واضح طور پر بیان فرما دیا تاکہ کسی قسم کا اشتباہ نہ رہے اور امت ان کی ظاہری مومنانہ وضع قطع اور کثرتِ عبادت و تلاوت سے دھوکا نہ کھا جائے۔ آپ ﷺ نے جہاں اپنی امت کو اس فتنے سے الگ رہنے کی تلقین فرمائی وہاں اس ناقابلِ علاج کینسر زدہ حصے کو جسدِ ملت سے کاٹ دینے کا حکم بھی دیا۔

آئندہ صفحات میں اسی حوالے سے تفصیلات پیش کی جائیں گی۔

(۱) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب المناسک، باب قدر حصی الرمی، ۲:

۱۰۰۸، رقم: ۳۰۲۹

۲۔ ابن ابی عاصم، السنة: ۴۶، رقم: ۹۸

۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۳: ۲۳۸، رقم: ۱۳۹۰۹

۱۔ ”خوارِج بظاہر بڑے دین دار نظر آئیں گے“

فرامینِ رسول ﷺ کے مطابق دہشت گرد خارجی بظاہر بڑے پختہ دین دار نظر آئیں گے اور وہ دوسرے لوگوں سے زیادہ نماز روزے کے پابند ہوں گے۔ دوسروں کی نسبت شرعی احکامات پر بظاہر زیادہ عمل کرنے والے ہوں گے۔

۱۔ امام بخاری اور امام مسلم حضرت ابو سعید خدری ؓ سے ذوالخویرہ تہمی والی روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّهُ يُخْرُجُ مِنْ ضَنْصِيٍّ هَذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ. (۱)

”اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو کتابِ الہی کی تلاوت سے زبانیں تر رکھیں گے، لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے۔“

۲۔ امام بخاری اور مسلم حضرت ابو سعید خدری ؓ سے ہی روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب المغازی، باب بعث علی بن ابی طالب و خالد بن الولید إلى الیمن قبل حجة الوداع، ۴: ۵۸۱، رقم: ۴۰۹۴

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۴۲۲، رقم: ۱۰۶۴

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۴، رقم: ۱۱۰۲۱

(۱) صِيَامِهِمْ.

”اس کے (ایسے) ساتھی بھی ہیں کہ تم ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو حقیر جانو گے۔“

۳۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ روایت ہے کہ حضرت ابوسلمہ اور حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہما دونوں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حروریہ (خوارج) کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ حروریہ کیا ہے، البتہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

يَخْرُجُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ - وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا - قَوْمٌ تَحْقِرُونَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ أَوْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَةِ. (۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب الأدب، باب ما جاء في قول الرجل ويلك، ۵: ۲۲۸۱، رقم: ۵۸۱۱

۲۔ بخاری، الصحيح، کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب من ترك قتال الخوارج للتألف وأن لا ينفر الناس عنه، ۶: ۲۵۳۰، رقم: ۶۵۳۴

۳۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۴۲۴، رقم: ۱۰۶۴

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة علیهم، ۶: ۲۵۳۰، رقم: ۶۵۳۲

”اس امت میں کچھ ایسے لوگ نکلیں گے۔ (یہ نہیں فرمایا کہ اس امت سے ایسے لوگ نکلیں گے)۔ جن کی نمازوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے، وہ قرآن مجید کی تلاوت کریں گے لیکن یہ (قرآن) ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا یا یہ فرمایا کہ ان کے زخروں سے نیچے نہیں اترے گا اور وہ دین سے یوں خارج ہو جائیں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے۔“

مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قوله: ”يُخْرَج فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ وَلَمْ يَقُلْ مِنْهَا قَوْمٌ“ لَمْ تَخْتَلِفِ الطَّرِيقُ الصَّحِيحَةُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ فِي ذَلِكَ، وَأَمَّا مَا أَخْرَجَهُ الطَّبْرِيُّ مِنْ وَجْهِ آخِرٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بَلْفُظٍ: ”مِنْ أُمَّتِي“ فَسَنَدُهُ ضَعِيفٌ، لَكِنْ وَقَعَ عِنْدَ مُسْلِمٍ مِنْ حَدِيثِ أَبِي ذَرٍّ بَلْفُظٍ: ”سَيَكُونُ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ“ وَلَهُ مِنْ طَرِيقِ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ عَنْ عَلِيٍّ: ”يُخْرَجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي“ وَيَجْمَعُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ بَأَنَّ الْمُرَادَ بِالْأُمَّةِ فِي حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ: أُمَّةُ الْإِجَابَةِ، وَفِي رِوَايَةِ غَيْرِهِ: أُمَّةُ الدَّعْوَةِ. قَالَ النَّوَوِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ: ”وَفِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى فَقْهِ الصَّحَابَةِ وَتَحْرِيرِهِمُ الْأَلْفَافِ، وَفِيهِ إِشَارَةٌ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ إِلَى تَكْفِيرِ الْخَوَارِجِ، وَأَنَّهُمْ مِنْ غَيْرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ.“ (۱)

”آپ ﷺ کے الفاظ میں: یخرج فی هذه الأمة قوم (اس امت میں ایک قوم نکلے گی)، آپ ﷺ نے منها (یعنی اس امت سے) نہیں فرمایا۔ حضرت

..... ۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وصفاتهم،

۲: ۷۴۳، رقم: ۱۰۶۲

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۸۹

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے جملہ صحیح طرق میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور ربی وہ حدیث جس کو امام طبری نے حضرت ابوسعید سے ایک اور طریق سے مِنْ اُمْتِی کے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے، تو اس کی سند ضعیف ہے، لیکن امام مسلم کے ہاں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: سِیْکُونُ بَعْدِی مِنْ اُمْتِی قوم۔ اور اسی حدیث کا ایک طریق زید بن وہب عن علی ہے، اس کے الفاظ ہیں: یشْرُجُ قَوْمٌ مِنْ اُمْتِی۔ اس میں اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں تطبیق یوں ہوگی کہ حضرت ابوسعید کی روایت کردہ حدیث میں ”امت“ سے مراد امتِ اجابت یعنی امتِ مسلمہ ہے۔ اور آپ کے علاوہ دوسری روایت کردہ حدیث میں امت سے مراد امتِ دعوت ہے (جو تمام بنی نوع انسان کو شامل ہے)۔ اور امام نووی نے (شرح صحیح مسلم میں) فرمایا: یہ حدیث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تفقہ اور ان کے عمدہ اسلوب بیان پر دلالت کرتی ہے اور اس میں حضرت ابوسعید کی طرف سے خوارج کی تکفیر کا اشارہ بھی ملتا ہے اور یہ کہ خوارج اِس اُمت میں سے نہیں ہیں۔“

اس نکتہ کی تصریح قاضی عیاض نے بھی اِکمال المعلم شرح صحیح مسلم میں کی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ”صَلَاتُکُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ“ کی شرح میں مزید لکھتے ہیں:

وصف عاصم أصحاب نجدة الحروري: بأنهم يصومون النهار، ويقومون الليل، ويأخذون الصدقات على السنة. أخرجه الطبري. وعنده من طريق سليمان التيمي عن أنس ذكر عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: ”إن فيكم قوماً يدأبون ويعملون حتى

يعجبوا الناس وتعجبهم أنفسهم، ومن طريق حفص بن أخي أنس عن عمه بلفظ: ”يتعمقون في الدين“، وفي حديث ابن عباس عند الطبراني في قصة مناظرته للخوارج قال: فأتيتهم فدخلت على قوم لم أر أشدَّ اجتهاداً منهم، أيدبهم كأنها ثفن الإبل، ووجوهم معلمة من آثار السجود“، وأخرج ابن أبي شيبة، عن ابن عباس أنه ذكر عنده الخوارج واجتهادهم في العبادة، فقال: ليسوا أشدَّ اجتهاداً من الرهبان.“^(۱)

”عاصم نے نجدہ حروری کے اصحاب کا وصف یوں بیان کیا ہے: وہ دن کو روزہ رکھتے، رات کو قیام کرتے اور سنت کے طریقے پر صدقات حاصل کرتے ہیں۔ اس کو امام طبری نے روایت کیا۔ اور ان کی سند میں سلیمان تمیمی، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک تم میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنے اعمال اور دین سے ظاہری تمسک کے باعث لوگوں کو وسطہ حیرت میں مبتلا کر دیں گے اور وہ خود بھی خود پسندی میں مبتلا ہوں گے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھتیجے حضرت حفص اپنے چچا سے یہ الفاظ روایت کرتے ہیں: ”يَتَعَمَّقُونَ فِي الدِّينِ“ کہ وہ دین میں بڑی چنگلی اور شدت پسندی ظاہر کریں گے۔ اور امام طبرانی کے نزدیک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ حدیث - جس میں خوارج کے ساتھ ان کے مناظرے کا قصہ ہے، اس میں آپ نے فرمایا: ”میں ان کے پاس آیا اور ان لوگوں کے پاس پہنچا جن سے بڑھ کر اعمال میں ریاضت کرنے والے لوگ میں نے نہیں دیکھے تھے، ان کے ہاتھ ایسے تھے گویا اونٹ کے پاؤں (جو موٹے اور کھر درے ہوتے ہیں) اور ان کے چہروں پر سجدوں کے نشانات نمایاں تھے۔“

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۲: ۲۸۹

ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آپ کے سامنے خوارج اور عبادت میں ان کی جانفشانی کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ راہبوں سے بڑھ کر عبادت و ریاضت کرنے والے نہیں تھے۔“

مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں علامہ شبیر احمد عثمانی نے بھی یہی تحقیق ”فتح الملہم (۵: ۱۵۹)“ میں درج کی ہے۔

۴۔ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں سب سے پہلی گستاخی کا ارتکاب کرنے والے خارجی اور انتہا پسندوں کے سردار ذوالخویمصرہ تمیمی کے بارے میں احادیث میں بیان ہوا ہے کہ کثرت ریاضت و عبادت کے آثار اُس کے چہرے سے نمایاں تھے اور اس کی بہت گھنی ڈاڑھی تھی۔^(۱)

۵۔ امام مسلم زید بن وہب جہنی سے روایت کرتے ہیں:

أَنَّهُ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِينَ كَانُوا مَعَ عَلِيٍّ ؓ الَّذِينَ سَارُوا إِلَى الْخَوَارِجِ، فَقَالَ عَلِيٌّ ؓ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ إِلَى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صَلَاتُكُمْ إِلَى صَلَاتِهِمْ بِشَيْءٍ وَلَا صِيَامُكُمْ إِلَى صِيَامِهِمْ بِشَيْءٍ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ يَحْسَبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ، وَهُوَ عَلَيْهِمْ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيهِمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب المغازی، باب بعث علی بن اُبی طالب و خالد بن الولید إلى الیمن قبل حجة الوداع، ۴: ۵۸۱، رقم: ۴۰۹۴

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۷۴۲، رقم: ۱۰۶۴

مِنَ الرَّمِيَةِ. (۱)

”وہ اس لشکر میں تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خوارج سے جنگ کے لئے گیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے ایک قوم ظاہر ہوگی، وہ قرآن اس قدر پڑھیں گے کہ ان کے پڑھنے کے سامنے تمہارے قرآن پڑھنے کی کوئی حیثیت نہ ہوگی، نہ ان کی نمازوں کے سامنے تمہاری نمازوں کی کچھ حیثیت ہوگی اور نہ ان کے روزوں کے سامنے تمہارے روزوں کی کوئی حیثیت ہوگی۔ وہ یہ سمجھ کر قرآن پڑھیں گے کہ وہ ان کے حق میں ہے لیکن درحقیقت وہ ان کے خلاف ہوگا، نماز ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گی اور وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیرشکار سے نکل جاتا ہے۔“

علامہ شبیر احمد عثمانی مذکورہ بالا حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قوله ﷺ: ”يَحْسَبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ“ إلخ: أي: هم يحسبون أن القرآن حجة لهم في إثبات دعاويهم الباطلة، وليس كذلك، بل هو حجة عليهم عند الله تعالى. وفيه إشارة إلى أن من المسلمين من يخرج من الدين من غير أن يقصد الخروج منه، ومن غير أن

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل

الخوارج، ۲: ۷۸، رقم: ۱۰۶۶

۲۔ أبوداود، السنن، كتاب السنة، باب في قتال الخوارج، ۴: ۲۴۴،

رقم: ۴۷۸

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۹۱، رقم: ۷۰۶

۴۔ نسائي، السنن الكبرى، ۵: ۱۶۳، رقم: ۸۵۷۱

۵۔ عبد الرزاق، المصنف، ۱۰: ۱۴۷

یختار دیناً علی دین الإسلام۔^(۱)

”آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”وہ یہ گمان کریں گے کہ یہ قرآن ان کے حق میں دلیل ہے۔“ یعنی وہ یہ گمان کریں گے کہ قرآن ان کے باطل دعووں کے اثبات میں ان کے حق میں حجت ہے حالانکہ اس طرح نہیں ہے، بلکہ قرآن اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن کے خلاف دلیل اور حجت ہوگا۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو دین سے خارج ہو جائیں گے اگرچہ ان کا دین سے خروج کا کوئی ارادہ نہ ہوگا۔“

۲۔ ”خوارج کا نعرہ عامۃ الناس کو حق محسوس ہوگا“

خوارج عامۃ الناس کو گمراہ کرنے اور ورغلانے کے لئے بظاہر اسلام کا نعرہ بلند کریں گے لیکن ان کی نیت بری ہوگی۔ احادیث مبارکہ کی روشنی میں ان کی بظاہر اسلام پر مبنی باتوں اور ظاہری وضع قطع اور دین داری کو دیکھ کر دھوکا نہ کھایا جائے کیونکہ ان کا یہ مذہبی نعرہ اور عبادت گزاری درحقیقت اُمت مسلمہ میں مغالطہ، ابہام اور افتراق و انتشار پیدا کرنے کے لئے ہوگا۔

۱۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ۔^(۲)

(۱) شبیر احمد عثمانی، فتح الملہم، ۵: ۱۶۷

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة علیہم، ۶: ۲۵۳۹، رقم: ۶۵۳۱

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب التحریض علی قتل الخوارج، ۲: ۷۴۶، رقم: ۱۰۶۶

”وہ لوگوں کے سامنے (دھوکہ دہی کے لئے) ”اسلامی منشور“ پیش کریں گے۔“

حافظ ابن حجر عسقلانی، حضور نبی اکرم ﷺ کے فرمان ”یقولون من قول خیر البریة“ کی شرح میں لکھتے ہیں:

أی: من القرآن، وکان أوّل کلمة خرجوا بها قولهم: لا حکم إلا للہ، وانتزعوها من القرآن، وحملوها علی غیر محملها۔^(۱)

”(ان کلمات کا مطلب ہے کہ) خوارج اپنے موقف کی تائید میں قرآن پیش کریں گے۔ اسی لیے سب سے پہلا نعرہ جو ان کی زبانوں سے بلند ہوا اس کے الفاظ یہ تھے: اللہ کے علاوہ کسی کا حکم (قبول) نہیں (یعنی انہوں نے اپنا منشور اسلامی لبادے میں پیش کیا تھا)۔ انہوں نے یہ جملہ قرآن حکیم سے اخذ کیا لیکن اس کا اطلاق اس سے ہٹ کر کیا۔“

علامہ عبد الرحمن مبارک پوری نے جامع الترمذی کی شرح تحفة الأحوذی میں بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔^(۲)

۲۔ امام مسلم حضور نبی اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت عبید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

أَنَّ الْحُرُورِيَّةَ لَمَّا خَرَجَتْ وَهُوَ مَعَ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالُوا: لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ. قَالَ عَلِيٌّ: كَلِمَةٌ حَقٌّ أُرِيدَ بِهَا بَاطِلٌ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَصَفَ نَاسًا إِنِّي لَأَعْرِفُ صِفَتَهُمْ فِي هَؤُلَاءِ يَقُولُونَ الْحَقَّ بَالِستَتِهِمْ لَا يَجُوزُ هَذَا مِنْهُمْ وَأَشَارَ إِلَى حَلْقِهِ، مِنْ أِبْغَضِ خَلْقِ اللَّهِ إِلَيْهِ مِنْهُمْ أَسْوَدُ إِحْدَى يَدَيْهِ طُبِي شَاةٌ أَوْ حَلْمَةٌ تُذِي، فَلَمَّا

(۱) عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۶۱۹

(۲) مبارک پوری، تحفة الأحوذی، ۶: ۳۵۴

قَتَلَهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: انْظُرُوا، فَانْظُرُوا فَلَمْ يَجِدُوا شَيْئًا. فَقَالَ: ارْجِعُوا فَوَاللَّهِ، مَا كَذَبْتُ وَلَا كَذِبْتُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ وَجَدُوهُ فِي خَرِبَةٍ فَاتُّوا بِهِ حَتَّى وَضَعُوهُ بَيْنَ يَدَيْهِ. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: وَأَنَا حَاضِرٌ ذَلِكَ مِنْ أَمْرِهِمْ وَقَوْلِ عَلِيٍّ فِيهِمْ^(۱).

”جس وقت حروریہ نے مسلح جدو جہد کا آغاز کیا اُس سے قبل وہ حضرت علی بن ابی طالب ؓ کے ساتھ تھے، انہوں نے کہا: اللہ کے سوا کوئی حکم نہیں کر سکتا، حضرت علی ؓ نے فرمایا: بات تو حق ہے مگر اس سے مقصود باطل ہے۔ بے شک حضور نبی اکرم ﷺ نے کچھ لوگوں کے متعلق فرمایا تھا جن کی نشانیاں میں ان لوگوں میں بخوبی دیکھ رہا ہوں، وہ اپنی زبانوں سے دین حق کی بات کہتے ہیں اور حق اس سے (یعنی ان کے حلق سے) متجاوز نہیں ہوتا۔ آپ نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا اور کہا: یہ لوگ اللہ کی مخلوق میں مغضوب ترین ہیں۔ ان میں سے ایک شخص سیاہ رنگ کا ہے جس کا ہاتھ بکری کے تھن یا عورت کے پستان کے سر کی طرح ہے۔ جب حضرت علی بن ابی طالب ؓ انہیں قتل کر چکے تو فرمایا: اس آدمی کی تلاش کرو، انہوں نے اسے ڈھونڈا مگر وہ نہ ملا، فرمایا: اس کو پھر جا کر تلاش کرو، بخدا نہ میں نے جھوٹ بولا ہے نہ مجھے (حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے) جھوٹ بتایا گیا ہے، یہ بات انہوں نے دو یا تین بار کہی، حتیٰ کہ لوگوں نے اسے بالآخر ایک کھنڈر میں ڈھونڈ لیا اور اس کی لاش لا کر حضرت علی کے سامنے رکھ دی۔ عبید اللہ کہتے ہیں: میں اس سارے معاملہ کا

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب التحریض علی قتل

الخوارج، ۴۹۹:۲، رقم: ۱۰۶۶

۲۔ نسائی، السنن الکبری، ۱۶۰:۵، رقم: ۸۵۶۲

۳۔ ابن حبان، الصحيح، ۳۸۷:۱۵، رقم: ۶۹۳۹

یعنی گواہ ہوں اور حضرت علیؓ کا قول ان خوارج کے بارے میں ہی تھا،
امام یحییٰ بن شرف نووی شرح صحیح مسلم میں حضرت علیؓ کے قول
”کَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيدَ بِهَا بَاطِلٌ“ کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

معناه أن الكلمة أصلها صدق، قال الله تعالى: ﴿إِنَّ الْحُكْمُ إِلَّا
لِلَّهِ﴾^(۱) لكنهم أرادوا بها الإنكار على عليؓ في تحكيمه.^(۲)

”اس کا معنی یہ ہے کہ اصلاً یہ کلمہ سچا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿حکم صرف
اللہ ہی کا ہے﴾۔ لیکن انہوں نے اس نعرہ کو حضرت علیؓ کے حکم کو رد کرنے
کے لئے استعمال کیا (یہ باطل ہے)۔“

علامہ شبیر احمد عثمانی نے بھی ”فتح الملہم (۵: ۱۶۹)“ میں مذکورہ کلمات کی یہی
شرح بیان کی ہے۔

ایک دوسری روایت میں طارق بن زیاد بیان کرتے ہیں:

خَرَجْنَا مَعَ عَلِيٍّ ؓ إِلَى الْخَوَارِجِ فَقَتَلَهُمْ، ثُمَّ قَالَ: انْظُرُوا فَإِنَّ نَبِيَّ
اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّهُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ يَتَكَلَّمُونَ بِالْحَقِّ لَا يُجَاوِزُ
حَلْقَهُمْ.^(۳)

”ہم حضرت علیؓ کے ساتھ خوارج کی طرف (ان سے جنگ کے لیے) نکلے،
حضرت علیؓ نے ان کا خاتمہ کیا پھر فرمایا: دیکھو بے شک حضور نبی اکرم ﷺ

(۱) الأنعام، ۶: ۵۷

(۲) نووی، شرح صحیح مسلم، ۷: ۱۷۳، ۱۷۴

(۳) ۱۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۱۶۱، رقم: ۸۵۶۶

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۰۷، رقم: ۸۳۸

نے فرمایا: عنقریب ایسے لوگ نکلیں گے کہ حق کی بات کریں گے لیکن وہ کلمہ حق ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔“

ان احادیث مبارکہ سے پتہ چلا کہ خوارج اپنے انتہا پسندانہ منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے نعرہ حق لگاتے ہیں لیکن درحقیقت اس کے پیچھے ان کے مذموم مقاصد ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے انہیں بے نقاب کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ لوگ ان کے اچھے نعروں کی وجہ سے گمراہ نہ ہوں۔

۳۔ خوارج دہشت گردی کے لیے brain washed کم سن لڑکوں کو استعمال کریں گے

حضور نبی اکرم ﷺ نے ان دہشت گرد خوارج کے ایک گروہ کی علامت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ یہ لوگ کم عمر ہوں گے اور دہشت گردی کے لیے دماغی طور پر ناپختہ (brain washed) کم عمر لڑکوں کو استعمال کیا جائے گا۔

۱۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مسند احمد بن حنبل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَإِنَّمَا لَقِيْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة علیهم، ۶: ۲۵۳۹، رقم: ۶۵۳۱

”عنقریب آخری زمانے میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے یا نکلیں گے جو کم سن لڑکے ہوں گے اور وہ عقل سے کورے (brain washed) ہوں گے۔ وہ ظاہراً (دھوکہ دہی کے لیے) اسلامی منشور پیش کریں گے، ایمان ان کے اپنے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے یوں خارج ہوں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے۔ پس تم انہیں جہاں کہیں پاؤ تو قتل کر دینا کیونکہ ان کو قتل کرنے والوں کو قیامت کے دن ثواب ملے گا۔“

۲۔ امام ترمذی (۲۷۹ھ) ”السنن (کتاب الفتن، باب ماجاء صفة المارقة، ۴: ۱۸۱، رقم: ۲۱۸۸)“ میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت کرتے ہیں:

يَخْرُجُ فِي اخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ، لَا يَجَاوِزُ تَرَاقِيهِمْ، يَقُولُونَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ. (۱)

..... ۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب التحريض على قتل

الخوارج، ۲: ۷۶، رقم: ۱۰۶۶

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۸۱، ۱۱۳، ۱۳۱، رقم: ۶۱۶،

۱۰۸۶، ۹۱۲

۴۔ نسائی، السنن، کتاب تحريم الدم، باب من شهر سيفه ثم وضعه

في الناس، ۷: ۱۱۹، رقم: ۴۱۰۲

۵۔ ابن ماجه، السنن، المقدمة، باب في ذكر الخوارج، ۱: ۵۹، رقم:

۱۶۸

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۶، ۴۴

۲۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۱۵۹، رقم: ۲۶۴۵

۳۔ ابن أبی عاصم، السنة، ۲: ۴۵۶، رقم: ۹۳۷

۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۸: ۱۸۷

۵۔ دیلمی، الفردوس بمأثور الخطاب، ۲: ۳۲۲، رقم: ۳۴۶۰

”آخری زمانے میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو کم سن ہوں گے، وہ بے عقل ہوں گے (یعنی ان کی brain washing نہایت آسان ہوگی)۔ وہ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن یہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، دین اسلام کی باتیں کریں گے، مگر یہ لوگ دین سے ایسے نکلے ہوئے ہوں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔“

درج بالا احادیث میں اَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ اور سُفْهَاءُ الْأَحْلَامِ سے مراد کم عمر، دماغی طور پر ناپختہ (brain washed) لڑکے ہیں، جنہیں خوارِج اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے دہشت گردانہ کارروائیوں میں استعمال کرتے ہیں۔ اس معنی کی صراحت قرآن حکیم میں بھی ملتی ہے۔ قرآن حکیم میں بھی کم عقلوں اور بے سمجھوں کو سُفْهَاءُ کہا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُؤْتُوا السُّفْهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَمًا. (۱)

”اور تم بے سمجھوں کو اپنے (یا ان کے) مال سپرد نہ کرو جنہیں اللہ نے تمہاری معیشت کی استواری کا سبب بنایا ہے۔“

اس معنی کی تائید درج ذیل اقوالِ ائمہ سے بھی ہوتی ہے:

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

قوله ﷺ: ”أَحْدَاثُ“، والحدث هو الصغير السن، هكذا في أكثر الروايات، ووقع هنا للمستملی والسرخسي ”حُدَاثُ.“ قال في المطالع: معناه شباب. (۲)

”آپ ﷺ کے الفاظ میں أَحْدَاثُ حدث سے ہے جس کا معنی ہے: چھوٹی

(۱) النساء، ۴: ۵

(۲) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۲: ۲۸۷

عمر کا لڑکا۔ اسی طرح اکثر روایات میں آیا ہے، یہاں مستملی اور سرخسی کی روایات میں حُداث کا لفظ بھی آیا ہے۔ مطالع میں کہا گیا ہے کہ اس کا معنی کم سن نوجوان ہے۔“

حافظ ابن حجر عسقلانی مزید فرماتے ہیں:

قوله ﷺ: ”سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ“ والمعنى أن عقولهم رديئة. (۱)
”آپ ﷺ کے فرمان سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ سے مراد یہ ہے کہ وہ (دہشت گردی کی سفاکانہ کارروائیاں کرنے والے) عقل و سمجھ میں ناپختہ ہوں گے۔“

۲۔ علامہ بدر الدین العینی لکھتے ہیں:

قوله ﷺ: ”حُدَاثُ الْأَسْنَانِ“ هكذا في رواية المستملي والسرخسي. وفي أكثر الروايات: أحداث الأسنان، وهو صغير السن. وقال ابن الأثير: حداثة السن كناية عن الشباب، وأول العمر. والمراد بالأسنان العمر يعني أنهم شباب.

قوله ﷺ: ”سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ“ يعني عقولهم رديئة. (۲)
”آپ ﷺ کا فرمان ہے: حُدَاثُ الْأَسْنَانِ۔ مستملی اور سرخسی کی روایات میں اسی طرح ہے جبکہ اکثر روایات میں أحداث الأسنان کے الفاظ آئے ہیں۔ اس سے مراد کم عمر لڑکے ہیں۔ امام ابن الاثیر نے کہا ہے: حداثة السن سے کنایتاً نوجوانی اور عمر کا اوّل حصہ مراد لیا جاتا ہے اور اسنان سے بھی عمر مراد ہے، یعنی وہ نوجوان ہیں۔

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۲: ۲۸۷

(۲) بدر الدین عینی، عمدة القاری، ۱۶: ۲۰۸، ۲۰۹

”اور آپ ﷺ کے فرمان سُفْهَاءُ الْأَحْلَامِ سے مراد یہ ہے کہ خوارج ناپختہ عقل والے (یعنی brain washed) ہوں گے۔“

۳۔ علامہ مبارک پوری نے بھی جامع الترمذی کی شرح تحفة الأحوذی میں أحداث الانسان سے کم عمر نوجوان مراد لئے ہیں۔^(۱)

۴۔ علامہ شبیر احمد عثمانی فتح الملہم میں لکھتے ہیں:

قوله: ”أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ“ إلخ: والحدث هو: الصغير السن، هكذا في أكثر الروايات، ووقع في بعضها ”حُدَاثٌ. قال في المطالع: معناه شباب. والأسنان جمع سن، والمراد به العمر، والمراد: أنهم شباب.^(۲)

”آپ ﷺ کا فرمان ہے: أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ إلخ۔ حدث سے مراد ہے: کم سن لڑکے۔ یہی اکثر روایات میں بیان کیا گیا ہے۔ جب کہ بعض روایات میں حُدَاث کا لفظ بھی وارد ہوا ہے۔ مطالع میں کہا گیا ہے کہ اس کا معنی نوجوان ہے۔ أَسْنَان، سن کی جمع ہے جس سے مراد ”عمر“ ہے۔ اس کا معنی ہے کہ دہشت گردی کرنے والے نوجوان ہوں گے۔“

مندرجہ بالا تصریحاتِ محدثین سے واضح ہوا کہ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ اور سُفْهَاءُ الْأَحْلَامِ سے مراد پاگل نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد وہ brain washed نوجوان ہیں جو کم سن ہیں اور ابھی ان میں شعور کی پختگی نہیں آئی۔ ایسے کم عمر ناپختہ ذہنوں کی برین واشنگ کر کے شاطر دہشت گرد اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں۔ اگر موجودہ دہشت گردانہ کارروائیوں کا جائزہ لیا جائے تو صادق و مصدوق ﷺ کی یہ پیشین گوئی حرف بہ

(۱) مبارک پوری، تحفة الأحوذی، ۶: ۳۵۳

(۲) شبیر احمد عثمانی، فتح الملہم، ۵: ۱۶۶

حرف سچی دکھائی دے رہی ہے۔ یہ دہشت گرد اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے پندرہ تا اٹھارہ سال کے نوجوانوں کو جذباتی نعروں کے ذریعے کبھی دین دشمن سے لڑنے کا نام دے کر، کبھی خودکشی کو شہادت کا نام دے کر اور کبھی اسلام کے نام پر جنت کا لالچ دے کر بہکاتے ہیں۔

۴۔ ”خوارج کا ظہور مشرق سے ہوگا“

حضور نبی اکرم ﷺ نے خوارج کے بارے میں یہ پیشین گوئی بھی فرما دی تھی کہ ان کا ظہور مشرق کی طرف سے ہوگا۔

۱۔ امام بخاری حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَيَقْرَءُ وَنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ
يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ
حَتَّى يَعُودَ السَّهْمُ إِلَى فُوقِهِ. (۱)

”مشرق کی جانب سے کچھ لوگ نکلیں گے، وہ قرآن مجید پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیرشکار سے پار نکل جاتا ہے اور پھر وہ دین میں واپس نہیں آئیں گے جب

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب التوحید، باب قراءة الفاجر والمنافق

وأصواتهم وتلاوتهم لا تجاوز حناجرهم، ۶: ۲۷۸، رقم: ۷۱۲۳

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۶۲، رقم: ۱۱۶۳۲

۳۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۷: ۵۶۳، رقم: ۳۷۳۹۷

۴۔ أبو يعلى، المسند، ۲: ۴۰۸، رقم: ۱۱۹۳

۵۔ طبرانی، المعجم الكبير، ۶: ۹۱، رقم: ۵۶۰۹

تک تیر اپنی جگہ پر واپس نہ لوٹ آئے۔“

۲۔ امام مسلم کی بیان کردہ روایت میں یسیر بن عمرو کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خوارج کا ذکر سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا:

سَمِعْتُهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ قَوْمٌ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ بِاللِّسَانِ لَا يَعْدُوا تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ. ^(۱)

”ہاں! میں نے سنا ہے اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کر کے کہا: وہ (وہاں سے نکلیں گے اور) اپنی زبانوں سے قرآن مجید پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نہیں اترے گا اور وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔“

۳۔ امام بخاری و مسلم حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا:

أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا - يُشِيرُ إِلَى الْمَشْرِقِ - مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قُرْنُ الشَّيْطَانِ. ^(۲)

(۱) مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب الخوارج شر الخلق والخليفة، ۴: ۷۵۰، رقم: ۱۰۶۸

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب المناقب، باب نسبة الیمن إلى إسماعيل، ۳: ۱۲۹۳، رقم: ۳۳۲۰

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الفتن وأشرار الساعة، باب الفتن من المشرق من حيث يطلع قرن الشيطان، ۴: ۲۲۲۹، رقم: ۲۹۰۵

۳۔ مالک، الموطأ، کتاب الاستئذان، باب ما جاء في المشرق، ۲: ۹۷۵، رقم: ۱۷۷۷

۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۷۳، رقم: ۵۴۲۸

”خبردار ہو جاؤ! فتنہ اُدھر ہے۔ آپ ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہیں سے شیطان کا سینگ (یعنی شیطان کا گروہ) ظاہر ہوگا۔“

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو مشرق کی جانب چہرہ مبارک کر کے یہ فرماتے ہوئے سنا:

أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ. ^(۱)

”خبردار ہو جاؤ کہ فتنہ اُدھر (یعنی مشرق کی طرف) ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔“

درج بالا فرامینِ نبوی ﷺ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خوارج کے ظہور کی پیشین گوئی کے ساتھ ساتھ ان کے ظہور کی سمت اور علاقہ بھی بتلادیا گیا تھا۔ ان فرامین کے مطابق خوارج کا ظہور حرمین شریفین کی مشرقی سمت سے ہوگا۔ جب کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی درج ذیل حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے اُس مشرقی علاقے کا نام بھی بتا دیا:

۵۔ ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَفِي نَجْدِنَا؟

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ: الفتنه من

قبل المشرق، ۶: ۲۵۹۸، رقم: ۶۲۸۰

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الفتن وأشرط الساعة، باب الفتنه من

المشرق من حيث يطلع قرنا الشيطان، ۴: ۲۲۲۸، رقم: ۲۹۰۵

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۹۱، رقم: ۵۶۵۹

فَإِظْنُهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ، وَبِهَا يَطْلُعُ قُرُونُ الشَّيْطَانِ. ^(۱)

”حضور نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام میں برکت عطا فرما، اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے یمن میں برکت عطا فرما، (بعض) لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے نجد کے لئے بھی دعا فرمائیے؟ آپ ﷺ نے (پھر) دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے شام میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔ (بعض) لوگوں نے (پھر) عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے نجد کے لئے بھی۔ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ ارشاد فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا سینگ (یعنی گروہ) وہیں سے نکلے گا۔“

یہ فرمان نبوی ﷺ سو فیصد درست ثابت ہوا جب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حرین شریفین سے مشرق میں عراق کے بارڈر پر واقع علاقے نجد اور حرواء سے خوارج کا پہلا گروہ ظاہر ہوا تھا۔ اور وہیں سے ان کی مسلح دہشت گردی کی ابتداء ہوئی۔ انہی ارشادات میں آقا ﷺ نے واضح طور پر یہ بھی فرما دیا تھا کہ خوارج ہر دور میں نکلتے رہیں گے۔

اگر تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وطن عزیز پاکستان بھی حرین شریفین سے

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب الفتن، باب قول النبی ﷺ: الفتنۃ من

قبل المشرق، ۶: ۲۵۹۸، رقم: ۶۶۸۱

۲۔ ترمذی، السنن، کتاب المناقب، باب فی فضل الشام واليمن، ۵: ۴۳۳، رقم: ۳۹۵۳

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۱۱۸، رقم: ۵۹۸۷

۴۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۶: ۲۹۰، رقم: ۷۳۰۱

مشرقی جانب واقع ہے۔ اس لئے اہل پاکستان کے لئے نماز میں قبلہ کی سمت مغرب ہی ہے۔ احادیثِ نبوی ﷺ میں سمتِ مشرق کے واضح بیان میں لفظ کے عموم کے تحت اس توسیعی اطلاق کو بھی خارج از امکان قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یہاں بھی خوارج کی صفات و علامات کے حاملین نے دہشت گردی اور تباہی و بربادی پھیلا کر قیامتِ صغریٰ پیا کر رکھی ہے۔ آئے روز درجنوں لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور سیکڑوں زخمی ہو جاتے ہیں۔ مسجدوں اور مزارات کو مسمار کر دیا جاتا ہے۔ سول آبادیوں اور عام شہریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ بازاروں، مارکیٹوں اور زیادہ بھیڑ والی جگہوں کو بطور خاص نشانہ بنایا جاتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ دہشت پھیلائی جاسکے۔

اس اطلاق کی تائید آگے بیان ہونے والی خوارج کی علامت سے بخوبی ہو جاتی ہے۔

۵۔ ”خوارج دجال کے زمانے تک ہمیشہ نکلتے رہیں گے“

احادیثِ مبارکہ میں یہ تصریح بھی فرمادی گئی ہے کہ خوارج قیامت تک ہر دور میں نکلتے رہیں گے حتیٰ کہ ان کا آخری گروہ دجال کے زمانے میں ظاہر ہو گا جو اس کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو قتل کرے گا۔

۱۔ امام احمد اور امام نسائی حضرت شریک بن شہاب رحمہ اللہ سے صحیح حدیثِ مبارکہ میں روایت کرتے ہیں:

كُنْتُ أَتَمَنَّى أَنْ أَلْقَى رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَسْأَلُهُ عَنِ الْخَوَارِجِ، فَلَقِيتُ أَبَا بَرَزَةَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِأُذُنِي وَرَأَيْتُهُ بِعَيْنِي أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ، فَأَعْطَى مَنْ عَنْ يَمِينِهِ وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ، وَلَمْ يُعْطِ مَنْ

وَرَأَاهُ شَيْئًا، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ وَرَائِهِ. فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ، رَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُومُ الشَّعْرِ، عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَضَبًا شَدِيدًا، وَقَالَ: وَاللَّهِ لَا تَجِدُونَ بَعْدِي رَجُلًا هُوَ أَعْدَلُ مِنِّي، ثُمَّ قَالَ: يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَأَنَّ هَذَا مِنْهُمْ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيهِمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، سَيَمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ، لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، فَإِذَا لَقِيْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ. (۱)

”مجھے اس بات کی شدید خواہش تھی کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے کسی صحابی سے ملوں اور ان سے خوارج کے متعلق دریافت کروں۔ اتفاقاً میں نے عید کے روز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ان کے کئی دوستوں کے ساتھ دیکھا تو میں نے ان سے دریافت کیا: کیا آپ نے خارجیوں کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، میں نے اپنے کانوں سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں کچھ مال پیش کیا گیا اور آپ ﷺ نے اس مال کو ان لوگوں میں تقسیم فرما دیا جو دائیں اور بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے، اور جو لوگ پیچھے بیٹھے تھے آپ ﷺ نے انہیں

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۴۲۱

۲۔ نسائی، السنن، کتاب تحریم الدم، باب من شہر سيفه ثم وضعه

في الناس، ۴: ۱۱۹، رقم: ۴۱۰۳

۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۲: ۳۱۲، رقم: ۳۵۶۶

۴۔ بزار، المسند، ۹: ۲۹۴، رقم: ۳۸۴۶

۵۔ طرابلسی، المسند، ۱: ۱۲۴، رقم: ۹۲۳

کچھ عنایت نہ فرمایا۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا، اے محمد! آپ نے تقسیم میں عدل نہیں کیا۔ وہ شخص سیاہ رنگ، سرمندا اور سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ شدید ناراض ہوئے اور فرمایا: خدا کی قسم! تم میرے بعد مجھ سے بڑھ کر کسی شخص کو انصاف کرنے والا نہ پاؤ گے، پھر فرمایا: آخری زمانے میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے یہ شخص بھی انہیں لوگوں میں سے ہے۔ وہ قرآن مجید کی تلاوت کریں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ سرمندے ہوں گے، یہ ہمیشہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔ جب تمہارا (میدان جنگ میں) ان سے سامنا ہو تو انہیں قتل کر دو۔ وہ تمام مخلوق سے بدترین ہیں۔“

۲۔ امام احمد بن حنبل اور امام حاکم حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

سَيَخْرُجُ أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي مِنْ قَبْلِ الْمَشْرِقِ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، كُلَّمَا خَرَجَ مِنْهُمْ قَرْنٌ قُطِعَ كُلَّمَا خَرَجَ مِنْهُمْ قَرْنٌ قُطِعَ حَتَّى عَدَّهَا زِيَادَةً عَلَى عَشْرَةِ مَرَّاتٍ، كُلَّمَا خَرَجَ مِنْهُمْ قَرْنٌ قُطِعَ حَتَّى يَخْرُجَ الدَّجَالُ فِي بَقِيَّتِهِمْ^(۱)۔

”میری امت میں مشرق کی جانب سے کچھ ایسے لوگ نکلیں گے جو قرآن

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۱۹۸، رقم: ۷۸۷۱

۲۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۵۳۳، رقم: ۸۴۹۷

۳۔ ابن حماد، الفتن، ۲: ۵۳۲

۴۔ ابن راشد، الجامع، ۱۱: ۳۷۷

۵۔ آجری، الشریعة: ۱۱۳، رقم: ۲۶۰

پڑھتے ہوں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا اور ان میں سے جو بھی شیطانی گروہ جوں ہی نکلے گا وہ (فوجی آپریشن کی صورت میں) ختم کر دیا جائے گا۔ ان میں سے جو بھی شیطانی گروہ جوں ہی نکلے گا (ریاستی ادارے) ان کا خاتمہ کر دیں گے۔ (یہ قُطْع کا معنی مرادی ہے۔ قطع کر دیے جانے کی معنوی مناسبت فوجی آپریشن کے ساتھ زیادہ بنتی ہے۔) یہاں تک کہ آپ ﷺ نے یوں ہی دس دفعہ سے بھی زیادہ بار دہرایا اور فرمایا: ان میں سے جو بھی شیطانی گروہ جب بھی نکلے گا اسے کاٹ دیا جائے گا یہاں تک کہ ان ہی کی باقی ماندہ نسل میں دجال نکلے گا۔“

لَا يَزَالُونَ يَخُوجُونَ کے ذریعے آقا ﷺ نے اس وہم کا ازالہ بھی فرما دیا کہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ خوارِج صرف ایک ہی بار ظاہر ہوئے تھے جن کا خاتمہ سیدنا علی المرتضیٰ ؑ نے اپنے دور میں کیا۔ بلکہ یہ خوارِج کا پہلا گروہ تھا جس سے اس تحریک کا آغاز ہوا، حدیث نبوی ﷺ کے مطابق یہ خوارِج ہر دور میں وقتاً فوقتاً نکلتے رہیں گے حتیٰ کہ اس کا آخری گروہ ظہورِ دجال کے وقت مسلح ہو کر نکلے گا۔ اور تاریخ کے ہر دور میں یہ خوارِج جب بھی نکلیں گے مسلم ریاستوں کے خلاف جنگ کرتے رہیں گے، بندوق اور ہتھیار اٹھا کر مسلمانوں کا قتل عام کرتے رہیں گے۔ یہی دہشت گردی ان کی پہچان ہوگی۔ مزید یہ کہ احادیث میں ”قرن“ کا لفظ آیا ہے، جس کا معنی ہے: القرن: القوم الْمُقْتَرُونَ فِي زَمَنِ وَاحِدٍ (ایک دور میں لوگوں کا ایک گروہ جو باہم مربوط و منظم ہو)۔

مگر لغوی لحاظ سے اس کا دوسرا معنی بھی ہے اور وہ یہ کہ قَرْنٌ سینگ کو بھی کہتے ہیں، جسے جانور اپنے دشمن کے لیے ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ قرن کا استعارہ استعمال کر کے گویا یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ وہ لوگ ہتھیار اٹھا کر بغاوت کریں گے۔ قَرْنُ الشَّيْطَانِ کا مطلب ہے کہ وہ ہتھیار شیطانی مقاصد پورے کرنے کے لیے استعمال ہوں گے۔ لوگوں کا قتل عام اور انسانیت کی بربادی شیطان کا اولین مقصد ہے۔

۳۔ اسی مضمون کو امام ابن ماجہ نے بھی حضرت عبد اللہ بن عمر ؓ سے روایت کیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

كُلَّمَا خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ، أَكْثَرَ مِنْ عِشْرِينَ مَرَّةً، حَتَّى يَخْرُجَ فِي عَرَاضِهِمُ الدَّجَالُ. ^(۱)

”گروہ خوارج جب بھی ظاہر ہوگا اسے ختم کر دیا جائے گا۔ ایسا بیس سے زائد بار ہوگا، حتیٰ کہ (سب سے) آخری (گروہ) میں دجال ظاہر ہوگا۔“

۶۔ ”خوارج دین سے خارج ہوں گے“

۱۔ امام بخاری سیدنا علی ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ. ^(۲)

(۱) ابن ماجہ، السنن، المقدمة، باب فی ذکر الخوارج، ۱: ۶۱، رقم: ۱۷۴

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة علیهم، ۶: ۲۵۳۹، رقم: ۶۵۳۱

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب التحریض علی قتل الخوارج، ۲: ۷۲۶، رقم: ۱۰۶۶

۳۔ نسائی، السنن، کتاب تحریم الدم، باب من شهر سيفه ثم وضعه فی الناس، ۷: ۱۱۹، رقم: ۴۱۰۲

۴۔ ابن ماجہ، السنن، المقدمة، باب فی ذکر الخوارج، ۱: ۵۹، رقم: ۱۶۸

۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۸۱، ۱۱۳، ۱۳۱، رقم: ۶۱۶، ۱۰۸۶، ۹۱۲

”خوارج دین سے یوں خارج ہوں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے۔“

۲۔ سنن ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ. ^(۱)

”خوارج دین سے یوں خارج ہوں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے۔“

علامہ بدر الدین العینی مذکورہ بالا احادیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قوله ﷺ: ”يمرقون من الدين“ من المروق وهو الخروج. يقال: مرق من الدين مروقاً خرج منه ببدعته وضلالته. وفي رواية سويد بن غفلة عند النسائي والطبري: يمرقون من الإسلام، وفي رواية للنسائي: يمرقون من الحق. ^(۲)

”آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”وہ دین سے خارج ہو جائیں گے۔“ يمرقون کا لفظ مروق سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے: باغی ہونا؛ خارج ہو جانا۔ جس طرح کہا جاتا ہے: وہ اپنی بدعت و ضلالت کے سبب دین سے خارج ہو گیا۔ حضرت سويد بن غفلة رضی اللہ عنہ کی روایت میں امام نسائی اور امام طبری سے یہ الفاظ مروی ہیں: وہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے۔ امام نسائی کی ایک روایت کے

(۱) ترمذی، السنن، کتاب الفتن، باب في صفة المارقة، ۴: ۳۸۱، رقم:

۲۱۸۸

امام ترمذی نے السنن میں اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرمایا: یہ روایت حضرت علی، حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۲) بدر الدین عینی، عمدة القاری، ۱۶: ۲۰۹

الفاظ ہیں: وہ حق سے خارج ہو جائیں گے۔“

علامہ انور شاہ کشمیری مروق کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

المروق هو الخروج من حيث لا يدري. (۱)

”مروق سے مراد ایسا خروج ہے جس میں کوئی پختہ سوچ سمجھ شامل نہ ہو (یعنی

جدھر منہ اٹھایا چل پڑے)۔“

اس مضمون پر مشتمل درجنوں احادیث صحاح ستہ میں وارد ہوئی ہیں، جن کا ہم پہلے ہی ذکر کر چکے ہیں۔

۷۔ ”خوارج جہنم کے کتے ہوں گے“

انسانوں کے قتل عام اور سفاکانہ دہشت گردی کی پاداش میں رسول اللہ ﷺ نے خوارج کو جہنم کے کتے قرار دیا ہے۔

۱۔ سنن ترمذی میں امام ابو غالب نے حضرت ابو امامہ ؓ سے روایت کیا ہے:

فَقَالَ أَبُو أُمَامَةَ ؓ: كِلَابُ النَّارِ شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ خَيْرُ قَتْلَى مَنْ قَتَلُوهُ ثُمَّ قَرَأَ: ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قُلْتُ لِأَبِي أُمَامَةَ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا حَتَّى عَدَّ سَبْعًا مَا حَدَّثْتُكُمْ بِهِ. (۲)

(۱) شبیر احمد عثمانی، فتح الملہم، ۵: ۲۸

(۲) ۱۔ ترمذی، السنن، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ آل عمران،

۲۲۶: ۳۰۰۰، رقم:

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲۵۶، رقم: ۲۲۲۶۲

”حضرت ابو امامہ ؓ نے فرمایا: (یہ خوارج) جہنم کے کتے ہیں، آسمان کے نیچے بدترین مقتول ہیں اور وہ شخص بہترین مقتول ہے جسے انہوں نے قتل کیا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿جس دن کئی چہرے سفید ہوں گے اور کئی چہرے سیاہ ہوں گے۔﴾ حضرت ابو غالب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو امامہ ؓ سے عرض کیا: کیا آپ نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اگر میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے (یہ فرمان) ایک، دو، تین، چار یہاں تک کہ سات بار بھی سنا ہوتا تو تم سے بیان نہ کرتا (یعنی میں نے یہ بات خود حضور ﷺ سے متعدد بار سنی ہے)۔“

۲۔ امام ابن ابی شیبہ، بیہقی اور طبرانی نے حضرت ابو غالب سے روایت کیا کہ حضرت ابو امامہ ؓ نے خوارج اور حروریہ کے متعلق بیان فرمایا:

كِلَابٌ جَهَنَّمُ، شَرُّ قَتْلَى قُتِلُوا تَحْتَ ظِلِّ السَّمَاءِ، وَ مَنْ قَتَلُوا خَيْرُ قَتْلَى تَحْتَ السَّمَاءِ إِلَى الْآخِرِ. (۱)

”یہ جہنم کے کتے ہیں اور زیرِ آسمان تمام مقتولوں سے بدترین مقتول ہیں اور ان کے ہاتھوں شہید ہونے والے زیرِ آسمان تمام شہیدوں سے بہترین شہید ہیں۔“

۳۔ سعید بن جہمان بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ الْخَوَارِجُ قَدْ تَدْعُونِي حَتَّى كِدْتُ أَنْ أَدْخُلَ فِيهِمْ، فَرَأْتُ

..... ۳۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۱۶۳، رقم: ۲۶۵۵

۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۸: ۱۸۸

۵۔ طبرانی، مسند الشامیین، ۲: ۲۴۸، رقم: ۱۲۷۹

(۱) ۱۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷: ۵۵۴، رقم: ۳۷۸۹۲

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۸: ۲۶۷، ۲۶۸، رقم: ۸۰۳۴، ۸۰۳۵

۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۸: ۱۸۸

أُحْتُ أَبِي بِلَالٍ فِي النَّوْمِ أَنَّ أَبَا بِلَالٍ كَلَبُ أَهْلَبُ أَسْوَدُ عَيْنَاهُ
تَذَرِفَانِ. فَقَالَتْ: يَا أَبَا بِلَالٍ مَا شَأْنُكَ أَرَاكَ هَكَذَا؟
فَقَالَ: جُعِلْنَا بَعْدَكُمْ كِلَابَ أَهْلِ النَّارِ، وَكَانَ أَبُو بِلَالٍ مِنْ رُؤُوسِ
الْخَوَارِجِ. (۱)

”خوارج مجھے (اپنی طرف) دعوت دیا کرتے تھے (سو اس دعوت سے متاثر ہو کر) قریب تھا کہ میں ان کے ساتھ شامل ہو جاتا کہ ابو بلال (خارجی) کی بہن نے خواب دیکھا کہ ابو بلال کالے لمبے بالوں والے کتے کی شکل میں ہے، اس کی آنکھیں بہہ رہی تھیں۔ بیان کیا کہ اس نے کہا: اے ابو بلال! میرا باپ تجھ پر قربان! کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں اس حال میں دیکھ رہی ہوں؟ اس نے کہا: ہم لوگ تمہارے بعد دوزخ کے کتے بنا دیئے گئے ہیں۔ ابو بلال خارجیوں کے سرداروں میں سے تھا۔“

۸۔ ”خارجی گروہوں کی ظاہری دین داری سے دھوکہ نہ کھایا جائے“

خوارج تلاوتِ قرآن اور نماز روزہ کے سخت پابند تھے، ان کی گفتگو میں دنیا کی بے ثباتی، زہد و تقویٰ کی ترغیب و تحریص، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا بہت زیادہ اہتمام اور امارت اور عہدہ قبول کرنے سے ہر ایک کا عذر و گریز ایسے امور ہیں کہ ان امور کا پایا جانا کسی بھی شخص کو ظاہراً دین دار بلکہ متقی اور مجاہد سمجھنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام ابن ماجہ اور احمد بن حنبل حضرت ابوسلمہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت ابوسلمہ نے بیان کیا ہے:

(۱) ۱۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷: ۵۵۵، رقم: ۳۷۸۹۵

۲۔ عبد اللہ بن أحمد، السنة، ۲: ۶۳۳، رقم: ۱۵۰۹

۱۔ قُلْتُ لِأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ: هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُ فِي الْحُرُورِيَّةِ شَيْئًا؟ فَقَالَ: سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ قَوْمًا يَتَعَبَّدُونَ (وفي رواية أحمد: يَتَمَقُّونَ فِي الدِّينِ) يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصَوْمَهُ مَعَ صَوْمِهِمْ. ^(۱)

”میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے حروریہ (یعنی خوارج) کے متعلق کوئی حدیث سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا: (ہاں) آپ ﷺ نے ایک گروہ کا ذکر فرمایا جو خوب عبادت کرے گا، (امام احمد کی ایک روایت میں ہے کہ وہ دین میں انتہائی پختہ نظر آئیں گے) (یہاں تک کہ) تم اپنی نمازوں اور روزوں کو ان کی نمازوں اور روزوں کے مقابلہ میں کمتر سمجھو گے۔“

یہی سبب ہے کہ خود کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے معاملے میں شبہ وارد ہوتا تھا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جیسے شخص کہتے ہیں کہ ایسے زاہد و عابد لوگ میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ جیسا کہ امام حاکم اور نسائی کی بیان کردہ درج ذیل روایت میں بیان ہوا ہے:

۲۔ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ: فَأَتَيْتُهُمْ وَهُمْ مُجْتَمِعُونَ فِي دَارِهِمْ قَائِلُونَ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ. فَقَالُوا: مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَأَتَيْتُ قَوْمًا لَمْ أَرِ قَوْمًا قَطُّ أَشَدَّ اجْتِهَادًا مِنْهُمْ مَسْهُمَةً وَجَوْهًا مِنَ السَّهْرِ كَأَنِّي أَيْدِيهِمْ وَرُكْبِهِمْ تَشْنِي عَلَيْهِمْ. ^(۲)

(۱) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، المقدمة، باب في ذكر الخوارج، ۱: ۶۰، رقم:

۱۶۹

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۳۳، رقم: ۱۱۳۰۹

۳۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۷: ۵۵۷، رقم: ۳۷۹۰۹

(۲) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۶۴، رقم: ۲۶۵۶

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے) ان کے پاس ایک گھر میں گیا جہاں وہ سب جمع تھے۔ میں نے ان پر سلام کیا۔ انہوں نے اس کے جواب میں کہا: مرحبا! اے ابن عباس (یعنی صحابی رسول کو جواباً وعلیکم السلام بھی نہ کہا)۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے ان لوگوں سے زیادہ عبادت میں مجاہدہ کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا تھا۔ ان کے چہرے زیادہ جاگنے کی وجہ سے سوکھ گئے تھے اور ہاتھ پاؤں ٹیڑھے معلوم ہوتے تھے۔“

۳۔ خوارج کی کثرت عبادت و ریاضت کا حال حضرت جناب رضی اللہ عنہ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

لما فارقت الخوارج علياً خرج في طلبهم وخرجنا معه، فانتبهينا إلى عسكر القوم فإذا لهم دوي كدوي النحل من قراءة القرآن، وفيهم أصحاب الثغفات وأصحاب البرانس، فلما رأيتهم دخلني من ذلك شدة فتشيت فركزت رمحي ونزلت عن فرسي ووضعت برنسي، فنشرت عليه درعي، وأخذت بمقود فرسي فقامت أصلي إلى رمحي وأنا أقول في صلاتي: اللهم إن كان قتال هؤلاء القوم، لك طاعة فإذاً لي فيه، وإن كان معصية فأرني براءتك. (۱)

..... ۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۱۶۵، رقم: ۸۵۷۵

۳۔ عبد الرزاق، المصنف، ۱۰: ۱۵۸

۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰: ۲۵۷، رقم: ۱۰۵۹۸

۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۸: ۱۷۹

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۳: ۲۷۷، رقم: ۴۰۵۱

۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴: ۲۲۷

”جب خوارج علیحدہ ہو گئے، حضرت علیؑ ان کے تعاقب میں نکلے تو ہم بھی ساتھ تھے۔ جب ہم خوارج کے لشکر کے قریب پہنچے تو قرآن مجید پڑھنے کا ایک شور سنائی دیا۔ ان خوارج کی یہ حالت تھی کہ تہبند بندھے ہوئے، ٹوپیاں اوڑھے ہوئے کمال درجہ کے زاہد و عابد نظر آتے تھے۔ ان کا یہ حال دیکھ کر ان سے قتال مجھ پر نہایت شاق ہوا۔ میں نے ایک طرف نیزہ گاڑ کر ٹوپی اور زرہ اس پر لگا دی اور گھوڑے سے اتر کر نیزہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا شروع کی اور اس میں یہ دعا کی: ”الہی! اگر اس گروہ کا قتل کرنا تیری طاعت ہے تو مجھے اجازت مل جائے اور اگر معصیت ہے تو مجھے اس رائے پر آگاہی نصیب ہو جائے۔“

حضرت جندبؓ پر خوارج کے ظاہری زہد و عبادت اور تدین کا اتنا اثر تھا کہ ان کے ساتھ جنگ کرنے میں بھی متردد تھے۔ انہوں نے بالآخر اسی لمحہ سیدنا علی المرتضیٰؑ سے حضور نبی اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ اور پیشین گوئیاں سنیں جو درست ثابت ہوئیں۔ اس سے ان کو شرح صدر نصیب ہو گیا کہ یہ ہلاک کیے جانے کے ہی مستحق ہیں۔

دورِ حاضر کے خوارج ظاہری لحاظ سے بڑے متقی و پرہیزگار نظر آتے ہیں، مگر اپنی باطنی کیفیت، دین دشمن کارروائیوں اور ناحق قتل و غارت گری و دہشت گردی کے پیش نظر احادیث میں انہیں سب سے بڑا فتنہ اور بدترین مخلوق قرار دیا گیا ہے۔ وہ بے شک قرآن مجید کی آیات پڑھتے ہیں مگر کافروں کے بارے میں وارد ہونے والی آیات کا اطلاق مسلمانوں پر کرتے ہیں۔ اپنی نام نہاد فکر کی بناء پر مسلمانوں کو کافر بنا کر ان کے قتل کا جواز بناتے ہیں۔

..... ۳۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۹۶

۴۔ شوکانی، نیل الأوطار، ۷: ۳۴۹

۹۔ ”خوارج شریر ترین لوگ ہیں“

خوارج کو حضور نبی اکرم ﷺ نے اور آپ ﷺ کی اتباع میں صحابہ و تابعین نے تمام مخلوق میں بدترین طبقہ قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں بعض روایات درج ذیل ہیں:

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيحِهِ فِي تَرْجُمَةِ الْبَابِ: قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ﴾^(۱) وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللَّهِ، وَقَالَ: إِنَّهُمْ أَنْطَلَقُوا إِلَى آيَاتِ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ.

وقال العسقلاني في الفتح: وصله الطبري في مسند علي من تهذيب الآثار من طريق بكير بن عبد الله بن الأشج: أَنَّهُ سَأَلَ نَافِعًا كَيْفَ كَانَ رَأَى ابْنُ عُمَرَ فِي الْحُرُورِيَّةِ؟ قَالَ: كَانَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللَّهِ، أَنْطَلَقُوا إِلَى آيَاتِ الْكُفَّارِ فَجَعَلُوا فِي الْمُؤْمِنِينَ.

قلت: وسنده صحيح، وقد ثبت في الحديث الصحيح المرفوع عند مسلم من حديث أبي ذر رضي الله عنه في وصف الخوارج: هُمْ شِرَارُ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ. وعند أحمد بسند جيد عن أنس مرفوعاً مثله.

وعند البزار من طريق الشعبي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْخَوَارِجَ فَقَالَ: هُمْ شِرَارُ أُمَّتِي يَقْتُلُهُمْ خِيَارُ أُمَّتِي. وسنده حسن.

(۱) التوبة، ۹: ۱۱۵

وعند الطبراني من هذا الوجه مرفوعا: هُمْ شِرَارُ الْخَلْقِ
وَالْخَلِيقَةِ يَقْتُلُهُمْ خَيْرُ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ. وفي حديث أبي سعيد رضي الله عنه
عند أحمد: هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ.

وفي رواية عبيد الله بن أبي رافع عن علي رضي الله عنه عند مسلم: مِنْ
أَبْغَضِ خَلْقِ اللَّهِ إِلَيْهِ.

وفي حديث عبد الله بن خباب رضي الله عنه يعني عن أبيه عند
الطبراني: شَرُّ قَتْلَى أَظْلَتُهُمُ السَّمَاءُ وَأَقْلَتُهُمُ الْأَرْضُ. وفي
حديث أبي أمامة رضي الله عنه نحوه.

وعند أحمد وابن أبي شيبة من حديث أبي برزة مرفوعاً في
ذكر الخوارج: شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ يَقُولُهَا ثَلَاثًا.

وعند ابن أبي شيبة من طريق عمير بن إسحاق عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
رضي الله عنه: هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ. وهذا مما يؤيد قول من قال بكفرهم. ^(۱)

(۱) ۱- بخاری، الصحيح، کتاب، استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم،

باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة علیهم، ۶: ۲۵۳۹

۲- مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب الخوارج شر الخلق
والخلیقة، ۲: ۵۰، الرقم: ۱۰۶۷

۳- أبوداود، السنن، کتاب السنة، باب فی قتال الخوارج، ۴: ۲۲۳،
رقم: ۴۷۶۵

۴- نسائی، السنن، کتاب تحریم الدم، باب من شهر سیفه ثم وضعه
فی الناس، ۷: ۱۱۹، ۱۲۰، رقم: ۴۱۰۳

۵- أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۵، ۲۲۲، رقم: ۱۱۱۳۳

”امام بخاری نے اپنی صحیح میں باب کے عنوان کے طور پر یہ حدیث روایت کی ہے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اور اللہ کی شان نہیں کہ وہ کسی قوم کو گمراہ کر دے۔ اس کے بعد کہ اس نے انہیں ہدایت سے نواز دیا ہو، یہاں تک کہ وہ ان کے لئے وہ چیزیں واضح فرمادے جن سے انہیں پرہیز کرنا چاہئے۔﴾ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان (خوارج) کو اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق سمجھتے تھے (کیونکہ) انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ان آیات کا - جو کفار کے حق میں نازل ہوئی تھیں - اطلاق مومنین پر کرنا شروع کر دیا تاکہ اہل ایمان کو کافرو مشرک قرار دے سکیں۔

”امام عسقلانی فتح البادی میں بیان کرتے ہیں کہ امام طبری نے اس حدیث کو تہذیب الآثار میں بکیر بن عبد اللہ بن اشج کے طریق سے مسند علی ؑ میں شامل کیا ہے کہ ”انہوں نے نافع سے پوچھا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حروریہ (خوارج) کے بارے میں کیا رائے تھی؟ انہوں نے فرمایا: وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق خیال کیا کرتے تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ان آیات کو لیا جو کفار کے حق میں نازل ہوئی تھیں اور ان کا اطلاق مومنین پر کیا۔

”مزید برآں امام عسقلانی فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں: اس حدیث کی سند صحیح ہے اور یہ سند حدیث صحیح مرفوع میں امام مسلم کے ہاں ابو ذر غفاری ؓ کی

..... ۶۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۵۵۷، ۵۵۹، رقم: ۳۷۹۰۵

۷۔ بزار، المسند، ۹: ۲۹۴، ۳۰۵، رقم: ۳۸۴۶

۸۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۶: ۱۸۶، رقم: ۶۱۴۲

۹۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۷: ۳۳۵، الرقم: ۷۶۶۰

۱۰۔ طبرانی، المعجم الصغير، ۱: ۴۲، رقم: ۳۳

۱۱۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۸۶، رقم: ۶۵۳۲

خوارج کے وصف والی حدیث سے بھی ثابت ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ ”وہ تمام مخلوق میں سے بدترین لوگ ہیں۔“ اور امام احمد بن حنبل کے ہاں بھی اسی کی مثل حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع حدیث ثابت ہے۔

”امام بزار، شعبی سے اور وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج کا ذکر کیا اور فرمایا: ”وہ میری امت کے بدترین لوگ ہیں اور انہیں میری امت کے بہترین لوگ قتل کریں گے۔“ اور اس حدیث کی سند حسن ہے۔

”امام طبرانی کے ہاں اسی طریق سے مرفوع حدیث میں مروی ہے کہ ”خوارج تمام مخلوق میں سے بدترین ہیں اور ان کو (اُس دور کے) بہترین لوگ قتل کریں گے۔“

”امام احمد بن حنبل کے ہاں حضرت ابوسعید والی حدیث میں ہے کہ خوارج مخلوق میں سب سے بدترین لوگ ہیں۔

”امام مسلم نے عبید اللہ بن ابی رافع کی روایت میں بیان کیا ہے جو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ یہ (خوارج) اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے اس کے نزدیک سب سے بدترین لوگ ہیں۔

”امام طبرانی کے ہاں عبد اللہ بن خباب والی حدیث میں ہے جو کہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ”یہ (خوارج) بدترین مقتول ہیں جن پر آسمان نے سایہ کیا اور زمین نے ان کو اٹھایا۔“ اور ابو امامہ والی حدیث میں بھی یہی الفاظ ہیں۔

”امام احمد بن حنبل اور ابن ابی شیبہ، ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو مرفوعاً خوارج کے ذکر میں بیان کرتے ہیں کہ ”خوارج، مخلوق میں سے بدترین لوگ ہیں۔“ ایسا تین بار فرمایا۔

”اور ابن ابی شیبہ، عمر بن اسحاق کے طریق سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ”خوارج بدترین مخلوق ہیں۔“ اور یہ وہ چیز ہے جو اس شخص کے قول کی تائید کرتی ہے جو ان کو کافر قرار دیتا ہے۔“
حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ مَا اتَّخَوْفُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ قَرَأَ الْقُرْآنَ حَتَّى إِذَا رُئِيَ بِهِجْتُهُ عَلَيْهِ وَكَانَ رِدْنًا لِلْإِسْلَامِ غَيْرُهُ إِلَى مَا شَاءَ اللَّهُ فَانْسَلَخَ مِنْهُ وَنَبَذَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ وَسَعَى عَلَى جَارِهِ بِالسَّيْفِ وَرَمَاهُ بِالشَّرْكِ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، أَيُّهُمَا أَوْلَى بِالشَّرْكِ الْمَرْمِيُّ أَمْ الرَّامِي قَالَ: بَلِ الرَّامِي. (۱)

”بے شک مجھے جس چیز کا تم پر خدشہ ہے وہ یہ کہ ایک ایسا آدمی ہوگا (یعنی کچھ لوگ ایسے ہوں گے) جس نے قرآن پڑھا یہاں تک کہ اُس پر قرآن کا جمال آگیا۔ سو جب تک اللہ نے چاہا وہ اسلام کی خاطر دوسروں کی پشت پناہی بھی کرتا رہا۔ بالآخر وہ قرآن سے دور ہو گیا اور اس کو اپنی پشت پیچھے پھینک دیا، اپنے پڑوسی پر تلوار لے کر چڑھ دوڑا، اس پر شرک کا الزام لگایا (اور اس بنا پر اس کے قتل کے درپے ہو گیا)۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! ان دونوں میں سے کون زیادہ شرک کے قریب ہوگا، شرک کا الزام لگانے والا یا جس پر شرک کا الزام لگایا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: شرک کا الزام لگانے والا (خود شرک کے قریب ہوگا)۔“

(۱) ۱۔ ابن حبان، الصحيح، ۱: ۲۸۲، رقم: ۸۱

۲۔ بزار، المسند، ۴: ۲۲۰، رقم: ۲۷۹۳

۳۔ بخاری، التاريخ الكبير، ۴: ۳۰۱، رقم: ۲۹۰۷

۴۔ طبرانی، المعجم الكبير، ۲۰: ۸۸، رقم: ۱۶۹ (عن معاذ بن جبل ؓ)

نہایت اہم نکتہ

۱۔ صفوان بن محرز نے حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ ایک گروہ کے پاس سے گزرے جو (بڑی خوش الحانی سے) قرآن حکیم پڑھ رہا تھا، حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں فرمایا:

لَا يَعُرْنِكَ هَؤُلَاءِ إِنَّهُمْ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ الْيَوْمَ وَيَتَجَالَدُونَ
بِالسُّيُوفِ عَدَاً. ^(۱)

”تمہیں ان کا (اتنے خوب صورت انداز میں) قرآن پڑھنا دھوکے میں نہ ڈالے۔ یہ لوگ آج قرآن پڑھ رہے ہیں اور کل یہی لوگ اسلحہ لے کر (مسلمانوں کے خلاف) برسرِ پیکار ہوں گے۔“

۲۔ حضرت حرب بن اسماعیل الکرمانی سے مروی ہے کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

الْخَوَارِجُ قَوْمٌ سَوْءٌ، لَا أَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ قَوْمًا شَرًّا مِنْهُمْ، وَقَالَ:
صَحَّ الْحَدِيثُ فِيهِمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمِنْ عَشْرَةِ وُجُوهِ. ^(۲)

”خوارج بہت ہی برا گروہ ہے، روئے زمین پر اس سے بری قوم میرے علم میں نہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ان کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ کی

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۱۶۷، رقم: ۱۶۸۵

۲۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۳: ۱۶۶، رقم: ۳۵۱۳

۳۔ دیلمی، مسند الفردوس، ۴: ۱۳۴، رقم: ۶۲۱۹

۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۶: ۲۳۱

(۲) أبو بکر الخلال نے اسے ”السنة (باب الإنکار علی من خرج علی السلطان، ص: ۱۴۵، رقم: ۱۱۰)“ میں اسناد صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث صحیح ہے اور دس طرق سے اس کی سند صحیح طور پر ثابت ہے۔“

۳۔ حضرت یوسف بن موسیٰ سے مروی ہے کہ امام احمد بن حنبل سے عرض کیا گیا کہ کیا خوارج کافر ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یہ دین سے خارج ہو جانے والے لوگ ہیں۔ آپ سے پھر عرض کیا گیا کہ کیا یہ کافر ہیں؟ تو انہوں نے پھر وہی جواب دیا کہ وہ دین سے نکل جانے والے لوگ ہیں۔^(۱)

۱۰۔ فرمانِ نبوت: فتنۂ خوارج کی مکمل سرکوبی کی جائے

گزشتہ صفحات میں جس طرح ہم نے قرآنی آیات اور احادیث نبوی سے ماخوذ خوارج کے عقائد و نظریات، علامات اور بدعات کا تذکرہ کیا ہے، اسی طرح ذیل میں اُن احادیث نبوی کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جن میں حضور نبی اکرم ﷺ نے اس فتنے کی سرکوبی کا واضح حکم فرمایا ہے۔

(۱) ”خوارج کا کلیتاً خاتمہ واجب ہے“

احادیثِ مبارکہ میں وارد الفاظ - فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ اور فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ - کے حکم کے تحت اُن کا خاتمہ واجب ہے۔ علاوہ ازیں دیگر بے شمار احادیث ایسی بھی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں انہیں پالوں تو انہیں ضرور قتل کر دوں گا۔ اس باب میں چند احادیثِ مبارکہ درج ذیل ہیں:

۱۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَحْدَاثِ الْأُسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ

(۱) أبو بکر الخلال نے اسے ”السنة (باب الإنكار على من خرج على السلطان، ص: ۱۴۵، رقم: ۱۱۱)“ میں اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيمَانَهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ
مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَإِنَّمَا لَقِيتُمُوهُمْ
فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۱)

”عنقریب آخری زمانے میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے، وہ نوحمر اور ناچختہ سمجھ
لڑکے ہوں گے، وہ اسلامی تعلیمات پیش کریں گے لیکن ایمان ان کے حلق
سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے یوں خارج ہوں گے جیسے تیر شکار سے
خارج ہو جاتا ہے۔ پس تم (دوران جنگ) جہاں بھی انہیں پاؤ قتل کر دو کیونکہ
ان کو قتل کرنے والوں کو قیامت کے دن بڑا اجر ملے گا۔“

امام ترمذی ”السنن (کتاب الفتن، باب فی صفة المارقة، ۴: ۴۸۱، رقم:
۲۱۸۸)“ میں اس حدیث کو حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ سے روایت کرنے کے بعد
فرماتے ہیں: یہ روایت حضرت علی، حضرت ابوسعید اور حضرت ابوذر ؓ سے بھی مروی ہے
اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب استتابة المرتدين والمعاندین وقتالہم،
باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة علیہم، ۶: ۲۵۳۹،
رقم: ۶۵۳۱

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب التحریض علی قتل
الخوارج، ۲: ۴۶۶، رقم: ۱۰۶۶

۳۔ نسائی، السنن، کتاب تحریم الدم، باب من شہر سیفہ ثم وضعه
فی الناس، ۷: ۱۱۹، رقم: ۴۱۰۲

۴۔ ابن ماجہ، السنن، المقدمة، باب فی ذکر الخوارج، ۱: ۵۹، رقم:
۱۶۸

۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۸۱، ۱۱۳، ۱۳۱، رقم: ۶۱۶،
۹۱۲، ۱۰۸۶

امام ترمذی کے قائم کردہ ترجمۃ الباب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خوارج جیسے عقائد و نظریات رکھنے والے لوگوں اور گروہوں کا شمار بھی خوارج میں ہوگا اور ان پر خوارج کا ہی حکم صادر ہوگا۔

۲۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمٌ قَالَ: لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثُمُودَ. (۱)

”اس کی نسل سے ایسے لوگ یعنی خوارج پیدا ہوں گے۔..... آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو ضرور بالضرور انہیں قومِ ثمود کی طرح قتل کر دوں گا۔“

۳۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمًا يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُحَاوِرُ حَنَاجِرَهُمْ

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب المغازی، باب بعث علی بن ابی طالب و خالد بن الولید إلى الیمن قبل حجة الوداع، ۴: ۵۸۱، رقم: ۴۰۹۴

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وصفاتهم، ۴: ۷۴۳، رقم: ۱۰۶۴

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۴، رقم: ۱۱۰۲۱

۴۔ ابن خزيمة، الصحيح، ۴: ۷۱، رقم: ۲۳۷۳

۵۔ ابن حبان، الصحيح، ۱: ۲۰۵، رقم: ۲۵

۶۔ أبویعلی، المسند، ۲: ۳۹۰، رقم: ۱۱۶۳

يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرَوَّقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ
الْإِسْلَامِ وَيَدْعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ، لَيْسَ أَذْرَكُهُمْ لِأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ. (۱)

”اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے کہ وہ قرآن پر پھیس گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے، وہ بت پرستوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کو قتل کریں گے اگر میں انہیں پاؤں تو قوم عاد کی طرح ضرور بالضرور قتل کر دوں گا۔“

حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قوله ﷺ: ”يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ“ إلخ. وهو مما أخبر به ﷺ من
المغيبات، فوقع كما قال. (۲)

(۱) ۱- بخاری، الصحيح، کتاب التوحید، باب قول الله تعالى: تعرج
الملائكة والروح إليه، ۶: ۲۷۰، رقم: ۶۹۹۵

۲- بخاری، الصحيح، کتاب الأنبياء، باب قول الله: وأما عاد فأهلكوا
بريح صرصر شديدة عاتية، ۳: ۱۲۱۹، رقم: ۳۱۶۶

۳- مسلم، الصحيح، کتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم،
۲: ۷۴۱، رقم: ۱۰۶۴

۴- أبوداود، السنن، کتاب السنة، باب في قتال الخوارج، ۴: ۲۴۳،
رقم: ۴۷۶۴

۵- نسائي، السنن، کتاب تحريم الدم، باب من شهر سيفه ثم وضعه
في الناس، ۷: ۱۱۸، رقم: ۴۱۰۱

۶- نسائي، السنن، کتاب الزكاة، باب المؤلف قلوبهم، ۵: ۸۷، رقم:
۲۵۷۸

(۲) عسقلانی، فتح الباری، ۸: ۶۹

”آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے۔“ (خوارج کے متعلق) یہ پیشین گوئی رسول اللہ ﷺ کے اخبارِ غیب میں سے ہے، پس اسی طرح ہوا جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔“

علامہ شبیر احمد عثمانی نے فتح الملہم میں یہی شرح لکھنے کے بعد یہ جملہ بھی درج کیے ہیں:

وقال الأبي: ومن عجيب أمرهم ما يأتي أنهم حين خرجوا من الكوفة منابذين لعلی ﷺ: لقوا في طريقهم مسلماً و كافراً، فقتلوا المسلم. (۱)

”أبی (بن کعب) نے کہا ہے: خوارج کا عجیب معاملہ سامنے آتا ہے جس وقت وہ کوفہ سے حضرت علی ﷺ کی مخالفت میں نکلے تو راستے میں ان کی ملاقات ایک مسلمان اور ایک کافر سے ہوئی۔ انہوں نے کافر کو چھوڑ دیا مگر مسلمان کو مار ڈالا۔“

۴۔ امام احمد بن حنبل، ابوداؤد اور ابن ماجہ حضرت ابوسعید خدری ﷺ اور حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي اخْتِلَافٌ وَفُرْقَةٌ قَوْمٌ يُحْسِنُونَ الْقِيلَ وَيُسِيئُونَ الْفِعْلَ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ، طُوبَى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتْلُوهُ، يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَلِيَسُوا مِنْهُ فِي شَيْءٍ، مَنْ قَاتَلَهُمْ كَانَ أَوْلَى بِاللَّهِ مِنْهُمْ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا سِمَاهُمْ؟ قَالَ: التَّحْلِيْقُ. (۲)

(۱) شبیر احمد عثمانی، فتح الملہم، ۵: ۱۵۱

(۲) ۱۔ ابوداؤد، السنن، کتاب السنۃ، باب فی قتال الخوارج، ۴: ۲۴۳،

رقم: ۴۷۶۵

”عنقریب میری امت میں اختلاف اور تفرقہ رونما ہوگا عین اس وقت ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو اپنے قول اور نعرے میں اچھے ہوں گے مگر اپنے طرز عمل اور روش میں نہایت برے ہوں گے۔ وہ ساری مخلوق میں بدترین لوگ ہوں گے، خوش خبری ہو اُسے جو انہیں قتل کرے گا اور اُسے بھی جسے وہ خوارج شہید کریں گے۔ وہ اللہ ﷻ کی کتاب کی طرف بلائیں گے لیکن اس کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہوگا؛ ان کا قاتل ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: سر منڈانا۔“

۵۔ امام احمد بن حنبل نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث بیان کی ہے جس کے رجال بھی ثقہ ہیں۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي مَرَرْتُ بِوَادٍ كَذَا وَكَذَا فَإِذَا رَجُلٌ مُتَخَشِّعٌ، حَسَنُ الْهَيْئَةِ، يُصَلِّي فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: اذْهَبْ إِلَيْهِ، فَاقْتُلْهُ، قَالَ: فَذَهَبَ إِلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ، فَلَمَّا رَأَاهُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ كَرِهَ أَنْ يَقْتُلْهُ، فَرَجَعَ إِلَى رَسُولِ

..... ۲۔ ابن ماجہ، السنن، المقدمة، باب في ذكر الخوارج، ۱: ۶۰، رقم:

۱۶۹

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۲۴، رقم: ۱۳۳۶۲

۴۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۱۶۱، رقم: ۲۶۴۹

۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۸: ۱۷۱

۶۔ مقدسی نے ”الأحاديث المختارة (۵: ۱۵)، رقم: ۲۳۹۱، ۲۳۹۲“

میں اس کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے۔

۷۔ أبویعلیٰ، المسند، ۵: ۴۲۶، رقم: ۳۱۱۷

اللہ ﷺ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعُمَرَ: اِذْهَبْ فَاقْتُلْهُ فَذَهَبَ عُمَرُ
فَرَأَاهُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ النَّبِيُّ رَأَاهُ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: فَكَّرَهُ أَنْ يَقْتُلَهُ،
قَالَ: فَرَجَعَ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي رَأَيْتُهُ يُصَلِّي مُتَخَشِعًا فَكَّرَهُتُ
أَنْ أَقْتُلَهُ، قَالَ: يَا عَلِيُّ! اِذْهَبْ فَاقْتُلْهُ، قَالَ: فَذَهَبَ عَلِيُّ، فَلَمْ يَرَهُ
فَرَجَعَ عَلِيُّ، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهُ لَمْ يَرَهُ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:
إِنَّ هَذَا وَأَصْحَابَهُ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ
الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ حَتَّى يَعُودَ
السَّهْمُ فِي فُوقِهِ فَاقْتُلُوهُمْ هُمْ شُرَّالْبَرِيَّةِ. (۱)

”حضرت ابوبکر ؓ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر
عرض کیا: یا رسول اللہ! میں فلاں فلاں وادی سے گزرا تو میں نے ایک نہایت
متواضع ظاہراً خوبصورت دکھائی دینے والے شخص کو نماز پڑھتے دیکھا۔ حضور نبی
اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: اس کے پاس جا کر اسے قتل کر دو۔ راوی نے کہا
کہ حضرت ابوبکر ؓ اس کی طرف گئے تو انہوں نے جب اسے نہایت خشوع
سے نماز پڑھتے دیکھا تو اسے قتل کرنا مناسب نہ سمجھا اور حضور نبی اکرم ﷺ کی
خدمت میں (اسے بغیر قتل کئے) واپس لوٹ آئے۔ راوی نے کہا: پھر حضور نبی
اکرم ﷺ نے حضرت عمر ؓ سے فرمایا: جاؤ اسے قتل کر دو، حضرت عمر ؓ گئے
اور انہوں نے بھی اسے اسی حالت میں دیکھا جیسے کہ حضرت ابوبکر نے دیکھا
تھا۔ انہوں نے بھی اس کے قتل کو ناپسند کیا۔ راوی نے بیان کیا کہ وہ بھی لوٹ
آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے اسے نہایت خشوع و خضوع سے نماز

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۵، رقم: ۱۱۱۳۳

۲۔ ہیشمی، مجمع الزوائد، ۶: ۲۲۵

۳۔ عسقلانی، فتح الباری، ۲: ۲۲۹

پڑھتے دیکھا تو (اس حالت میں) اسے قتل کرنا پسند نہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی! جاؤ اسے قتل کر دو۔ راوی نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے، تو انہیں وہ نظر نہ آیا۔ (اتنے میں وہ شخص فارغ ہو کر جا چکا تھا) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس لوٹ آئے، عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کہیں دکھائی نہیں دیا۔ بیان کیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یقیناً یہ اور اس کے ساتھی قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر وہ اس میں پلٹ کر نہیں آئیں گے یہاں تک کہ تیر پلٹ کر کمان میں نہ آجائے (یعنی ان کا پلٹ کر دین کی طرف لوٹنا ناممکن ہے) سو تم انہیں (جب بھی پاؤ تو ریاستی سطح پر ان کے خلاف کارروائی کر کے انہیں) قتل کر دو۔ وہ بدترین مخلوق ہیں۔‘

۶۔ امام ابن عبد البر روایت کرتے ہیں کہ عدی نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا کہ خوارج ہمارے سامنے آپ کو گالیاں دیتے ہیں۔ حضرت عمر نے انہیں جواب دیا:

إِنْ سَبُونِي فَسَبُوهُمْ أَوْ اعْفُوا عَنْهُمْ، وَإِنْ شَهَرُوا السِّلَاحَ فَأَشْهَرُوا عَلَيْهِمْ، وَإِنْ ضَرَبُوا فَاضْرِبُوا.^(۱)

”اگر وہ مجھے گالیاں دیں تو تم بھی انہیں اسی طرح جواب دو یا ان سے درگزر کرو، اگر وہ مسلح جد و جہد کریں تو تم بھی ان کے خلاف مسلح جد و جہد کرو اور اگر وہ قتل و غارت گری کریں تو تم بھی (ان کے خلاف قانونی کارروائی کر کے) انہیں قتل کر دو۔“

(۲) ائمہ حدیث کی اہم تصریحات

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے بالکل صراحت کے ساتھ یہ حقیقت عیاں ہو جاتی

(۱) ابن عبد البر، التمهید، ۲۳: ۳۳۸، ۳۳۹

ہے کہ خوارج سے جہاں بھی مقابلہ ہوا نہیں کیٹا قتل کر دیا جائے۔ اس کی وضاحت ائمہ و محدثین کے اقوال سے بھی ہوتی ہے جس میں انہوں نے یہی اُصول و ضوابط تصریحاً بیان کئے ہیں۔

۱۔ قاضی عیاض صحیح مسلم کی شرح ”إكمال المعلم بفوائد مسلم (۳): ۶۱۳، ۶۱۴“ میں لکھتے ہیں:

أجمع العلماء على أن الخوارج وأشباههم من أهل البدع والبيغي متى خرجوا وخالفوا رأي الجماعة، وشقوا عصا المسلمين، ونصبوا راية الخلاف، أن قتالهم واجب بعد إنذارهم والإعذار إليهم، قال الله تعالى: ﴿فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْعِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ﴾. (۱)

وہذا إذا كان بغيهم لأجل بدعة يكفرون بها، وإن كان بغيهم لغير ذلك لعصية، أو طلب رئاسة دون بدعة، فلا يحكم في هؤلاء حكم الكفار بوجه، وحكمهم أهل البغي مجرداً على القول المتقدم.

”علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جب خوارج اور دیگر بدعتی و باغی گروہ (حکومتِ وقت کے خلاف) خروج کریں، جماعت کی مخالفت کریں، مسلمانوں کی جمعیت کو پارہ پارہ کریں اور اختلاف کا علم بلند کریں تو انہیں ڈرانے اور نصیحت کے طریقے استعمال کرنے کے بعد (مسلمانوں پر) ان کے ساتھ جنگ واجب ہو جاتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اس (گروہ) سے لڑو جو بغاوت کا مرتکب ہو رہا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے﴾۔

”اگر ان کی یہ دہشت گردی بدعت یعنی انتہاء پسندانہ خود ساختہ عقائد و نظریات کے سبب ہوئی تو اس کے سبب انہیں کافر قرار دیا جائے گا اور اگر ان کی بغاوت بدعت کے علاوہ محض عصیت یا طلب حکومت کی وجہ سے ہوئی تو پھر ان پر حکم کفار صادر نہیں ہوگا۔ صرف پہلی صورت میں ان پر باغی اور دہشت گرد ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔“

صاف ظاہر ہے کہ دورِ حاضر کے دہشت گردوں کے انتہاء پسندانہ نظریات اور اپنے سوا سب کو کافر و ملحد اور واجبِ قتل سمجھنے اور ان کی جانیں تلف کرنے کی روش صریحاً بدعتِ مکفرہ ہے اس لئے ان کا حکم باغیوں کا ہے۔

۲۔ امام نووی ”شرح صحیح مسلم (۷: ۱۷۰)“ میں لکھتے ہیں:

قوله ﷺ: ”فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا.“ هذا تصريح بوجوب قتال الخوارج والبيعة وهو إجماع العلماء، قال القاضي: أجمع العلماء على أن الخوارج وأشباههم من أهل البدع والبعي متى خرجوا على الإمام، وخالفوا رأي الجماعة وشقوا العصا، وجب قتالهم بعد إنذارهم والاعتذار إليهم.

وهذا كله ما لم يكفروا ببدعتهم، فإن كانت بدعة مما يكفرون به جرت عليهم أحكام المرتدين، وأما البيعة الذين لا يكفرون فيرثون ويورثون ودمهم في حال القتال هدر، وكذا أموالهم التي تلتف في القتال، والأصح أنهم لا يضمنون أيضا ما أتلفوه على أهل العدل في حال القتال من نفس ومال.

”آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”پس جب تم انہیں پاؤ تو (ریاستی سطح پر ان کے خلاف کارروائی کر کے انہیں) قتل کر دو کیونکہ انہیں قتل کرنے پر اجر ہے۔“

خوارج اور باغیوں کے قتال کے وجوب میں یہ فرمانِ رسول ﷺ تصریح ہے، اسی پر علماء کا اجماع ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے: علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جب خوارج اور دیگر بدعتی و باغی گروہ حکومتِ وقت کے خلاف خروج کریں، جماعتِ مسلمین کی مخالفت کریں اور جمعیتِ مسلمہ کو پارہ پارہ کریں تو انہیں ڈرانے اور نصیحت کے طریقے استعمال کرنے کے بعد (مسلم حکومت پر) ان کے ساتھ جنگ واجب ہو جاتی ہے۔

”یہ سب کچھ اس وقت تک ہوگا جب تک کہ وہ اپنی بدعت کی بناء پر کفر کا ارتکاب نہیں کریں گے، پس اگر ان کی بدعت کفر میں بدل گئی تو ان پر مردین کے احکام لاگو ہوں گے۔ البتہ وہ دہشت گرد جو کافر نہیں ہوتے ان کی وراثت تقسیم ہوگی اور وہ بھی مال وراثت پائیں گے اور حالتِ جنگ میں ان کے جان و مال کو کوئی تحفظ حاصل نہیں ہوگا اور مسلم حکومت کے ہاتھوں جو ان کے مال و جان کا نقصان ہوگا وہ اس کا تاوان بھی طلب نہیں کر سکتے۔“

۳۔ علامہ شبیر احمد عثمانی صحیح مسلم کی شرح ”فتح الملہم (۵: ۱۶۶، ۱۶۷)“ میں رقم طراز ہیں:

قوله ﷺ: ”فَإِنْ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا“ إلخ: أي أجراً عظيماً. قال النووي: هذا تصريح بوجوب قتال الخوارج والبغاة، وهو إجماع العلماء. قال القاضي: أجمع العلماء على أن الخوارج وأشباههم من أهل البدع والبعي متي خرجوا على الإمام، وخالفوا رأي الجماعة، وشقوا العصا: وجب قتالهم بعد إنذارهم والاعتذار إليهم.

”آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”یقیناً (ان کے ساتھ جنگ کر کے) انہیں قتل

کرنے میں اجر ہے“ یعنی بڑا اجر ہے۔ امام نوویؒ نے کہا ہے: ”خوارج اور باغیوں کے قتال کے وجوب میں یہ فرمانِ رسول ﷺ تصریح ہے اور اسی پر علماء کا اجماع ہے۔“ قاضی عیاضؒ نے کہا ہے: علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جب خوارج اور دیگر بدعتی و باغی گروہ حکومتِ وقت کے خلاف خروج کریں، جماعتِ مسلمین کی مخالفت کریں اور جمعیت کو پارہ پارہ کریں تو انہیں ڈرانے اور نصیحت کے طریقے استعمال کرنے کے بعد (مسلمانوں پر) ان کے ساتھ جنگ کرنا واجب ہے۔“

مذکورہ بالا احادیث و شروحات کی روشنی میں ثابت ہو جاتا ہے کہ خوارج کے خلاف ریاستی سطح پر کارروائی کر کے ان کا کُلّی خاتمہ واجب ہے۔ جب بھی ان کا کوئی گروہ ظہور پذیر ہو اُسے مکمل طور پر نابود کرنا اور اُس کی جڑیں کاٹ دینا امن و سلامتی کا ضامن ہے۔ اُمتِ مسلمہ کی پوری تاریخ میں اہل حق کا یہی وظیرہ رہا ہے کہ جب بھی اس گروہ نے سراٹھایا اسے terminate کر دیا گیا۔

(۳) دہشت گردوں کے خاتمے کے لیے قومِ عاد اور قومِ ثمود سے تمثیل دینے کی حکمت

آپ نے دیکھ لیا کہ احادیثِ مبارکہ میں جا بجا خوارج کا قلع قمع کرنے کے لیے قومِ عاد اور قومِ ثمود کی مثال دی گئی ہے۔ اور حکم دیا گیا ہے کہ ان کا ایسے خاتمہ کیا جائے جس طرح قومِ عاد اور قومِ ثمود کا خاتمہ کیا گیا تھا یعنی ان کا وجود تک مٹا دیا جائے اور ان کی جڑیں بھی ختم کر دی جائیں۔ اس طرح کہ ان کے دوبارہ ابھرنے اور منظم ہونے کے امکانات ممکنہ حد تک معدوم ہو جائیں لیکن اس کے لیے پہلے ان تک حق بات پہنچا کر اتمامِ حجت ضروری ہے تاکہ وہ بغیر قتال کے ہی تائب ہو کر راہِ راست پر آجائیں۔

اب قرآن حکیم میں دیکھتے ہیں کہ ان گمراہ قوموں کو کس طرح صفحہٴ ہستی سے مٹا

دیا گیا تھا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَأَمَّا عَادُ فَاهْلَكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۖ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَمْعَ لَيَالٍ
وَتَمْنِيَةٍ أَيَّامٍ ۖ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى كَأَنَّهُمْ أُعْجَازُ نَخْلٍ
خَاوِيَةٍ ۖ فَهَلْ تَرَى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ ۖ (۱)

”اور رہے قومِ عاد کے لوگ! تو وہ (بھی) ایسی تیز آندھی سے ہلاک کر دیے گئے جو انتہائی سرد نہایت گرج دار تھی ۝ اللہ نے اس (آندھی) کو ان پر مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن مسلط رکھا، سو تو ان لوگوں کو اس (عرصہ) میں (اس طرح) مرے پڑے دیکھتا (تو یوں لگتا) گویا وہ کھجور کے گرے ہوئے درختوں کی کھوکھلی جڑیں ہیں ۝ سو تو کیا ان میں سے کسی کو باقی دیکھتا ہے ۝“

ایک دوسرے مقام پر قومِ عاد کی گلی ہلاکت کے بارے میں فرمایا ہے:

فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ قَالُوا هَذَا عَارِضٌ مُمِطِرُنَا ۖ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ ۖ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۖ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا ۖ فَأَصْبَحُوا لَا يُرَى إِلَّا مَسْكَنُهُمْ ۖ كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ۖ (۲)

”پھر جب انہوں نے اس (عذاب) کو بادل کی طرح اپنی وادیوں کے سامنے آتا ہوا دیکھا تو کہنے لگے: یہ (تو) بادل ہے جو ہم پر برسنے والا ہے (ایسا نہیں) وہ (بادل) تو وہ (عذاب) ہے جس کی تم نے جلدی مچا رکھی تھی۔ (یہ) آندھی ہے جس میں دردناک عذاب (آ رہا) ہے ۝ (جو) اپنے پروردگار کے حکم سے ہر شے کو تباہ و برباد کر دے گی پس وہ ایسے (تباہ) ہو گئے کہ ان کے

(۱) الحاقة، ۶۹: ۶-۸

(۲) الأحقاف، ۴۶: ۲۴، ۲۵

(مسمار) گھروں کے سوا کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا۔ ہم مجرم لوگوں کو اس طرح سزا دیا کرتے ہیں ۰“

حافظ ابن حجر عسقلانی، حضور نبی اکرم ﷺ کے متفق علیہ فرمان - لَا قُتِلْنَهُمْ قَتْلَ عَادٍ - کی شرح میں خوارج کی ہلاکت کو قوم عاد کی ہلاکت و بربادی کے ساتھ ملاتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

أَيُّ قِتْلًا لَا يَبْقَى مِنْهُمْ أَحَدًا، إِشَارَةً إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَهَلْ تَرَى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ﴾. (۱)

”یعنی ان (خوارج کے خلاف ریاستی سطح پر کارروائی کر کے ان) کا ایسا قتل عام کیا جائے کہ ان میں سے کوئی باقی نہ بچے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کی طرف اشارہ ہے: ﴿سو تو کیا ان میں سے کسی کو باقی دیکھتا ہے﴾۔“

یہی شرح حدیث حافظ ابن حجرؒ سے بہت پہلے امام ابو العباس القرطبیؒ ”المفہم شرح صحیح مسلم“ میں بیان کر چکے ہیں، آپ فرماتے ہیں:

وقوله ﷺ: ”لئن أدرکتهم لأقتلنهم قتل عاد“، وفي الأخرى: ”قتل ثمود“، ومعنى هذا: لئن أدرکهم ليقتلنهم قتلاً عاماً؛ بحيث لا يبقى منهم أحداً في وقت واحد، لا يؤخر قتل بعضهم عن بعض، ولا يقیل أحداً منهم، كما فعل الله بعاد؛ حيث أهلكهم بالريح العقيم، وبثمود حيث أهلكهم بالصيحة. (۲)

”اور حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”اگر میں انہیں پالوں تو ضرور بالضرور قوم عاد کی طرح قتل کر کے کلیتہً ختم کر دوں“ اور دوسری روایت میں

(۱) عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۳۷۷

(۲) قرطبی، المفہم، ۳: ۱۱۰

”قومِ شہود کی طرح قتل“ کرنے کے الفاظ ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ انہیں پالیتے تو (اُن کے خلاف کارروائی کر کے) ہر صورت ان کا قتل عام فرماتے کہ ایک وقت میں ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتے۔ ان میں سے کسی کے قتل کو مؤخر فرماتے نہ ان میں سے کسی کو مہلت دیتے جیسا کہ اللہ رب العزت نے قومِ عاد کے ساتھ کیا کہ انہیں شدید ہوا کے ذریعے ہلاک کر دیا اور قومِ شہود کے ساتھ یہ کیا کہ انہیں سخت آواز کے ذریعے تباہ و برباد کر دیا۔“

امام ابو العباس القرطبی سے پہلے یہی معنی اور حکمت امام نووی المنہاج (شرح صحیح مسلم) میں بیان فرما چکے ہیں۔ آپ نے لکھا ہے:

قوله ﷺ: ”لئن أدرکتهم لأقتلنهم قتل عاد.“ أي قتلاً عاماً مستأصلاً كما قال تعالى: ﴿فَهَلْ تَرَى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ؟﴾ (۱)

”آپ ﷺ کے ارشادِ گرامی ”اگر میں انہیں پالوں تو قومِ عاد کی طرح ضرور بالضرور انہیں قتل کر کے کلیتاً ختم کر دوں گا“ کا مطلب یہ ہے کہ ان کا قتل عام کر کے جڑ سے اکھاڑ دیا جائے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿سوئو کیا ان میں سے کسی کو باقی دیکھتا ہے؟﴾۔“

اسی حکمت کو امام قسطلانی إرشاد الساری میں ان الفاظ سے بیان کرتے ہیں:

”لئن أدرکتهم لأقتلنهم قتل عاد“ لأستأصلنهم بحيث لا أبقي منهم أحداً كاستئصال عادٍ، والمراد لازمہ وهو الهلاك.

”(آپ ﷺ کے فرمانِ اقدس) ”اگر میں انہیں پالوں تو قومِ عاد کی طرح ضرور بالضرور انہیں قتل کر کے کلیتاً ختم کر دوں گا“ (کا مطلب ہے:) میں ضرور بالضرور انہیں اس طرح جڑ سے اکھاڑ پھینکوں گا کہ ان میں سے ایک بھی باقی

(۱) نووی، شرح صحیح مسلم، ۴: ۱۶۲

نہیں رہنے دوں گا جس طرح کہ قوم عاد کا جڑ سے خاتمہ کیا گیا تھا۔ اور اس سے مراد اس فعل کا لازم ہے اور وہ قتل ہے۔“

علامہ شبیر احمد عثمانی نے بھی یہی معنی وحکمت بیان کی ہے:

أي: قتلاً عاماً مستأصلاً، بحيث لا يبقى منهم أحد، كما قال تعالى: ﴿فَهَلْ تَرَى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ﴾ (۱)۔

”آپ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے: یعنی ان کا قتل عام کیا جائے گا کہ جڑ سے اکھاڑ پھینک دیا جائے گا تاکہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہے، جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿سو تو کیا ان میں سے کسی کو باقی دیکھتا ہے﴾۔“

یہی معنی وحکمت امام بدر الدین عینی عمدة القاری میں بیان فرماتے ہیں:

قوله ﷺ: قتل عاد، وقوله ﷺ: قتل ثمود. ولا تعارض لأن الغرض منه الإستئصال بالكلية، وعاد و ثمود سواء فيه. (۲)

”آپ ﷺ کے فرمان ”قتل عاد“ اور ”قتل ثمود“ آپس میں ایک دوسرے سے معارض نہیں ہیں، کیوں کہ اس قتل سے مقصود ان کا کلی خاتمہ ہے، اور قوم عاد اور قوم ثمود اس خاتمہ میں برابر ہیں۔“

قرآن مجید میں آیا ہے کہ قوم عاد کی طرح قوم ثمود پر بھی عذابِ الہی نازل کیا گیا جس کا ذکر ہمیں یوں ملتا ہے:

وَآخِذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جِثْمِينَ ۝ كَانُوا

(۱) شبیر احمد عثمانی، فتح الملہم، ۵: ۱۵۱

(۲) بدر الدین العینی، عمدة القاری، ۲۵: ۱۲۲

لَمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۖ إِلَّا إِنْ تَمُودًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۖ إِلَّا بَعْدَ لَثْمٍ ۝ (۱)

”اور ظالم لوگوں کو ہولناک آواز نے آ پکڑا سو انہوں نے صبح اس طرح کی کہ اپنے گھروں میں (مردہ حالت میں) اوندھے پڑے رہ گئے ۝ گویا وہ کبھی ان میں بسے ہی نہ تھے، یاد رکھو! (قوم) ثمود نے اپنے رب سے کفر کیا تھا۔ خبردار! (قوم) ثمود کے لیے (رحمت سے) دوری ہے ۝“

حضور نبی اکرم ﷺ نے مسلم ریاست کے لئے خوارج کو قوم عاد و ثمود کی طرح قتل کرنے کا تاکید حکم فرمایا ہے کیوں کہ یہ بھی اپنی سرکشی و بغاوت میں اُنہی قوموں کی طرح حد سے گزرے ہوئے ہیں۔

آپ ﷺ نے یہ اس لیے فرمایا کہ اگر کچھ دہشت گردوں کو مار دیا جائے اور کچھ کو چھوڑ دیا جائے یا ان سے مذاکرات کر لیے جائیں تو یوں ان کے بچے ہوئے سرغنوں کو مہلت مل جائے گی اور وہ کچھ عرصہ بعد فتنہ پروری کے لیے دوبارہ منظم ہو جائیں گے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا فرمانِ اقدس ہے جسے امام احمد بن حنبل، امام نسائی، امام حاکم اور دیگر اجل ائمہ نے بیان کیا ہے:

لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ. (۲)

”خوارج کے یہ گروہ بغیر انتقطاع کے ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔“

(۱) ہود، ۱۱: ۶۷، ۶۸

(۲) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۴۲۱، رقم: ۱۹۷۹۸

۲۔ نسائی، السنن، کتاب تحریم الدم، باب من شہر سیفہ ثم وضعه

فی الناس، ۷: ۱۱۹، رقم: ۴۱۰۳

۳۔ حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۲: ۱۶۰، رقم: ۲۶۴۷

اس حدیث مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ نے خوارِج کی نفسیات اور حکمتِ عملی کے پیشِ نظر یہ حکم صادر فرمایا ہے کہ شروع میں اِتمامِ حجت ہو جانے کے بعد جب اُن کے خاتمہ کے لیے بہ ذریعہ آپریشن ریاستی اقدامات کئے جائیں تو ممکن ہے کہ وہ اپنی شکست اور کلی خاتمہ کا خدشہ محسوس کرتے ہوئے مذاکرات پر آمادہ ہوں۔ یہ ان کی چال اور مکر و فریب ہوگا، اپنی بچی کچھی طاقت محفوظ کرنے کا طریقہ ہوگا۔ مہلت چاہنے کے لیے ایک دھوکہ ہوگا۔ اگر انہیں کلیتہً ختم کر کے دم نہ لیا گیا اور خاتمہ کا اقدام ادھورا چھوڑ دیا گیا تو پھر وہ زیرِ زمین چلے جائیں گے۔ مہلت اور دیے گئے وقت کو تنظیم نو اور نئے منصوبہ کے لئے استعمال کریں گے۔ اس طرح ایک عرصہ خاموشی سے گزارنے کے بعد دوبارہ دہشت گردی کی کارروائیاں تازہ دم ہو کر شروع کر دیں گے۔ بنا بریں حضور نبی اکرم ﷺ نے سنتِ الہیہ کے پیشِ نظر قومِ عاد اور قومِ ثمود کی طرح ان کے مکمل خاتمے کا حکم دیا ہے تاکہ وہ دوبارہ منظم (reorganize) ہو کر اور اپنی طاقت سمیٹ کر پھر فتنہ و فساد شروع نہ کر سکیں۔ اس کی نشان دہی فرمانِ رسول ﷺ نے کر دی ہے جو کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کی تباہی کے خلاف دعا کی تو اُس کا سبب بھی یہ تھا کہ آئندہ کے لیے شر و فساد کا کلیتہً خاتمہ ہو جائے۔ قرآن حکیم میں اس کا ذکر یوں آیا ہے:

اِنَّكَ اِنْ تَذَرَهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلْدُوْا اِلَّا فَاَجْرًا كَفٰرًا ۝۱

”بے شک اگر تو انہیں (زندہ) چھوڑے گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتے رہیں گے، اور وہ بدکار (اور) سخت کافر اولاد کے سوا کسی کو جنم نہیں دیں گے“ ۱

لہذا ضروری ہے کہ ان خوارِج کو نیست و نابود کر دیا جائے تاکہ مزید شرانگیزی نہ کر سکیں۔ قرآن حکیم کے مطابق جب سرکش و باغی قوموں کو اِتمامِ حجت کے بعد اچانک

عذاب دیا گیا تو یک باری ان کی ساری کی ساری قوت تباہ کر دی گئی۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑا گیا۔ قومِ شمود کے متعلق مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ۝ (۱)
 ”بے شک ہم نے اُن پر ایک نہایت خوفناک آواز بھیجی سو وہ باڑ لگانے والے کے بچے ہوئے اور روندے گئے بھوسے کی طرح ہو گئے۔“

مذکورہ بالا ارشاداتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی ﷺ سے ثابت ہو گیا کہ مسلح خارجی گروہوں کے ساتھ مذاکرات کر کے انہیں مہلت دینا انہیں دوبارہ منظم ہونے کا موقع فراہم کرنا ہے جو کہ سراسر حکمِ الہی اور حکمِ رسول ﷺ کی خلاف ورزی ہے۔

۱۱۔ ”خوارج کو قتل کرنے پر اجر عظیم ہے“

اس اجرِ عظیم کا ذکر پہلے بیان کی گئی احادیثِ صحیحہ میں کثرت سے آچکا ہے اور بخاری و مسلم کی روایات بھی اس پر شاہدِ عادل ہیں۔ اب ہم یہاں پر مزید چند احادیثِ مبارکہ بیان کریں گے۔

۱۔ امام احمد بن حنبل حضرت ابوبکرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

سَيَخْرُجُ قَوْمٌ أَحْدَاثُ أَحْدَاءُ أَشْدَاءُ، ذَلَقَةُ أَلْسِنَتُهُمْ بِالْقُرْآنِ، يَبْقَرُؤْنَهُ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ. فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَانْيُمُوهُمْ، ثُمَّ إِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّهُ يُؤْجَرُ قَاتِلُهُمْ. (۲)

(۱) القمر، ۵۴: ۳۱

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۶، ۴۴

۲۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۱۵۹، رقم: ۲۶۴۵

”عنقریب ایسے کم سن لوگ نکلیں گے جو نہایت تیز طرار اور شدت پسند ہوں گے اور قرآن کو بڑی روانی سے پڑھنے والے ہوں گے وہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ سو جب تم ان سے ملو تو انہیں قتل کر دو، پھر جب (ان کا کوئی دوسرا گروہ نکلے اور) تم (میدان جنگ میں) انہیں ملو تو انہیں بھی قتل کر دو۔ یقیناً ان کے قاتل کو اجر (عظیم) عطا کیا جائے گا۔“

۲۔ حضرت عبد اللہ بن رباح انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

لِلشَّهِيدِ نُورٌ وَلِمَنْ قَاتَلَ الْحُرُورِيَّةَ عَشْرَةُ أَنْوَارٍ (وفي رواية لابن أبي شيبه: فَضْلُ ثَمَانِيَةِ أَنْوَارٍ عَلَى نُورِ الشَّهِدَاءِ) وَكَانَ يَقُولُ لِحَبْلِهِمْ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ ثَلَاثَةٌ مِنْهَا لِلْحُرُورِيَّةِ. (۱)

”شہید کے لئے ایک نور ہوگا اور اس شخص کے لئے دس نور ہوں گے جو حروریہ (خوارج) کے ساتھ جنگ کرے گا یعنی خوارج کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہوگا (اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے: (دیگر) شہداء کے نور کے مقابلہ میں اس کا نور آٹھ گنا زیادہ ہوگا)۔ اور آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ

..... ۳۔ ابن ابی عاصم، السنۃ، ۲: ۴۵۶، رقم: ۹۳۷

۴۔ عبد اللہ بن أحمد، السنۃ، ۲: ۶۳۷، رقم: ۱۵۱۹

۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۸: ۱۸۷

امام احمد کی بیان کردہ روایت کے رجال صحیح حدیث کے رجال ہیں، امام ابن ابی عاصم نے اس کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے اور امام حاکم نے اسے صحیح حدیث کہا ہے۔

(۱) ۱۔ عبد الرزاق، المصنف، ۱۰: ۱۵۵

۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷: ۵۵۷، رقم: ۳۷۹۱۱

جہنم کے کل سات دروازے ہیں جن میں سے تین صرف حروریہ (یعنی خوارج) کے لئے (مختص) ہیں۔“

۱۲۔ دہشت گرد خارجیوں کی علامات - مجموعی تصویر

روایات میں ان فتنہ پرور خارجیوں کی متعدد معروف علامات اور واضح نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں جن کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے:

۱۔ أَحَدَاثُ الْأَسْنَانِ. ^(۱)

”وہ کم سن لڑکے ہوں گے۔“

۲۔ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ. ^(۲)

”دماغی طور پر ناپختہ (brain washed) ہوں گے۔“

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة عليهم، ۶: ۲۵۳۹، رقم: ۶۵۳۱

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۶، رقم: ۱۰۶۶

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة عليهم، ۶: ۲۵۳۹، رقم: ۶۵۳۱

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۶، رقم: ۱۰۶۶

۳۔ کُتِّ اللَّحِيَةِ. (۱)

” (دین کے ظاہر پر عمل میں غلو سے کام لیں گے اور) گھنی ڈاڑھی رکھیں گے۔“

۴۔ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ. (۲)

”بہت اونچا تہ بند باندھنے والے ہوں گے۔“

۵۔ يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ. (۳)

”یہ خارجی لوگ (حرمین شریفین سے) مشرق کی جانب سے نکلیں گے۔“

۶۔ لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ. (۴)

”یہ ہمیشہ نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب المغازی، باب بعث علی بن أبي طالب و خالد بن الوليد إلى اليمن قبل حجة الوداع، ۴: ۱۵۸۱، رقم: ۴۰۹۴

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۴۲۲، رقم: ۱۰۶۴

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب المغازی، باب بعث علی ابن أبي طالب و خالد بن الوليد، إلى اليمن قبل حجة الوداع، ۴: ۱۵۸۱، رقم: ۴۰۹۴

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۴۲۲، رقم: ۱۰۶۴

(۳) بخاری، الصحيح، کتاب التوحید، باب قراءة الفاجر والمنافق وأصواتهم وتلاوتهم لا تجاوز حناجرهم، ۶: ۴۴۸، رقم: ۷۱۲۳

(۴) نسائی، السنن، کتاب تحریم الدم، باب من شهر سيفه ثم وضعه في الناس، ۷: ۱۱۹، رقم: ۴۱۰۳

نکلے گا۔“

یعنی یہ خوارج دجال کی آمد تک تاریخ کے ہر دور میں وقتاً فوقتاً ظہور پذیر ہوتے رہیں گے۔

۷۔ لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ^(۱)۔

”ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔“

یعنی ان کا ایمان دکھلاوا اور نعرہ ہوگا، مگر اس کے اوصاف ان کے فکر و نظریہ اور کردار میں دکھائی نہیں دیں گے۔

۸۔ يَتَعَمَّقُونَ وَيَتَشَدَّدُونَ فِي الْعِبَادَةِ^(۲)۔

”وہ عبادت اور دین میں بہت تشدد اور انتہاء پسند ہوں گے۔“

۹۔ يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ^(۳)۔

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم،

باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة عليهم، ۶: ۲۵۳۹،

رقم: ۶۵۳۱

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب التحريض على قتل

الخوارج، ۲: ۴۶۶، رقم: ۱۰۶۶

(۲) ۱۔ أبویعلی، المسند، ۱: ۹۰، رقم: ۹۰

۲۔ عبد الرزاق، المصنف، ۱۰: ۱۵۵، رقم: ۱۸۶۷۳

(۳) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم،

باب من ترك قتال الخوارج للتألف وأن لا ينفر الناس عنه، ۶: ۲۵۴۰،

رقم: ۶۵۳۴

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وصفاتهم،

۲: ۴۴۴، رقم: ۱۰۶۴

”تم میں سے ہر ایک ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو حقیر جانے گا اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو حقیر جانے گا۔“

۱۰۔ لَا تَجَاوِزْ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ^(۱)

”نماز ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی۔“

یعنی نماز کا کوئی اثر ان کے اخلاق و کردار پر نہیں ہوگا۔

۱۱۔ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ إِلَيْهِ قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ^(۲)

”وہ قرآن مجید کی ایسے تلاوت کریں گے کہ ان کی تلاوت قرآن کے سامنے تمہیں اپنی تلاوت کی کوئی حیثیت دکھائی نہ دے گی۔“

۱۲۔ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ^(۳)

”ان کی تلاوت ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی۔“

یعنی اس کا کوئی اثر ان کے دل پر نہیں ہوگا۔

۱۳۔ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُونَ أَنَّهُ لَهُمْ، وَهُوَ عَلَيْهِمْ^(۴)

(۱) مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب التحريض على قتل الخوارج،

۴: ۷۲۸، رقم: ۱۰۶۶

(۲) مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب التحريض على قتل الخوارج،

۴: ۷۲۸، رقم: ۱۰۶۶

(۳) ۱۔ بخاری الصحيح، کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم،

باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة عليهم، ۶: ۲۵۴۰،

رقم: ۶۵۳۲

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وقتالهم، ۲:

۷۴۳، رقم: ۱۰۶۴

(۴) مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب التحريض على قتل الخوارج،

۴: ۷۲۸، رقم: ۱۰۶۶

”وہ یہ سمجھ کر قرآن پڑھیں گے کہ اس کے احکام ان کے حق میں ہیں لیکن درحقیقت وہ قرآن ان کے خلاف حجت ہوگا۔“

۱۴۔ یَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَيُسْوَإُهُ فِي شَيْءٍ. (۱)

”وہ (بذریعہ طاقت) لوگوں کو کتاب اللہ کی طرف بلائیں گے لیکن قرآن کے ساتھ ان کا تعلق کوئی نہیں ہوگا۔“

۱۵۔ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ. (۲)

”وہ (بظاہر) بڑی اچھی باتیں کریں گے۔“

یعنی دینی نعرے (slogans) بلند کریں گے اور اسلامی مطالبے کریں گے۔ (۳)

۱۶۔ يَقُولُونَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ قَوْلًا. (۴)

”ان کے نعرے (slogans) اور ظاہری باتیں دوسرے لوگوں سے اچھی ہوں گی اور متاثر کرنے والی ہوں گی۔“

(۱) أبو داود، السنن، کتاب السنۃ، باب فی قتل الخوارج، ۴: ۲۴۳، رقم: ۴۷۶۵

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة علیهم، ۶: ۲۵۳۹، رقم: ۶۵۳۱

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب التحریض علی قتل الخوارج، ۲: ۷۴۶، رقم: ۱۰۶۶

(۳) جیسے خلیفہ راشد حضرت علی ؑ کے دور میں خوارج نے لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ کا پُرکشش نعرہ لگایا تھا۔

(۴) طبرانی، المعجم الأوسط، ۶: ۱۸۶، الرقم: ۶۱۴۲

۱۷۔ يُسَيِّئُونَ الْفِعْلَ. (۱)

”مگر وہ کردار کے لحاظ سے بڑے ظالم، خونخوار اور گھناؤنے لوگ ہوں گے۔“

۱۸۔ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ. (۲)

”وہ تمام مخلوق سے بدترین لوگ ہوں گے۔“

۱۹۔ يَطْعُنُونَ عَلَىٰ أَمْرَانِهِمْ وَيَشْهَدُونَ عَلَيْهِمْ بِالضَّلَالَةِ. (۳)

”وہ حکومتِ وقت یا حکمرانوں کے خلاف خوب طعنہ زنی کریں گے اور ان پر

گمراہی و ضلالت کا فتویٰ لگائیں گے۔“

۲۰۔ يَخْرُجُونَ عَلَىٰ حِينٍ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ. (۴)

”وہ اس وقت منظرِ عام پر آئیں گے جب لوگوں میں تفرقہ اور اختلاف پیدا ہو جائے گا۔“

(۱) أبو داود، السنن، کتاب السنۃ، باب فی قتال الخوارج، ۴: ۲۴۳، رقم:

۴۷۶۵

(۲) مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب الخوارج شر الخلق والخلق،

۲: ۷۵۰، الرقم: ۱۰۶۷

(۳) ۱۔ ابن ابی عاصم، السنۃ، ۲: ۴۵۵، رقم: ۹۳۴

۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۶: ۲۲۸، وقال: رجالہ رجال الصحیح۔

(۴) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی

الإسلام، ۳: ۱۳۲۱، رقم: ۳۴۱۴

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وصفاتهم،

۲: ۷۴۴، رقم: ۱۰۶۴

۲۱۔ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدْعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ. (۱)

”وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔“

۲۲۔ يَسْفِكُونَ الدَّمَ الْحَرَامَ. (۲)

”وہ ناحق خون بہائیں گے۔“

یعنی مسلم اور غیر مسلم افراد کا قتل جائز سمجھیں گے۔

۲۳۔ يَقْطَعُونَ السَّبِيلَ وَيَسْفِكُونَ الدِّمَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ مِنَ اللَّهِ وَيَسْتَحِلُّونَ

أَهْلَ الدِّمَةِ. (من كلام عائشة رضي الله عنها) (۳)

”وہ راہزن ہوں گے، ناحق خون بہائیں گے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا

اور غیر مسلم اقلیتوں کے قتل کو حلال سمجھیں گے۔“ (یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی

اللہ عنہا کا فرمان ہے۔)

۲۴۔ يُؤْمِنُونَ بِمُحْكَمِهِ وَيَهْلِكُونَ عِنْدَ مُتَشَابِهِهِ. (قول ابن عباس

رضی اللہ عنہ). (۴)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: تعرج

الملائكة والروح إلیه، ۶: ۲۷۰، رقم: ۶۹۹۵

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وصفاتهم،

۲: ۷۴۱، رقم: ۱۰۶۴

(۲) مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب التحریض علی قتل الخوارج،

۲: ۷۴۸، رقم: ۱۰۶۶

(۳) حاکم، المستدرک، ۲: ۱۶۶، رقم: ۲۶۵۷

(۴) ۱۔ طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۳: ۱۸۱

۲۔ عسقلانی، فتح الباری، ۲: ۳۰۰

”وہ قرآن کی محکم آیات پر ایمان لائیں گے جبکہ اس کی تشابہات کے سبب سے ہلاک ہوں گے۔“ (قول ابن عباس ؓ)

۲۵۔ يَقُولُونَ الْحَقَّ بَالْسِّنَتِهِمْ لَا يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ. (قول علی ؓ)^(۱)
 ”وہ زبانی کلامی حق بات کہیں گے، مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی۔“ (قول علی ؓ)

۲۶۔ يُنْطَلِقُونَ إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَيَجْعَلُونَهَا عَلَى الْمُؤْمِنِينَ.
 (من قول ابن عمر ؓ)^(۲)

”وہ کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کا اطلاق مسلمانوں پر کریں گے۔ اس طرح وہ دوسرے مسلمانوں کو گمراہ، کافر اور مشرک قرار دیں گے تاکہ ان کا ناجائز قتل کر سکیں۔“ (قول ابن عمر ؓ سے مستفاد)

۲۷۔ يَمْزُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْزُقُ السَّهْمُ مِنَ الرِّمَّةِ.^(۳)
 ”وہ دین سے یوں خارج ہو چکے ہوں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے۔“

(۱) مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۷۴۹، الرقم: ۱۰۶۶

(۲) بخاری، الصحيح، کتاب، استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة عليهم، ۶: ۲۵۳۹

(۳) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة عليهم، ۶: ۲۵۳۹، رقم: ۶۵۳۱

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۷۴۹، الرقم: ۱۰۶۶

۲۸۔ الْأَجْرُ الْعَظِيمُ لِمَنْ قَتَلَهُمْ. (۱)

”ان کے قتل کرنے والے کو اجرِ عظیم ملے گا۔“

۲۹۔ خَيْرُ قَتْلَى مَنْ قَتَلُوهُ. (۲)

”وہ شخص بہترین مقتول (شہید) ہوگا جسے وہ قتل کر دیں گے۔“

۳۰۔ شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ. (۳)

”وہ آسمان کے نیچے بدترین مقتول ہوں گے۔“

یعنی جو دہشت گرد خوارج فوجی سپاہیوں کے ہاتھوں مارے جائیں گے تو وہ بدترین مقتول ہوں گے اور انہیں مارنے والے جوان بہترین غازی ہوں گے۔

۳۱۔ إِنَّهُمْ كِلَابُ النَّارِ. (۴)

”یہ (دہشت گرد خوارج) جہنم کے کتے ہوں گے۔“

۳۲۔ گناہِ کبیرہ کے مرتکب کو دائمی جہنمی اور اس کا خون اور مال حلال قرار دیں گے۔

۳۳۔ ظالم اور فاسق حکومت کے خلاف مسلح بغاوت اور خروج کو فرض قرار دیں

(۱) مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب التحریض علی قتل الخوارج،

۲: ۷۴۸، رقم: ۱۰۶۶

(۲) ترمذی، السنن، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة آل عمران، ۵:

۲۲۶، رقم: ۳۰۰۰

(۳) ترمذی، السنن، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة آل عمران، ۵:

۲۲۶، رقم: ۳۰۰۰

(۴) ترمذی، السنن، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة آل عمران، ۵:

۲۲۶، رقم: ۳۰۰۰

(۱)۔ گے۔

۳۴۔ خوارج کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ کسی مخصوص علاقے کو گھیر کر اپنی دہشت گردانہ کارروائیوں کے لیے مرکز بنالیں گے، جیسے کہ انہوں نے خلافت علی المرتضیٰؓ میں حروراء کو اپنا مرکز بنالیا تھا یعنی وہ اپنے لئے محفوظ پناہ گاہیں بنائیں گے۔

۳۵۔ خوارج کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ اہل حق کے ساتھ مذاکرات کو ناپسند کریں گے، جس طرح انہوں نے سیدنا علیؓ کی تحکیم کو مسترد کر دیا تھا۔

احادیث و آثار سے ماخوذ ان علامات سے ثابت ہوتا ہے کہ جو مسلح گروہ یا فرقہ جمہور امت مسلمہ کو گمراہ، بدعتی اور کافر و مشرک کہے، عامۃ الناس - مسلم ہوں یا غیر مسلم - کے خون و مال کو حلال سمجھے، حق بات کا انکار کرے، مصالحانہ اور پُر امن ماحول کو تباہ و برباد کرے، وہ خارجی ہے۔ خواہ اس کا ظہور کسی بھی زمانے اور کسی بھی ملک میں ہو۔

(۱) ۱۔ عبد القاہر بغدادی، الفرق بین الفرق: ۷۳

۲۔ ابن تیمیہ، مجموع فتاویٰ، ۳۱: ۱۳

باب سوم

عصرِ حاضر کے دہشت گرد ”خوارج“ ہیں

خوارج کے باب میں وارد ہونے والی احادیث و آثار اس قدر کثرت سے ہیں کہ ان کے لیے کئی دفتر درکار ہیں۔ تاہم اس موضوع پر راقم کی کتاب الإنبہاء للخوارج والحوراء کا مطالعہ بھی مفید ہوگا۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ ایسے خیالات، رُحمانات، معتقدات اور اقدامات کرنے والوں سے کوئی دور خالی نہ ہوگا کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس امر کی قطعیت کے ساتھ وضاحت فرمادی ہے کہ ایسے گروہ میں ناپختہ ذہن اور کم عمر لڑکے کثرت سے ہوں گے کیوں کہ ایسے لڑکوں کو آسانی سے ورغایا جاسکتا ہے اور ان کی ذہن سازی (brain washing) کر کے اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ احادیث مبارکہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ یہ گروہ کسی ایک دور کے ساتھ مختص نہیں ہوگا بلکہ یہ لوگ خروج دجال کے زمانے تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ درج ذیل حدیث مبارکہ سے بھی یہی ثابت ہے کہ یہ فرقہ کئی بار ظہور کرے گا:

عن ابن عمرو رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: يخرج قوم من قبل المشرق يقرؤون القرآن، لا يجاوز تراقيهم كلما قطع قرن نشأ قرن، حتى يخرج في بقيتهم الدجال. (۱)

”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۰۹، رقم: ۶۹۵۲

۲۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۷: ۴۱، رقم: ۶۷۹۱

۳۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۵۵۶، رقم: ۸۵۵۸

۴۔ طیب السی، المسند: ۳۰۲، رقم: ۲۲۹۳

۵۔ أبونعیم، حلیۃ الأولیاء و طبقات الأصفیاء، ۶: ۵۴

مشرق کی طرف سے کئی لوگ نکلیں گے، وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن اُن کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ جب ایک گروہ (شیطانی سیگ) کاٹا جائے گا تو دوسرا نکلے گا (یعنی جب ایک ایسے گروہ کا خاتمہ کر دیا جائے گا تو کچھ عرصہ کے بعد دوسرا گروہ پیدا ہو جائے گا) یہاں تک کہ ان کے آخری گروہ کے دور میں ہی دجال نکلے گا۔“

حدیث مبارکہ کا نفس مضمون بتا رہا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے خوارج کے ظہور اور اُن کے مظالم کے تسلسل کے بارے میں خبر دی کہ یہ دہشت گرد گروہ فتنہ دجال تک علاقے اور شکلیں بدل بدل کر آتا رہے گا۔ یاد رہے کہ دجال کا ظہور قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے ہے۔

۱۔ خوارج انسانوں کی شکل میں خونخوار بھیڑیے ہیں

حضور نبی اکرم ﷺ نے واضح الفاظ میں یہ پیشین گوئی بھی فرمادی تھی کہ اُمت کے آخری زمانے میں ایک ایسا گروہ نکلے گا جن کے چہرے انسانوں کے اور دل شیطانوں کے ہوں گے۔ وہ خونخوار بھیڑیوں کی طرح ہوں گے اور ان کے دلوں میں رحم نام کی کوئی شے نہ ہوگی۔ وہ کثرت سے خون بہائیں گے۔ امام ترمذی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

يُخْرَج فِي آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَخْتَلُونَ الدُّنْيَا بِالْدِّينِ، يَلْبَسُونَ لِلنَّاسِ جُلُودَ الصَّالِحِينَ مِنَ الدِّينِ، أَلْسِنَتَهُمْ أَهْلِي مِنَ السُّكْرِ، وَقُلُوبُ الدُّنْيَابِ، يَقُولُ اللَّهُ: أَيْبَى يَغْتَرُونَ أَمْ عَلِيٍّ يَجْتَرُونَ؟ فَبِي حَلْفَتِي لَا بُعْثَنَ عَلَى أَوْلَئِكَ مِنْهُمْ فَتَنَةٌ تَدْعِي الْحَلِيمَ مِنْهُمْ حَيْرَانًا. (۱)

”آخری زمانے میں ایسے لوگ سامنے آئیں گے جو دھوکہ و فریب کے ساتھ

(۱) ترمذی، السنن، کتاب الزہد، ۴: ۶۰۴، رقم: ۲۴۰۴

دین کے نام پر دنیا کمائیں گے۔ وہ لوگوں کو اپنی نرم مزاجی ظاہر کرتے ہوئے (دنیا کے سامنے) بھیڑ کی کھال پہنیں گے۔ ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی (یعنی وہ مؤثر نعرے لگائیں گے اور مؤثر باتیں کریں گے) مگر ان کے دل بھیڑیوں کے ہوں گے۔ اللہ ﷻ فرمائے گا: کیا میرے نام پر دھوکہ کرتے ہو یا مجھ پر جرأت کرتے ہو؟ مجھے اپنی ذات کی قسم! میں ان لوگوں پر ضرور ایک فتنہ (آزمائش و مصیبت) بھیجوں گا جو ان میں سے بُردار لوگوں کو بھی حیران و پریشان کر دے گا۔“

امام طبرانی حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

سيجيء في آخر الزمان أقوام، يكون وجوههم وجوه الآدميين، وقلوبهم قلوب الشياطين، أمثال الذئاب الضواري، ليس في قلوبهم شيء من الرحمة، سفاكون الدماء، لا يراعون عن قبيح إن تابعتهم واربوك، وإن تواريت عنهم اغتابوك، وإن حدثوك كذبوك، وإن اتتمنتهم خانوك، صبيهم عامر، وشابهم شاطر، وشيخهم لا يأمر بمعروف ولا ينهى عن منكر، الاعتزاز بهم ذل، وطلب ما في أيديهم فقر، الحليم فيهم غاو، والآمر بالمعروف فيهم متهم، المؤمن فيهم متضعف، والفاسق فيهم مشرف، السنة بدعة، والبدعة فيهم سنة، فعند ذلك يسلط عليهم شرارهم، ويدعوا خيارهم، فلا يستجاب لهم. (۱)

(۱) ۱- طبرانی، المعجم الكبير، ۹۹: ۱۱، رقم: ۱۱۱۶۹

۲- طبرانی، المعجم الصغير، ۲: ۱۱۱، رقم: ۸۶۹

”آخری زمانہ میں ایسے گروہ آئیں گے جن کے چہرے انسانوں کے اور دل شیطانوں کے ہوں گے۔ وہ خونخوار بھیڑیوں کی طرح ہوں گے۔ ان کے دلوں میں رحم نام کی کوئی چیز نہ ہوگی۔ وہ اپنی سفاکانہ کارروائیوں سے کثرت کے ساتھ خون بہائیں گے۔ کسی برے کام یعنی ظلم و زیادتی کی پروا نہیں کریں گے۔ اگر تو ان کی بات مانے گا تو تجھے دھوکہ دیں گے۔ اگر تو ان سے چھپے گا تو تیری برائی اور مذمت کریں گے اگر وہ تمہارے ساتھ مذاکرات (dialogue) کریں گے تو جھوٹ بولیں گے۔ اگر تم ان کے پاس امانت رکھو گے تو وہ خیانت کریں گے۔ ان کے بچے گھر کا نظام چلائیں گے (اور بڑے برسرِ پیکار ہوں گے) اور ان کے جوان شاطر ہوں گے۔ ان کا سردار انہیں نہ تو بھلائی کا حکم دے گا اور نہ ہی غلط کام سے روکے گا، ان کے ذریعے عزت اور غلبے کی طلبِ ذلت کا باعث ہوگی اور ان کے ہاتھوں میں جو کچھ ہوگا (یعنی ان کے نظریات اور اسلحہ وغیرہ) اس کی خواہش کرنا سراسر افلاس (معیشت کی تباہی) ہوگا۔ ان میں بردبار اور ٹھنڈے مزاج کا دکھائی دینے والا شخص (بھی) دھوکے باز ہوگا۔ انہیں بھلائی کا حکم دینے والے پر تہمت لگائی جائے گی۔ صاحبِ ایمان ان میں کمزور شمار ہوگا اور فاسق معزز ہوگا۔ رسول اکرم ﷺ کی اصل سنت ان کے ہاں بدعت اور بدعت سنت قرار پائے گی۔ اس وقت ان پر بدترین شریپند مسلط کر دیے جائیں گے (تب) ان کے اچھے لوگ دعا کریں گے لیکن ان کی دعائیں قبول نہ ہوں گی۔“

امام ترمذی اور امام طبرانی کی روایت کردہ مذکورہ بالا احادیث مبارکہ میں آج کے دور میں پائے جانے والے دہشت گردوں کی تمام صفات بیان کر دی گئی ہیں۔ درحقیقت یہی شریپند اور جنگجو گروہ موجودہ دور کے وہ دہشت گرد اور خوارج ہیں جن کے دل درندوں کے ہیں اور چہرے انسانوں کے ہیں۔ ان کے دلوں میں رحم نام کی کوئی شے

نہیں۔ وہ مخلوقِ خدا کا انتہائی سفاکانہ طریقے سے نہ صرف خون بہاتے ہیں اور اپنے عقائد و نظریات سے اختلاف رکھنے والوں کو مشرک اور کافر قرار دے کر ذبح کرتے ہیں بلکہ ان خونین مناظر کی ویڈیو فلمیں تیار کر کے مخلوقِ خدا کو دہشت زدہ اور اسلام کو بدنام بھی کرتے ہیں۔

۲۔ خوارِ ج کے تسلسل کے بارے میں علامہ ابن تیمیہ کی تحقیق

خوارِ ج کے بارے میں علامہ ابن تیمیہ کے کئی اقوال ہم نے گزشتہ صفحات میں بیان کیے ہیں، جن سے خوارِ ج کے بارے میں ان کا عقیدہ مترشح ہوتا ہے۔ اب ہم علامہ ابن تیمیہ کے الفاظ میں یہ واضح کریں گے کہ خوارِ ج کا وجود ہر دور میں رہا ہے اور یہ آج کے دور میں بھی موجود ہیں مگر لوگوں کو ان کی پہچان نہیں ہے۔

علامہ ابن تیمیہ اپنی کتاب النبوات میں بیان کرتے ہیں:

وكذلك الخوارج: لما كانوا أهل سيف وقتال، ظهرت
مخالفتهم للجماعة؛ حين كانوا يقاتلون الناس وأما اليوم فلا
يعرفهم أكثر الناس. (۱)

”اور اسی طرح خوارِ ج ہیں کہ جب انہوں نے اسلحہ اٹھا لیا اور بغاوت کرتے ہوئے (مسلمانوں سے) جنگ کی اور لوگوں سے قتال کرنے لگے تو ان کی جماعتِ مسلمہ سے مخالفت و عداوت ظاہر ہوگئی تاہم عصر حاضر میں بھی (بظاہر دین کا لبادہ اوڑھنے کی وجہ سے) لوگوں کی اکثریت انہیں پہچان نہیں پاتی۔“

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر خوارِ ج پہلے مخفی تھے تو ان کا علم کیسے ہوا؟ اس کا جواب علامہ ابن تیمیہ یوں دیتے ہیں:

(۱) ابن تیمیہ، النبوات: ۲۲۲

وہاتان البدعتان ظہرتا لما قتل عثمان ؓ في الفتنة؛ في خلافة أمير المؤمنين علي بن أبي طالب ؓ؛ وظهرت الخوارج بمفارقة أهل الجماعة، واستحلال دماءهم وأموالهم؛ حتى قاتلهم أمير المؤمنين علي بن أبي طالب ؓ متبعا في ذلك لأمر النبي ﷺ. قال الإمام أحمد بن حنبل: صح الحديث في الخوارج من عشرة أوجه. وهذه قد رواها صاحبہ مسلم بن الحجاج في صحيحہ، وروی البخاری قطعة منها. واتفقت الصحابة على قتال الخوارج حتى أن ابن عمر قال عند الموت: ما آسى على شيء إلا على أني لم أقاتل الطائفة الباغية مع علي، يريد بذلك قتال الخوارج. وإنما أراد المارقة التي قال فيها النبي ﷺ: تمرق مارقة على حين فرقة من الناس، يقتلهم أدنى الطائفتين إلى الحق. وهذا حدث به أبو سعيد. فلما بلغ ابن عمر قول النبي ﷺ في الخوارج، وأمره بقتالهم، تحسر على ترك قتالهم.^(۱)

”اور خوارج کی طرف سے (مسلمانوں کو کافر قرار دینے اور ان کے جان و مال کو حلال سمجھنے کی) دو بدعتیں اُس وقت منظر عام پر آئیں جب حضرت عثمان غنی ؓ کو شہید کر کے فتنہ پھا کیا گیا۔ امیر المؤمنین سیدنا علی ؓ کے دورِ خلافت میں خوارج کی صحابہ کرام ؓ کی جماعت سے مفارقت اور ان کے جان و مال کو حلال قرار دینے کی صورت میں ظاہر ہوئی، یہاں تک کہ امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب ؓ نے فرمانِ نبوی ﷺ کی اتباع میں (نہروان کے مقام پر ہزاروں صحابہ کرام ؓ کی معیت میں) ان خارجیوں سے جنگ کی (اور انہیں

(۱) ابن تیمیہ، النبوات: ۲۲۲، ۲۲۳

چن چن کر قتل کیا۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ خوارج کے بارے میں حدیث دس طرق سے ثابت ہے اور اسے آپ کے ہم عصر امام مسلم بن الحجاج نے اپنی الصحيح میں روایت کیا ہے اور امام بخاری نے اسے مختصراً روایت کیا ہے۔ خوارج سے جہاد پر تمام صحابہ کرامؓ کا اتفاق ہے؛ یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے وصال کے وقت فرمایا: مجھے کسی بات پر افسوس نہیں سوائے اس کے کہ میں (حضرت) علیؓ کے ساتھ مل کر باغی گروہ کے ساتھ قتال نہ کر سکا۔ اور آپ کی مراد تو صرف اُس باغی گروہ سے تھی جس کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”اور یہ گروہ اُس وقت خروج کرے گا جب لوگوں میں تفرقہ و انتشار پیدا ہوگا؛ اسے دونوں گروہوں میں سے حق کے قریب ترین گروہ قتل کرے گا۔“ اس حدیث کو ابو سعید خدریؓ نے روایت کیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا خوارج اور ان سے قتال کے متعلق یہ ارشاد گرامی جب عبداللہ بن عمرؓ تک پہنچا تو وہ قتال ترک کرنے پر حسرت زدہ ہو گئے۔“

گزشتہ صفحات میں بیان کی گئی احادیث مبارکہ سے بھی وضاحت ہوتی ہے کہ بالعموم لوگوں کو خوارج کی ظاہری دین داری اور پرہیزگاری کی بنا پر مغالطہ لاحق ہو جاتا ہے اور وہ انہیں طبقہ مسلمین میں شامل سمجھنے لگتے ہیں۔ جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے کیوں کہ خوارج کا پتہ ہی اُس وقت چلتا ہے جب وہ مسلح ہو کر قتل عام شروع کرتے ہیں۔ دہشت گردوں کے ماتھے پر نہیں لکھا ہوتا کہ وہ خوارج ہیں۔ ان کا وحشت و بربریت اور درندگی و قتل عام پر مبنی عمل ہی انہیں expose کرتا ہے۔ یہ خود ساختہ باطل مذہبی نظریات کی بنا پر عام انسانوں اور مسلمانوں کو قتل کرتے ہیں۔ یہ ہر دور میں آتے رہیں گے۔ قرب قیامت کی علامات میں خوارج میں دجال کے خروج کی روایات بھی کتب احادیث میں موجود ہیں جو ہم نے گزشتہ صفحات میں درج کی ہیں۔

۳۔ خوارج کی پشت پناہی کرنے والوں کی مذمت

بعض لوگ خوارج کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے ہیں اور انہیں برا نہیں جانتے، جب کہ بعض لوگ اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے خوارج کی پشت پناہی اور support کرتے ہیں اور اپنے طرز عمل سے شریکوں اور دہشت گردوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، اُن کے لیے ماسٹر مائنڈ (master mind) کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں اور ان کی مالی و اخلاقی معاونت (financial & moral support) کر کے انہیں مزید دہشت پھیلانے کی شہ دیتے ہیں، یہ عمل بھی انتہائی مذموم ہے۔

خوارج کی پشت پناہی کرنے والوں کے لیے قَعْدِیَّة (عملاً بغاوت میں شریک نہ ہونے والے کی) اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ شارح صحیح البخاری حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

”والقعدیة“ قوم من الخوارج، كانوا يقولون بقولهم، ولا يرون الخروج بل يزينونه. ^(۱)

”اور قَعْدِیَّة خوارج کا ہی ایک گروہ ہے۔ یہ لوگ خوارج جیسے عقائد تو رکھتے تھے مگر خود مسلح بغاوت نہیں کرتے تھے بلکہ (وہ خوارج کی پشت پناہی کرتے ہوئے) اسے سراہتے تھے۔“

حافظ ابن حجر عسقلانی مقدمہ فتح الباری میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

والخوارج الذين أنكروا على علي عليه السلام التحكيم وتبرءوا منه ومن عثمان عليه السلام وذريته وقتلوههم فإن أطلقوا تكفيرهم فهم الغلاة منهم والقعدية الذين يزينون الخروج على الأئمة ولا يبشرون

(۱) عسقلانی، مقدمہ فتح الباری: ۴۳۲

ذلک۔ (۱)

”اور خوارِج وہ ہیں جنہوں نے حضرت علیؑ کے فیصلہ تحکیم (arbitration) پر اعتراض کیا اور آپؑ سے، حضرت عثمانؓ سے اور ان کی اولاد و اصحاب سے برأت کا اظہار کیا اور ان کے ساتھ جنگ کی۔ اگر یہ مطلق تکفیر کے قائل ہوں تو یہی ان میں سے حد سے بڑھ جانے والا گروہ ہے جبکہ قَعْدِیۃ وہ لوگ ہیں جو مسلم حکومتوں کے خلاف مسلح بغاوت اور خروج کو سراہتے اور اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، لیکن خود براہِ راست اس میں شامل نہیں ہوتے۔“

اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی اپنی ایک اور کتاب ”تہذیب المتہذیب“ میں خوارِج کی پشت پناہی کرنے والوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

”والقعد الخوارج كانوا لا يرون بالحرب، بل ينكرون على أمراء الجور حسب الطاقة، ويدعون إلى رأيهم، ويزينون مع ذالك الخروج، ويحسنونه۔ (۲)

”اور قَعْدِیۃ (خوارِج کی پشت پناہی کرنے والے) وہ لوگ ہیں جو بظاہر خود مسلح جنگ نہیں کرتے بلکہ حسبِ طاقت ظالم حکمرانوں کا انکار کرتے ہیں اور دوسروں کو اپنی فکر و رائے کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مسلح بغاوت اور خروج کو (مذہب کا لبادہ اوڑھا کر) سراہتے ہیں اور دہشت گرد باغیوں کو اس کی مزید ترغیب دیتے ہیں۔“

شرح صحیح البخاری حافظ ابن حجر عسقلانی کے درج بالا اقتباسات سے

(۱) عسقلانی، مقدمة فتح الباري: ۴۵۹

(۲) عسقلانی، تہذیب المتہذیب، ۸: ۱۱۴

یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ قَعْدِیۃ بھی خوارِج میں سے ہی ہیں۔^(۱) لیکن یہ گروہ کھل کر اپنی رائے کا اظہار نہیں کرتا اور پس پردہ رہ کر خوارِج کی باغیانہ اور سازشی سرگرمیوں کے لیے منصوبہ بندی (planning) کرتا ہے۔ گویا یہ گروہ ماسٹر مائنڈ کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ اس گروہ کا کام دلوں میں بغاوت اور خروج کے بیج بونا ہے، خاص طور پر جب یہ گفتگو کسی ایسے فصیح و بلیغ شخص کی طرف سے ہو جو لوگوں کو اپنی چرب زبانی سے دھوکہ دینے اور اسے سنتِ مطہرہ کے ساتھ گڈ مڈ کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔

۴۔ اہم فقہی نکتہ: دہشت گردوں پر خوارِج کا اطلاق

اجتہادی نہیں، منصوص ہے

موجودہ دور میں دہشت گردی اور قتل و غارت گری کرنے والے لوگ خوارِج ہی کا تسلسل ہیں۔ اس امر کا اطلاق اجتہادی نہیں اور نہ تشریحی ہے بلکہ یہ اطلاق منصوص ہے۔ خوارِج سے مراد صرف سیدنا علی المرتضیٰؑ کے عہد میں نکلنے والا گروہ ہی نہیں ہے بلکہ وہ خوارِج کا پہلا گروہ تھا۔ خوارِج ایک ایسا فتنہ ہے جو گروہ در گروہ ظاہر ہوتا رہا اور اس کے لوگ دجال کے زمانے تک ظاہر ہوتے رہیں گے اور قیامت تک وقتاً فوقتاً نکلتے رہیں گے۔ حضرت علیؑ کے زمانے میں جن کا ظہور ہوا وہ فتنہ خوارِج کے بانی تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کی واضح نشانیاں بیان فرما دی ہیں، جن میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ ہر دور میں نکلتے رہیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ خوارِج کا آخری گروہ دجال کے ساتھ اس کی حمایت میں نکلے گا۔ حضرت شریک بن شہاب سے مروی روایت میں خوارِج کے متعلق حضور نبی اکرم ﷺ نے صراحتاً فرمایا:

يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَأَنَّ هَذَا مِنْهُمْ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا

(۱) ہم نے آغاز میں ذکر کیا تھا کہ خوارِج کے تقریباً بیس فرقے ہیں۔ ”قعدیہ“ بھی انہی میں سے ایک فرقہ ہے۔

يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، سَيَمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ، لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، فَإِذَا لَقِيْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ. (۱)

”آخری زمانے میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے گویا یہ شخص بھی انہی میں سے ہے۔ وہ قرآن مجید کی تلاوت کریں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا وہ اسلام سے اس طرح نکل چکے ہوں گے جیسے تیرشکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ سرمندے ہوں گے ہمیشہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا جب تم (میدان جنگ میں) ان سے ملو تو انہیں قتل کر دو۔ وہ تمام مخلوق سے بدترین لوگ ہیں۔“

اسی طرح امام احمد بن حنبل اور امام ابن ابی شیبہ کی بیان کردہ روایت میں ہے:

لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، قَالَهَا ثَلَاثًا. شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ. قَالَهَا ثَلَاثًا. (۲)

”یہ خوارج ہمیشہ نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ (دجال کے

(۱) ۱- نسائی، السنن، کتاب تحریم الدم، باب من شہر سیفہ ثم وضعه

فی الناس، ۷: ۱۱۹، رقم: ۴۱۰۳

۲- نسائی، السنن الکبریٰ، ۲: ۳۱۲، رقم: ۳۵۶۶

۳- بزار، المسند، ۹: ۲۹۴، رقم: ۳۸۴۶

۴- طیالسی، المسند، ۱: ۱۲۴، رقم: ۹۲۳

(۲) ۱- أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۴۲۱، رقم: ۱۹۷۹۸

۲- ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷: ۵۵۹، رقم: ۳۷۹۱۷

۳- رویانی، المسند، ۲: ۲۶، رقم: ۷۶۶

ساتھ) نکلے گا جب تم (میدان جنگ میں) ان کو دیکھو تو انہیں قتل کر دو۔ وہ تمام مخلوق سے بدترین لوگ ہیں۔ مزید آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین مرتبہ ارشاد فرمائے۔“

امام حاکم کی روایت کردہ حدیث میں ہے:

لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ. قَالَهَا حَمَادٌ ثَلَاثًا ثُمَّ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ قَالَهَا حَمَادٌ ثَلَاثًا. وَقَالَ: قَالَ أَيْضًا: لَا يَرْجِعُونَ فِيهِ. (۱)

”خوارج کے یہ گروہ مسلسل پیدا ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ (دجال کے ساتھ) نکلے گا۔ جب تم (میدان جنگ میں) ان سے سامنا کرو تو انہیں قتل کر دو۔ (اس حدیث کے ایک راوی) حماد بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین مرتبہ ارشاد فرمائے: ”وہ تمام مخلوق سے بدترین ہیں۔“ حضرت حماد بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین مرتبہ ارشاد فرمائے۔ اور حضرت حماد بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وہ اپنے عقائد و نظریات سے رجوع نہیں کریں گے۔“

حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی تصریح فرما دی ہے کہ قیامت تک اس طرح کے مسلح اور باغی گروہ مسلمانوں کی ریاستوں اور معاشروں میں نکلتے رہیں گے۔ لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ کا واضح معنی یہ ہے کہ وہ سارے گروہ خوارج ہی ہوں گے اور یہ بغیر انقطاع کے تسلسل کے ساتھ پیدا ہوتے رہیں گے حتیٰ کہ ان کا آخری گروہ قیامت سے قبل دجال کے ساتھ نکلے گا۔

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۲: ۱۶۰، رقم: ۲۶۴

۲۔ ہیشمی، مجمع الزوائد، ۶: ۲۲۹

خلاصہ کلام

خوارِ ج کی صفات و علامات اور ان کی پہچان کو واضح کرنے والی مذکورہ بحث سے ثابت ہو جاتا ہے کہ عصر حاضر کے دہشت گرد ہی خوارِ ج ہیں۔ ہمارا دینی و ملی فریضہ ہے کہ ہم قرآن و حدیث، آثارِ صحابہ اور اقوالِ ائمہ کی روشنی میں ان انسانیت دشمن خونخوار بھیڑیوں کے گھناؤنے چہروں کو پہچانیں اور معاشرے کے سامنے انہیں بے نقاب کریں۔ انہوں نے اپنے مکروہ چہروں پر مذہب کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے، لیکن اس سے کوئی مغالطہ لاحق نہیں ہونا چاہیے۔ وہ اپنے سیاہ کارناموں سے پہچانے جاتے ہیں۔ وہ جو روپ بھی چاہیں اپنا لیں، ان کا دین اسلام سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل چکے ہیں جیسے تیر یا گولی تیز رفتاری کے ساتھ شکار سے نکل جاتی ہے۔ ان کی دہشت گردانہ کارروائیوں کو اسلام اور اُمتِ مسلمہ کی طرف منسوب نہ کیا جائے۔

یاد رہے کہ متقدمین و متاخرین ائمہ اور اکابر علماء کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ آیات و احادیث کی روشنی میں سفاک و خونخوار دہشت گردوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق یہ باغی ہیں۔ اس لیے ریاستی مشینری پر ان کی تیغ کشی واجب ہے۔ تاہم یہ امر واضح رہے کہ ریاستی سطح سے ہٹ کر کسی فرد یا جماعت کو نجی حیثیت میں اس بات کی قطعاً اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنے تئیں امن و امان قائم کرنے کے لیے قانون اپنے ہاتھ میں لے لے یا ان خوارِ ج کے مقابلے میں خود مسلح ہو کر میدان میں اتر آئے، چاہے ان کی نیت کتنی ہی صاف کیوں نہ ہو۔ اس کے نتائج نہایت بھیانک اور ناقابلِ تصور ہوں گے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی اُمت کو قیامت تک ہر دور میں خوارِ ج کے ظاہر ہوتے رہنے اور منظم و مسلح گروہوں کی شکل میں نکلتے رہنے کی اطلاع اپنی پیغمبرانہ پیشین گوئی کے طور پر اسی لئے دے دی تھی کہ ہر زمانے میں مسلمان انہیں پہچان سکیں۔ اور جب ان کا خروج ہو تو سادہ لوح مسلمان ان کی شکلوں، نعروں (slogans) اور شریعت

کی ظاہری پابندی کو دیکھ کر دھوکے میں نہ آجائیں اور ساتھ ہی آپ ﷺ نے ریاست پر یہ ذمہ داری عائد کی کہ ان کی بیخ کنی کی جائے تاکہ خلق خدا ان کے شر سے محفوظ ہو جائے۔ اسی لیے سیدنا علیؑ کی زیر قیادت ریاستی سطح (state level) پر صحابہ کرامؓ نے ان کا قلع قمع کیا تھا۔

باب چہارم

دہشت گردی اور بغاوت کے خلاف ائمہ اربعہ و دیگر اکابرین اُمت کے فتاویٰ

دہشت گردی اور بغاوت ایک پُر امن معاشرے کے لئے کتنی خطرناک ہے اور اس کی ممانعت کیوں کی گئی ہے؟ اس کی وضاحت تو گزشتہ ابواب سے بخوبی ہو جاتی ہے۔ یہاں ہم معاملے کی نوعیت و حساسیت کے پیش نظر اکابر ائمہ کے فتاویٰ اختصار کے ساتھ درج کر رہے ہیں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ چودہ سو سالہ تاریخ اسلام میں اس باب پر اُمت میں کبھی اختلاف نہیں رہا۔ ائمہ اربعہ کے بعد نمائندہ فقہاء کرام، علماء عظام کی آراء پیش کرتے ہوئے ترتیب زمانی کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

۱۔ دہشت گردوں سے قتال پر امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

دہشت گرد گروہ کے ساتھ جنگ کرنے کے حوالے سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الفقہ الأَبسط میں فرماتے ہیں:

فَقَاتِلْ أَهْلَ الْبَغْيِ بِالْبَغْيِ لَا بِالْكَفْرِ. وَكُنْ مَعَ الْفِتْنَةِ الْعَادِلَةَ. وَلَا تَكُنْ مَعَ أَهْلِ الْبَغْيِ. فَإِنْ كَانَ فِي أَهْلِ الْجَمَاعَةِ فَاسِدُونَ ظَالِمُونَ. فَإِنْ فِيهِمْ أَيْضًا صَالِحِينَ يَعِينُونَكَ عَلَيْهِمْ، وَإِنْ كَانَتْ الْجَمَاعَةُ بَاغِيَةً فَاعْتَزِلْهُمْ وَاخْرُجْ إِلَى غَيْرِهِمْ. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿لَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا﴾^(۱) ﴿إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ

(۱) النساء، ۴: ۹۷

فَاعْبُدُونِ ﴿۱﴾ (۲)

”باغی اور دہشت گرد گروہ کے ساتھ جنگ کرو اس وجہ سے نہیں کہ وہ کفر پر ہیں بلکہ اس لیے کہ وہ باغی ہیں اور واجب القتل ہیں۔ وہ معاشرے میں بد امنی پھیلانے کے ذمہ دار ہیں۔ ہمیشہ کوشش کرنی چاہیے کہ معتدل فکر لوگوں کی سنگت اختیار کی جائے اور (اگر اتفاقاً ایسی نوبت آجائے تو) معاشرے کو بد امنی اور فساد سے محفوظ رکھنے کے لئے حکومت کا ساتھ دیا جائے نہ کہ دہشت گرد باغیوں کا۔ فرض کریں کہ ہیئت اجتماعی میں جہاں کچھ لوگ اگر مفسد اور ظالم ہیں تو وہیں بعض لوگ نیکو کار بھی ہوتے ہیں۔ یہی نیک اور صالح لوگ ان گمراہ لوگوں کے خلاف آپ کی مدد کریں گے۔ بغرض محال اگر لوگوں کی اکثریت ہی مسلح بغاوت پر اتر آئے تو اہل حق کو چاہیے کہ وہ ان باغیوں سے علیحدگی اختیار کر لیں اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کی طرف ہجرت کر جائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿کیا اللہ کی زمین فراخ نہ تھی کہ تم اس میں (کہیں) ہجرت کر جاتے؟﴾ اور ﴿بے شک میری زمین کشادہ ہے سو تم میری ہی عبادت کرو﴾۔“

مسلح بغاوت پر امام طحاوی الحنفیؒ کا فتویٰ

مذہبِ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے جلیل القدر امام، ابو جعفر طحاویؒ (۲۳۹ھ-۳۲۱ھ) فرماتے ہیں:

”وَلَا نَرَى السَّيْفَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ إِلَّا مِنْ وَجِبٍ عَلَيْهِ

(۱) العنکبوت، ۲۹: ۵۶

(۲) أبو حنیفہ، الفقہ الأیسط (فی العقیدۃ و علم الکلام من أعمال الإمام محمد زاہد الکوثری)، باب فی القدر: ۶۰۶، ۶۰۷

السَّيْفِ، وَلَا نَرَى الْخُرُوجَ عَلَى أَمْتِنَا وَوَلَاةَ أُمُورِنَا، وَإِنْ جَارُوا،
وَلَا نَدْعُو عَلَيْهِمْ، وَلَا نَنْزِعُ يَدًا مِنْ طَاعَتِهِمْ. ^(۱)

”ہم حکومت و سلطنت کے خلاف عسکری بغاوت کو جائز نہیں سمجھتے خواہ وہ خطا
کار ہی ہو۔ اور نہ ہی ان کی اتھارٹی کو چیلنج کرتے ہیں۔“

امام ابن ابی العز الحنفیؒ نے امام طحاویؒ کی اسی عبارت کی شرح میں صحیح
مسلم میں حضرت عوف بن مالکؓ سے روایت کی گئی حدیث نقل کی ہے، جس کے آخر
میں حضور ﷺ کا صریح حکم ہے کہ اگر اُمراء و حکام شرار اور لائق نفرت بھی ہوں، تب
بھی جب تک مسلمان ہیں ان کے خلاف مسلح بغاوت اور خروج جائز نہیں۔

اسی طرح حکم نبوی ﷺ ”وَلَا يَنْزِعَنَّ يَدًا مِنْ طَاعَتِهِ“ (تم حکومت کی
حاکمیت اور اتھارٹی سے ہرگز ہاتھ نہ کھینچنا) کو بھی انہوں نے اپنے موقف کی تائید میں پیش
کیا ہے۔ اسی بحث کو جاری رکھتے ہوئے امام ابن ابی العز الحنفیؒ نے مزید لکھا ہے:

فَقَدْ دَلَّ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ عَلَى وَجُوبِ طَاعَةِ أَوْلَى الْأَمْرِ مَا لَمْ
يَأْمُرُوا بِمَعْصِيَةٍ. فَتَأْمَلْ قَوْلَهُ تَعَالَى: ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
وَأُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ ^(۲) كَيْفَ قَالَ: ﴿أَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ وَلَمْ يَقُلْ:
”وَأَطِيعُوا أَوْلَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ“. لِأَنَّ أَوْلَى الْأَمْرِ لَا يَفْرُدُونَ بِالطَّاعَةِ،
بَلْ يَطَاعُونَ فِيهَا هُوَ طَاعَةُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ. وَأَعَادَ الْفِعْلَ مَعَ الرَّسُولِ
ﷺ، لِأَنَّهُ هُوَ مَعْصُومٌ. ”وَأُولُو الْأَمْرِ“ لَا يَطَاعُ إِلَّا فِيهَا هُوَ طَاعَةُ
لِلَّهِ وَرَسُولِهِ. وَإِمَّا لَزُومَ طَاعَتِهِمْ (وإن جَارُوا) فَلأنه يترتب على
الخروج عن طاعتهم من المفساد أضعاف ما يحصل من

(۱) طحاوی، العقیدۃ الطحاویۃ، رقم: ۷۱، ۷۲

(۲) النساء، ۴: ۵۹

(۱) جورہم۔

”کتاب و سنت کے احکامات اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ حکومت وقت کی اس وقت تک اطاعت لازم ہے جب تک وہ معصیت کا حکم نہ دے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر غور کریں: ”تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے (اہل حق) صاحبانِ امر کی۔“ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”تم رسول کی اطاعت کرو۔“ یہ نہیں فرمایا کہ ”تم صاحبانِ امر کی اطاعت کرو“ کیونکہ اولو الامر اطاعت کے ساتھ منفرد اور خاص نہیں ہے بلکہ ان کی اطاعت اسی معاملے میں کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے تحت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فعلِ اطاعت کو صرف رسول ﷺ کے ساتھ دہرایا ہے کیونکہ آپ ﷺ معصوم ہیں۔ جبکہ حکام کی اطاعت اسی امر میں کی جاتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہو۔ ہاں ان کے ظالم ہونے کے باوجود ان کی اتھارٹی کو تسلیم کرنے کا سبب یہ ہے کہ ان کے مفاسد کے باعث ان کے خلاف مسلح خروج اور بغاوت، ان کی ناانصافیوں کی وجہ سے جنم لینے والی خرابیوں سے کئی گنا زیادہ خرابیوں کا باعث ہوگی (اس لئے بڑی تباہی اور نقصان سے بچنا لازم ہے)۔“

۲۔ دہشت گردوں کے خلاف امام مالک رحمہ اللہ کا فتویٰ

دہشت گردوں کی سرکوبی کے بارے میں مالکی فقہ کی معروف کتاب المدونۃ الکبریٰ میں امام سخون نے امام مالکؒ سے یوں روایت کیا ہے:

قال مالک فی الإباضیة، والحروریة، وأهل الأهواء کلهم أرى أن يستتابوا، فإن تابوا، وإلا قتلوا. قال ابن القاسم: وقال مالک

(۱) ابن أبی العز، شرح عقیدۃ الطحاوی: ۲۸۲

فی الحرورية وما أشبههم: إنهم يقتلون إذا لم يتوبوا إذا كان الإمام عدلاً. فهذا يدلک علی أنهم إن خرجوا علی إمام عدل وهم يريدون قتاله ويدعون إلى ما هم عليه دعوا إلى الجماعة والسنة، فإن أبوا قتلوا.

قال: ولقد سألت مالکاً عن أهل العصبية الذين كانوا بالشام، قال مالک: أرى للإمام أن يدعوهم إلى الرجوع، وإلى مناصفة الحق بينهم، فإن رجعوا وإلا قتلوا.^(۱)

”امام مالک نے (خارجیوں کے گروہ) اباضیہ، حروریہ اور اہل اہواء (گمراہ ٹولہ) کے بارے میں فرمایا کہ انہیں پہلے (انتہا پسندی اور دہشت گردی سے) توبہ کرنے کی دعوت دی جائے، اگر وہ توبہ کر لیں تو انہیں چھوڑ دیا جائے ورنہ قتل کر دیا جائے۔ امام ابن قاسم کہتے ہیں کہ امام مالک نے حروریہ اور ان کے مثل دیگر گمراہ (دہشت گرد) گروہوں کے بارے میں فرمایا: اگر وہ اپنی تخریبی سرگرمیوں سے توبہ نہ کریں تو انہیں قتل کر دیا جائے بشرطیکہ ریاست مسلم ہو۔ یہ قول تمہیں اس بات کی رہنمائی فراہم کرتا ہے کہ اگر وہ مسلمان ریاست کے خلاف بغاوت کریں اور اس کے ساتھ جنگ کا ارادہ کریں اور اس سے اپنے منشور کو قبول کرنے کا مطالبہ کریں تو انہیں پہلے مسلمانوں کی اکثریت اور قانون کے دائرے میں پلٹنے کی دعوت دی جائے، اگر وہ انکار کریں تو انہیں قتل کیا جائے۔

”امام سحنون کہتے ہیں: میں نے امام مالکؒ سے شام کے عصبيت پسند گروہ کے بارے میں استفسار کیا تو آپ نے فرمایا: میرے خیال میں حکومت کو چاہئے

(۱) سحنون، المدونة الكبرى، ۳: ۹۴

کہ انہیں اپنے موقف سے رجوع کرنے اور باہمی انصاف کی دعوت دے، اگر وہ پلٹ آئیں تو ٹھیک ورنہ انہیں قتل کر دیا جائے۔“

۳۔ دہشت گرد باغیوں کے خلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

دہشت گردی اور خونریزی کی ہر دور میں شکلیں بدلتی رہی ہیں لیکن ذہنیت ایک ہی رہی ہے۔ اس کی ابتداء خوارج سے ہوئی اور پوری تاریخ اسلام میں ان کا تسلسل جاری رہا جو اب بھی ہے۔ چنانچہ تمام ائمہ کرام نے فرداً فرداً اس دہشت گردانہ رجحان اور خارجیت زدہ فکر و عمل کے خلاف فتاویٰ جاری فرمائے۔ ان ائمہ کرام میں امت کے جلیل القدر پیشوا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں، آپ نے دہشت گردوں کے متعلق فرمایا:

ولو أن قومًا كانوا في مصر أو صحراء فسفكوا الدماء وأخذوا الأموال، كان حكمهم كحكم قطاع الطريق، وسواء المكابرة في المصر أو الصحراء، ولو افترقا كانت المكابرة في المصر أعظمهما. (۱)

”اگر کوئی شریک گروہ کسی شہر میں یا کسی صحرا و بیابان میں خونریز کارروائی کرے اور لوگوں سے مال و اسباب چھین لے تو ان (کی سزا) کا حکم راہزنوں کی طرح ہے۔ اور لوٹ کھسوٹ اور حق تلفی شہری آبادی میں ہو یا جنگل و بیابان میں، سنگینی کے لحاظ سے برابر ہے۔ اگر انہیں جدا جدا بھی دیکھا جائے تو شہری آبادیوں میں لوٹ کھسوٹ اور قتل و غارت گری زیادہ بھیانک ہے۔“

امام شافعیؒ مزید فرماتے ہیں:

فإذا دعى أهل البغى فامتنعوا من الإجابة فقاتلوا فإنما أبيح

(۱) شافعی، کتاب الأم، ۳: ۲۱۸

قتال اهل البغی ما كانوا یقاتلون، وهم لا یكونون مقاتلین أبداً إلا مقبلین ممتنعین مریدین۔ فمتی زایلوا هذه المعانی فقد خرجوا من الحال التي أبیح بها قتالهم، وهم لا یخرجون منها أبداً إلا إلى أن تكون دماؤهم محرمة کھی قبل۔^(۱)

”جب باغی دہشت گردوں کو راہِ راست کی طرف پلٹنے کی دعوت دی جائے اور وہ اسے قبول کرنے سے گریزاں ہوں تو ان کے ساتھ جنگ کی جائے گی۔۔۔۔۔۔ پس باغی عناصر کے ساتھ جنگ اس وقت تک جائز ہے جب تک وہ مسلح عسکری کارروائیاں کرتے رہیں۔ وہ عسکری کارروائیاں ہمیشہ جاری نہیں رکھ سکتے بلکہ کبھی وہ سامنے آئیں گے اور کبھی ارادی طور پر مخفی (گوریلا) سرگرمیوں میں ملوث رہیں گے۔ لہذا جب بھی وہ مکمل طور پر پُر امن ہو جائیں تو وہ اپنے خلاف جنگ کے جواز کی حالت سے نکل آئیں گے، اور اگر وہ عسکری کارروائیوں سے باز رہیں گے تو ان کا خون پہلے کی طرح دوبارہ حرام ہوگا۔“

۴۔ مسلح بغاوت کے خلاف امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا عمل اور

فتویٰ

فتنہ پروری، دہشت گردی اور خونریزی سے حتی الوسع بچنے کے لئے ائمہ کرام نے ہمیشہ اعتدال پسندی ضبط و تحمل اور ہم آہنگی کا درس دیا ہے۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل نے خلقِ قرآن جیسے ایمانی مسئلے پر شدید دباؤ اور بے پناہ تکلیفیں حتیٰ کہ قید و بند اور کوڑوں کی صعوبتیں برداشت کرنے کے باوجود عامۃ المسلمین کو حکومتِ وقت کے خلاف بغاوت پر نہیں اکسایا۔ خلقِ قرآن کا فتنہ امتِ مسلمہ کے لئے خطرناک ترین فتنوں میں سے ایک تھا

(۱) شافعی، کتاب الأُم، ۴: ۲۱۸

جو معتزلہ کے انتہا پسندانہ عقائد کی پیداوار تھا اور اس نے حکمرانوں کو اپنی پلیٹ میں لے لیا تھا۔ خوارج کے فکری وارث ”معتزلہ“ ریاست کے اہم امور میں اچھی خاصی مداخلت کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور میں بغداد اور بلادِ اسلام کی بڑی بڑی شخصیات حکومتی مخالفت اور مظالم کا شکار ہوئیں جن میں خود امام احمد بن حنبل بھی شامل تھے۔ اسی فتنہ خلقِ قرآن کے سبب آپ کو کوڑے مارے گئے اور آپ کی شہادت واقع ہو گئی لیکن زندگی بھر آپ نے لوگوں کو بغاوت اور حکومت کے خلاف مسلح خروج سے روکے رکھا۔ آپ کی استقامت اور صبر و تحمل کے یہ واقعات بہت سی معروف کتب میں منقول ہیں۔ چنانچہ ابوبکر خلال نے اپنی کتاب ”السنة“ میں صحیح اسناد کے ساتھ اس کی تفصیل بیان کی ہے۔

حضرت ابو حارث فرماتے ہیں کہ انہوں نے امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل سے بغاوت کی اس تحریک کے متعلق پوچھا جو بغداد میں حکومت کے خلاف چل رہی تھی۔ کیونکہ بنو عباس کے حکمران معتزلہ سے متاثر ہو کر عامۃ المسلمین کے لئے مشکلات پیدا کر رہے تھے۔ امام احمد بن حنبل سے جب حکومت مخالف بغاوت میں شمولیت اور سرپرستی کی درخواست کی گئی تو آپ نے جو کلمات ادا فرمائے وہ کتنے واضح اور صریح ہیں، ملاحظہ ہوں:

سُبْحَانَ اللَّهِ، الدِّمَاءُ، الدِّمَاءُ، لَا أَرَى ذَلِكَ، وَلَا أَمْرٌ بِهِ، الصَّبْرُ
عَلَى مَا نَحْنُ فِيهِ خَيْرٌ مِنَ الْفِتْنَةِ يُسْفِكُ فِيهَا الدِّمَاءُ، وَيُسْتَبَاحُ
فِيهَا الْأَمْوَالُ، وَيَنْتَهَكُ فِيهَا الْمَحَارِمُ.^(۱)

”سبحان اللہ۔ خونریزی؟ خونریزی؟ میں اسے جائز نہیں سمجھتا۔ نہ میں اس کا حکم دیتا ہوں۔ ہم (حکومتی دباؤ کے نتیجے میں) جس صورت حال سے دوچار ہیں اس پر صبر کرنا اس فتنہ بغاوت سے بہتر ہے جس میں مسلمانوں کے ناحق

(۱) خلال، السنة، باب الإنكار على من خرج على السلطان: ۱۳۲، رقم:

خون بہائے جائیں، مال لوٹے جائیں اور عزتیں اور حرمتیں پامال ہوں۔“

لوگوں نے پھر اصرار کیا اور کہا کہ کیا آج ہم ایک ایسے فتنہ میں مبتلا نہیں جس کو ختم کرنے کے لئے جہاد ضروری ہو جاتا ہے؟ مخاطب کی بات سن کر آپ نے فرمایا: بلاشبہ یہ ایک فتنہ ہے جو تھوڑے دنوں میں ختم ہو جائے گا لیکن اگر اس کے مقابلے میں تلواریں نیام سے نکل آئیں تو قتل عام ہوگا اور امن اور خیر کے دروازے بند ہو جائیں گے۔ لہذا آپ ان حالات کو صبر و تحمل کے ساتھ گزارنے کی تلقین فرماتے رہے۔

خليفة واثق بالله کے عہد میں بغاوت نے جب زیادہ زور پکڑ لیا تو تمام فقہائے بغداد جمع ہو کر امام احمد بن حنبلؒ کے پاس حاضر ہوئے اور بگڑتی ہوئی صورت حال کا تذکرہ کیا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ تمام جلیل القدر علماء نے متفقہ طور پر عرض کیا کہ ہم آپ سے مشورہ کرنے آئے ہیں کیونکہ ہم تو حکومتی موقف سے تنگ آ چکے ہیں اور خليفة واثق بالله کے خلاف بغاوت میں شامل ہو کر اس کا تختہ الٹنا چاہتے ہیں۔ آپ نے انہیں سمجھایا اور فرمایا کہ بلاشبہ معاملہ خطرناک ہو چکا ہے مگر آپ لوگ حکومت کی اتھارٹی اور حاکمیت کو چیلنج کرنے کا ارادہ ترک کر دیں۔ امام احمد بن حنبلؒ نے زور دے کر فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالنَّكَرَةِ بِقُلُوبِكُمْ، وَلَا تَخْلَعُوا يَدًا مِنْ طَاعَةٍ، وَلَا تَشُقُّوا عَصَا الْمُسْلِمِينَ، وَلَا تَسْفِكُوا دِمَاءَكُمْ وَدِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ مَعَكُمْ، انْظُرُوا فِي عَاقِبَةِ أَمْرِكُمْ، وَاصْبِرُوا حَتَّى يَسْتَرِيحَ بَرٌّ، أَوْ يُسْتَرَاخَ مِنْ فَاجِرٍ. لَا، هَذَا خِلَافُ الْأَثَارِ الَّتِي أُمِرْنَا فِيهَا بِالصَّبْرِ. (۱)

”تم دل میں اس مسئلہ کو برا سمجھو لیکن حکومت وقت کی حاکمیت یعنی نظم اور

(۱) خلال، السنة، باب الإنكار على من خرج على السلطان: ۱۳۳، رقم:

اتھارٹی کو چیلنج نہ کرو اور مسلمانوں کی قوت اور وحدت کو نہ توڑو اور اپنا اور مسلمانوں کا خون مت بہاؤ اور اپنے اس معاملہ کے انجام پر غور کرو اور صبر کرو یہاں تک کہ نیک آدمی کو آرام ملے یا فاسق و فاجر سے چھٹکارا حاصل ہو جائے۔ اور یہ خروج ان آثار (یعنی صحابہ و تابعین کی روایات اور تعلیمات) کے خلاف ہے جن میں ہمیں ایسے حالات میں صبر کا حکم دیا گیا ہے۔“

۵۔ بغاوت کے بارے میں امام سفیان ثوریؒ کا فتویٰ

امیر المؤمنین فی الحدیث امام سفیان ثوریؒ (م ۱۶۱ھ) سے لوگوں نے خلیفہ ہارون الرشید کے مقابلے میں مسلح جدوجہد کے متعلق فتویٰ مانگا اور آپ کو باغیانہ تحریک میں شمولیت کی طرف متوجہ کیا لیکن آپ نے بھی لوگوں کو سمجھایا اور صبر و تحمل کے ساتھ فتنے سے دور رہنے کی تلقین فرمائی اور سائل سے کہا:

كَفَيْتُكَ هَذَا الْأَمْرَ، وَنَفَرْتُ لَكَ عَنْهُ، اجْلِسْ فِي بَيْتِكَ. (۱)

”میں نے تجھے اس معاملہ سے بے نیاز کر دیا ہے اور معاملے کی وضاحت کر دی ہے۔ تم اس بغاوت کی تحریک سے بالکل الگ رہو۔“

۶۔ بغاوت کے بارے میں امام ماوردیؒ کا فتویٰ

امام ماوردیؒ (م ۴۵۰ھ) نے ”الأحكام السلطانية“ میں باغیوں اور دہشت گردوں کے بارے میں تفصیلی احکام بیان کئے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ باغیوں سے جنگ کی جائے گی تا آنکہ وہ حکومت کے نظم کو تسلیم کر لیں۔ امام ماوردیؒ نے اس امر کا استنباط سورۃ الحجرات کی درج ذیل آیت نمبر ۹ سے کیا ہے:

(۱) خلال، السنة، باب الإنكار على من خرج على السلطان: ۱۳۷، رقم:

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝

”اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ کریں تو اُن کے درمیان صلح کرادیا کرو، پھر اگر ان میں سے ایک (گروہ) دوسرے پر زیادتی اور سرکشی کرے تو اس (گروہ) سے لڑو جو زیادتی کا مرتکب ہو رہا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، پھر اگر وہ رجوع کر لے تو دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو بہت پسند فرماتا ہے ۝“

امام ماوردیؒ نے اس آیت مبارکہ سے درج ذیل نکات اخذ کئے ہیں:

۱۔ وفی قوله: ﴿فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ﴾ وجہان: أحدهما بغت بالتعدی فی القتال؛ والثانی بغت بالعدول عن الصلح.

”آیت مذکورہ کے الفاظ فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ کے دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ جنگ میں زیادتی کر کے باغی ہو جائے، دوسرا یہ کہ صلح سے رُوگردانی کر کے باغی ہو جائے۔“

۲۔ وقوله ﴿فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي﴾ یعنی بالسيف ردعا عن البغی وزجرا عن المخالفة.

”فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي کا مطلب یہ ہے کہ ان سے مسلح جنگ کی جائے تاکہ وہ بغاوت اور مخالفت سے باز آجائیں۔“

۳۔ وفي قوله تعالى: ﴿حَتَّى تَفِىءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ﴾: حتى ترجع إلى الصلح الذي أمر الله تعالى به وهو قول سعيد بن جبیر.

”حَتَّى تَفِىءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ“ کا حضرت سعید بن جبیر ؓ نے یہ مفہوم بیان کیا ہے تا آنکہ اُس صلح کی جانب لوٹ آئیں جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔“

۴۔ ﴿فَإِنْ فَاءَتْ﴾ اُی رجعت عن البغي. ^(۱)

”فَإِنْ فَاءَتْ“ کا مطلب یہ ہے کہ بغاوت ترک کر دیں۔“

۷۔ دہشت گردوں کی سرکوبی واجب ہے۔ امام سرخسیؒ کا فتویٰ

فقہ حنفی کے عظیم امام شمس الائمہ امام سرخسی (م ۷۸۳ھ) نے باغی گروہ کی سرکوبی کو نہ صرف جائز بلکہ فرض قرار دیا ہے۔ ذیل میں امام سرخسیؒ کا فتویٰ ملاحظہ ہو:

فحينئذ يجب على من يقوى على القتال أن يقاتل مع إمام المسلمين الخارجين لقوله تعالى: ﴿فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي﴾ ^(۲) والأمر حقيقة للوجوب، ولأن الخارجين قصدوا أذى المسلمين وإمالة الأذى من أبواب الدين، وخروجهم معصية ففي القيام بقتالهم نهى عن المنكر وهو فرض ولأنهم يهيجون الفتنة. قال ﷺ: الفتنة نائمة لعن الله من أيقظها. فمن كان ملعوناً على لسان صاحب الشرع صلوات الله عليه يقاتل معه. ^(۳)

(۱) ماوردی، الأحكام السلطانية: ۵۹

(۲) الحجرات، ۹: ۴۹

(۳) سرخسی، کتاب المبسوط، ۱۰: ۱۲۴

”پس اس وقت ہر اس شخص پر جو جنگ میں شرکت کرنے کی طاقت اور قوت رکھتا ہو واجب ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق ﴿پھر اگر ان میں سے ایک (گروہ) دوسرے پر زیادتی اور سرکشی کرے تو اس (گروہ) سے لڑو جو زیادتی کا مرتکب ہو رہا ہے﴾ باغیوں کے خلاف مسلم حکومت کی مدد کرے۔ یہاں امر، وجوب کے لئے آیا ہے کیونکہ خروج و بغاوت کرنے والوں نے مسلمانوں کو اذیت دینے کا منصوبہ بنایا ہے۔ اسی طرح تکلیف و اذیت کو دور کرنا دین کے امور میں سے ہے اور ان کا یہ خروج معصیت کے زمرہ میں آتا ہے۔ سو ان کے خلاف جہاد کرنا بھی عن المنکر ہے جو کہ فرض ہے اس لئے کہ وہ فتنہ کو ہوا دیتے ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: فتنہ سویا ہوا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت بھیجے جس نے اسے جگایا۔ اور جو صاحب شریعت علیہ الصلاۃ والسلام کی زبان اقدس سے ملعون قرار پا چکا اس کے خلاف جہاد کیا جانا چاہیے۔“

۸۔ دہشت گردوں کو قتل کر دینا چاہیے۔ امام کاسانیؒ کا فتویٰ

فقہ حنفی کی مشہور کتاب بدائع الصنائع کے مصنف امام کاسانیؒ (م ۵۸۷ھ) کا فتویٰ ہے کہ باغی دہشت گردوں کو فساد فی الارض کے خاتمہ کے لئے قتل کیا جانا چاہئے۔ وہ لکھتے ہیں:

وَلَا نُهَمُّ سَاعُونَ فِي الْأَرْضِ بِالْفُسَادِ، فَيَقْتُلُونَ دَعَاً لِلْفُسَادِ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ. وَإِنْ قَاتَلَهُمْ قَبْلَ الدَّعْوَةِ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ، لِأَنَّ الدَّعْوَةَ قَدْ بَلَغَتْهُمْ لَكُونُهُمْ فِي دَارِ الْإِسْلَامِ وَمِنَ الْمُسْلِمِينَ أَيْضًا. وَيَجِبُ عَلَى كُلِّ مَنْ دَعَاهُ الْإِمَامُ إِلَى قِتَالِهِمْ أَنْ يَجِيبَهُ إِلَى ذَلِكَ، وَلَا يَسْعَهُ التَّخَلُّفُ إِذَا كَانَ عِنْدَهُ غِنَا وَقُدْرَةٌ لِأَنَّ طَاعَةَ الْإِمَامِ فِيمَا

لیس بمعصیۃ فرض، فکیف فیما هو طاعة۔^(۱)

”چونکہ وہ دہشت گردی کے مرتکب ہوتے ہیں سو انہیں دہشت گردی کے خاتمہ کی خاطر قتل کیا جائے گا۔ اور اگر حکومت انہیں (راہِ راست پر آنے کی) دعوت دینے سے پہلے ہی ان کے ساتھ جنگ کرے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ دعوت انہیں پہنچ چکی ہے، وہ مسلم ملک میں ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ ہر اس شخص پر واجب ہے جس کو حکومتِ وقت ان کے خلاف جنگ کرنے کی دعوت دے کہ وہ حکومت کی دعوت کو قبول کرے اور اس کے لئے جنگ سے پیچھے رہنے کی گنجائش نہیں ہے جبکہ وہ جنگ کی طاقت اور قدرت رکھتا ہو کیونکہ حکومت کی اتھارٹی کو تسلیم کرنا جس میں کوئی معصیت نہ ہو فرض ہے، اور جو چیز ہو ہی معصیت سے خالی تو اس کو ماننا تو بدرجہ اولیٰ لازم ہے۔“

۹۔ بغاوت کے خاتمے تک جنگ جاری رکھی جائے

امام مرغینانیؒ کا فتویٰ

مسلمان ریاست میں کلمہ گو لوگوں کو قتل کرنے والے دہشت گردوں کے خلاف کارروائی کب تک جاری رکھی جانی چاہئے اس پر فقہ حنفی کی معروف کتاب ”الہدایۃ“ کے مصنف امام مرغینانی (م ۵۹۳ھ) فرماتے ہیں:

وَإِذَا تَغَلَّبَ قَوْمٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى بَلَدٍ، وَخَرَجُوا مِنْ طَاعَةِ الْإِمَامِ، دَعَاهُمْ إِلَى الْعُودِ إِلَى الْجَمَاعَةِ، وَكَشَفَ عَنْ شَبْهَتِهِمْ لِأَنْ عَلِيًّا ﷺ فَعَلَ ذَلِكَ بِأَهْلِ حُرُورَاءَ قَبْلَ قِتَالِهِمْ، وَلِأَنَّهُ أَهْوَنُ الْأَمْرِينِ وَلَعَلَّ الشَّرَّ يَنْدَفِعُ بِهِ، فَيَبْدَأُ بِهِ وَلَا يَبْدَأُ بِقِتَالٍ حَتَّى يَبْدُوهُ،

(۱) کاسانی، بدائع الصنائع، ۷: ۱۴۰

فَإِنْ بَدَأَهُ قَاتِلُهُمْ حَتَّى يَفْرُقَ جَمْعَهُمْ. (۱)

”جب مسلمانوں کا کوئی گروہ کسی علاقہ پر قبضہ جمالے اور مسلم ریاست کے نظم اور اتھارٹی کو چیلنج کر دے تو حکومت کو چاہیے کہ وہ انہیں اپنی عمل داری میں آنے کی دعوت دے اور ان کے شبہات کا ازالہ کرے کیونکہ حضرت علیؓ نے اہل حروراء کے ساتھ جنگ کرنے سے پہلے ایسا ہی کیا تھا اس لئے کہ یہ دو کاموں (جنگ اور مذاکرات) میں سے آسان کام ہے اور اس لئے بھی کہ شاید فتنہ اس سے ختم ہو جائے۔ سو اسی سے آغاز کیا جائے اور جنگ کی ابتداء نہ کی جائے یہاں تک کہ وہ اس میں پہل کریں۔ پس اگر وہ جنگ میں پہل کرتے ہوئے ہتھیار اٹھالیں تو ان کے ساتھ خوب لڑائی کرو یہاں تک کہ ان کی جمعیت منتشر ہو جائے اور ان کی قوت کا خاتمہ ہو جائے۔“

۱۰۔ مسلح بغاوت کرنے والے کافر و مرتد ہیں

امام ابن قدامہ کا فتویٰ

امام ابن قدامہ المقدسی (م ۶۲۰ھ) نے ”المغنی“ میں ”قتال اهل البغی“ کے عنوان سے باب باندھا ہے جس میں انہوں نے باغیوں سے متعلق محدثین کرام کے حوالے سے یہ فتویٰ دیا ہے:

وذهب طائفة من أهل الحديث إلى أنهم كفار مرتدون، حكمهم حكم المرتدين وتباح دماؤهم وأموالهم. فإن تحيزوا في مكان وكانت لهم منعة وشوكة، صاروا أهل حرب كسائر الكفار، وإن كانوا في قبضة الإمام استتابهم كاستتابه المرتدين.

(۱) مرغینانی، الہدایۃ آخرین، کتاب السیر، باب البغاة: ۵۷۳

فَإِنْ تَابُوا وَإِلَّا ضَرَبْتَ أَعْنَاقَهُمْ، وَكَانَتْ أَمْوَالُهُمْ فِينَا لَا يَرِثُهَا وَرَثَتُهُمُ الْمُسْلِمِينَ. (۱)

”محمدؐ شینِ کرام کے ایک طبقہ کے مطابق باغی دہشت گرد کافر اور مرتد ہیں اور ان کا حکم مرتدین جیسا ہوگا، اُن کے خون اور مال کو مباح قرار دیا جائے گا۔ اگر وہ اپنے آپ کو ایک جگہ محدود کر لیں اور ان کے پاس قوت اور محفوظ پناہ گاہیں ہوں تو وہ لوگ برسرِ پیکار کفار کی طرح اہلِ حرب ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ حکومتِ وقت کے دائرہ اختیار میں ہوں تو انہیں توبہ کا موقع دیا جائے گا، اگر وہ توبہ کر لیں تو ٹھیک ورنہ ان کی گردنیں اڑا دی جائیں گی اور ان کے مال ”مالِ فتنہ“ شمار ہوں گے، ان کے مسلمان ورثاء ان کے وارث نہیں ہوں گے۔“

۱۱۔ باغیوں کے قتل پر صحابہؓ کا اجماع - امام نوویؒ کا فتویٰ

امام نووی (م ۶۷۶ھ) نے اپنی کتاب ”روضۃ الطالبین“ میں لکھا ہے کہ باغی دہشت گردوں کو قتل کرنا اجماعِ صحابہ سے ثابت ہے۔ انہوں نے کہا ہے:

قال العلماء: ويجب قتال البغاة ولا يكفرون بالبغي، وإذا رجع الباغى إلى الطاعة قبلت توبته وترك قتاله، وأجمعت الصحابة على قتال البغاة. (۲)

”تمام علماء نے کہا ہے: باغیوں کو قتل کرنا واجب ہے اور ان کو بغاوت کی وجہ سے کافر قرار نہیں دیا جائے گا اور باغی اگر اطاعت کی طرف رجوع کر لے تو اُس کی توبہ قبول کی جائے گی اور اس کے ساتھ جنگ ترک کر دی جائے گی۔ بغاوت کرنے والوں کے قتل پر تمام صحابہ کرامؓ کا اجماع تھا۔“

(۱) ابن قدامة، المغنی، ۹: ۴

(۲) نووی، روضۃ الطالبین، ۱۰: ۵۰

امام نووی نے اپنی کتاب ’روضۃ الطالبین‘ میں باغی دہشت گردوں کی تکفیر کے حوالے سے جمہور کا موقف ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

وأطلق بغوی أنهم إن قاتلوا فهم فسقة وأصحاب بهت،
فحكمهم حكم قطاع الطريق. فهذا ترتيب المذهب
والمنصوص، وما قاله الجمهور وحكى الإمام في تكفير
الخوارج وجهين. قال: فإن لم نكفرهم فلهم حكم المرتدين،
وقيل حكم البغاة. فإن قلنا كالمرتدين لم تنفذ أحكامهم.^(۱)

”امام بغوی نے علی الاطلاق کہا ہے کہ اگر وہ جنگ کریں تو وہ فاسق اور جھوٹے لوگ ہیں۔ پس ان کا حکم ڈاکوؤں کے حکم کی طرح ہوگا۔ یہ مذہب اور نص کی ترتیب ہے، یہی جمہور نے کہا ہے۔ امام بغوی نے خوارج کی تکفیر میں بیان کیا ہے کہ اس میں دو صورتیں ہیں۔ انہوں نے کہا ہے: اگر ہم ان کو کافر قرار نہ دیں تو ان کے لئے مرتدین کا حکم ہوگا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اُن پر باغیوں کا حکم عائد ہوگا۔ پھر اگر ہم انہیں مرتدین کی طرح کہیں تو ان کے احکام نافذ نہیں کئے جائیں گے۔“

۱۲۔ دہشت گردوں کے خلاف حکومت سے تعاون

فتاویٰ تاتارخانیہ

جان و مال کی حفاظت چونکہ حکومت وقت کا فرض ہے اس لئے امن و امان برباد کرنے اور معاشرے میں خوف و ہراس پھیلانے والوں کے خلاف مسلم حکومت کا فریضہ ہے کہ وہ ان سے آہنی ہاتھوں سے نمٹے تاکہ حکومتی نظم بحال ہو۔ ایسی صورت میں لوگوں پر

(۱) نووی، روضۃ الطالبین، ۱۰: ۵۱، ۵۲

ضروری ہے کہ وہ حکومت کی مکمل تائید کریں۔ فتاویٰ تاتار خانہ میں علامہ عالم بن العلاء الاندریتی الدہلوی (م ۷۸۶ھ) نے یہ فتویٰ دیا ہے:

يجب أن يعلم أن أهل البغي قوم من المسلمين، يخرجون على الإمام العدل ويمتنعون عن أحكام أهل العدل، فالحكم فيهم أنهم إذا تجهزوا واجتمعوا حل لإمام أهل العدل أن يقاتلهم، وعلى كل من يقدر على القتال أن يقوم بنصرة إمام أهل العدل. (۱)

”اس بات کا جاننا از حد ضروری ہے کہ مسلمانوں میں سے وہ دہشت گرد اور باغی عناصر جو مسلم ریاست کے خلاف خروج یعنی مسلح جدوجہد کرتے ہیں اور عدالتی احکامات کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں، ان کے متعلق حکم یہ ہے کہ جب وہ عسکری طور پر تیاری کر لیں اور مسلح کارروائی کے لئے جمع ہو جائیں تو حکومت کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ ان دہشت گرد باغیوں کے خلاف جنگ و قتال کرے اور اس ملک کے ہر اس شہری پر حکومت کی اعانت و حمایت لازم ہو جاتی ہے جو کسی حوالے سے بھی جنگ کی صلاحیت و استطاعت رکھتا ہے۔“

۱۳۔ باغیوں کے خلاف جنگ حکومت پر لازم ہے

امام ابراہیم بن مفلح الحنبلیؒ کا فتویٰ

امام ابراہیم بن محمد عبد اللہ بن مفلح الحنبلی (م ۸۸۴ھ) نے بھی امام نووی کی طرح دہشت گرد باغیوں کو رجوع کی دعوت نہ ماننے پر قتل کرنے کا فتویٰ دیا ہے۔

أصل من كفر أهل الحق والصحابة واستحل دماء المسلمين فهم

(۱) اندریتی، الفتاوی التاتارخانیة، ۴: ۱۷۲

بغاة فی قول الجماهير، تتعين استتابتهم، فإن تابوا وإلا قتلوا علی إفسادهم لا علی كفرهم۔^(۱)

”در اصل جس آدمی نے اہل حق اور صحابہ ﷺ کو کافر قرار دیا (جیسا کہ خوارج نے کیا) اور مسلمانوں کے خون حلال کر لیے تو جمہور کے قول کے مطابق یہ باغی ہیں۔ ان کے لیے یہ بات متعین ہے کہ اُن سے توبہ طلب کی جائے۔ پھر اگر وہ توبہ کر لیں تو ٹھیک ورنہ انہیں ان کے فساد پھیلانے کی وجہ سے قتل کر دیا جائے گا نہ کہ ان کے کفر کی وجہ سے۔“

وہ مزید لکھتے ہیں:

فإن فإؤوا وإلا قاتلهم وعلی رعیتہ معونته علی حربہم، فإن استنظروہ مدة رجا فلا یمکن ذلک فی حقہم، فإن أبوا الرجوع وعظہم وخوفہم القتال لأن المقصود دفع شرہم لا قتلہم، فإن فإؤوا أی رجعوا إلی الطاعة وإلا قاتلہم أی یلزم القادر قتالہم لإجماع الصحابة علی ذلک۔^(۲)

”پھر اگر وہ باز آئیں تو درست ورنہ ان سے جنگ کی جائے گی اور ریاست کے شہریوں پر فرض ہے کہ وہ ان کے خلاف جنگ میں حکومت کی مدد کریں۔ پھر اگر یہ خوارج (یا ان کی مثل دیگر دہشت گرد گروہ) کچھ مدت کے لیے مہلت مانگیں تو ان کے حق میں یہ ممکن نہیں ہے۔ پھر اگر وہ اپنی روش سے باز آنے سے انکار کر دیں تو حکومت ان کو نصیحت کرے اور جنگ سے ڈرائے

(۱) ابن مفلح، المبدع، ۹: ۱۶۰

(۲) ابن مفلح، المبدع، ۹: ۱۶۱

کیونکہ مقصود ان کا قتل نہیں بلکہ ان کے شر کو دور کرنا ہے۔ اگر وہ حکومت کا نظم اور اتھارٹی تسلیم کر لیں تو ٹھیک ورنہ حکومت ان کے خلاف جنگ کرے یعنی ان پر قدرت رکھنے والی حکومت پر ان کے خلاف جنگ کرنا لازم ہے کیونکہ اس پر صحابہ کرام ؓ کا اجماع ہے۔“

۱۴۔ علامہ زین الدین ابن نجیم حنفیؒ کا فتویٰ

فقہائے احناف کی جلیل القدر کتاب ”البحر الرائق شرح كنز الدقائق“ کے مصنف علامہ زین الدین بن نجیم حنفی (م ۹۷۰ھ) نے دہشت گردی اور بغاوت کے احکامات پر تفصیلی بحث کی ہے۔ امام ابو البركات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی (۱۷۰ھ) کی ”كنز الدقائق“ میں ایک قول پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قوله خرج قوم مسلمون عن طاعة الإمام وغلبوا على بلد دعاهم إليه وكشف شبهتهم بأن يسألهم عن سبب خروجهم، فإن كان لظلم منه أزاله وإن قالوا الحق معنا والولاية لنا، فهم بغاة، لأن علياً ؑ فعل ذلك بأهل حروراء قبل قتالهم ولأنه أهون الأمرين. ولعل الشر يندفع به، فيبدأ به استحباباً لا وجوباً. فإن أهل العدل لو قاتلوهم من غير دعوة إلى العود إلى الجماعة، لم يكن عليهم شيء، لأنهم علموا ما يقاتلون عليه، فحالهم كالمرتدين وأهل الحرب بعد بلوغ الدعوة.^(۱)

”امام نسفی کا یہ کہنا کہ وہ مسلمان قوم ہیں جو مسلم حکومت کی اطاعت سے نکل

(۱) ابن نجیم، البحر الرائق، ۵: ۱۵۱

آئے اور کسی شہر پر انہوں نے غلبہ حاصل کر لیا تو ان کو حاکم وقت بلائے اور ان کے شبہات کو دور کرے۔ ان سے ان کے خروج کا سبب معلوم کرے۔ اگر حاکم کی طرف سے ظلم ہو رہا ہے تو اس کا ازالہ کیا جائے۔ اگر وہ لوگ اصرار کرتے ہوئے کہیں کہ ہم ہی حق پر ہیں یعنی باقی لوگ گمراہ ہیں اور حکومت کا حق صرف ہمیں حاصل ہے تو یہ باغی لوگ ہیں اور ایسے باغیوں کی سزا مرتدین کی طرح ہوگی کیونکہ حضرت علیؓ نے اہل حروراء کے ساتھ لڑنے سے پہلے یہی عمل کیا تھا اور اس لئے بھی کہ یہ لڑائی اور مذاکرات میں سے آسان طریقہ ہے۔ ممکن ہے کہ شر اس سے دور ہو جائے اور قتال کی نوبت نہ آنے پائے، اس لئے اسی سے ابتدا کرنا بہتر اور مستحب ہے مگر لازم نہیں۔ کیونکہ اگر مسلمان حکومت انہیں جماعت کی طرف پلٹ آنے کی دعوت نہ بھی دے اور ان سے جنگ کرے تو بھی حکومت پر شرعاً کوئی گناہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان کو پتہ ہے کہ جنگ کس وجہ سے ہو رہی ہے۔ ان کا حال مرتدوں اور اہل حرب کافروں جیسا ہے جن کے پاس دعوت پہنچ چکی ہے۔“

۱۵۔ علامہ جزیری کا فتویٰ

علامہ عبد الرحمن الجزیری (م ۱۳۵۹ھ) ”الفقہ علی المذاہب الأربعة“ میں جمہور فقہاء کی تائید کرتے ہوئے شریکوں کے خلاف جنگ کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

لو خرج جماعة على الإمام ومنعوا حقاً لله أو لآدمي، أو أبوا طاعته يريدون عزله، ولو كان جائراً، فيجب على الإمام أن ينذر هؤلاء البغاة، ويدعهم لطاعته، فإن هم عادوا إلى الجماعة

ترکھم، وإن لم یطیعوا أمرہ قاتلھم بالسیف۔^(۱)

”اگر لوگوں کا ایک گروہ مسلمان حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کرے اور حقوق اللہ یا حقوق العباد کی ادائیگی میں رکاوٹ پیدا کرے یا حکومت کی معزولی کے ارادے سے اس کی اتھارٹی کو تسلیم کرنے سے انکار کرے خواہ یہ حکومت خطا کار ہی ہو تو حکومت وقت پر لازم ہے کہ ان سرکشوں کو انجام بد سے ڈرائے اور انہیں حکومت کی اتھارٹی اور نظم کو ماننے کی دعوت دے، پس اگر وہ مسلمانوں کی ہیئت اجتماعی کی حاکمیت کی طرف پلٹ آئیں تو انہیں چھوڑ دیا جائے اور اگر وہ حکومت کی اتھارٹی کو تسلیم کرنے سے انکار کریں تو حکومت ان کے خلاف جنگ کرے۔“

درج بالا فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مذاہب اربعہ کے جملہ ائمہ کبار اس بات پر متفق ہیں کہ مسلم ریاست کے خلاف مسلح بغاوت جائز نہیں خواہ اس کی کچھ بھی تاویل کی جائے۔ ریاست کا نظم اور اتھارٹی قائم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے اور مسلم ریاست کے جملہ شہریوں کو مسلح بغاوت کی سرکوبی میں ریاست کی معاونت اور مدد کرنی چاہیے۔

(۱) جزیری، کتاب الفقہ علی المذاہب الأربعة، ۵: ۴۱۹

باب پنجم

خوارج کے بارے میں معاصر سلفی علماء کے فتاویٰ

اسلامی ریاست کے خلاف دہشت گردوں کی طرف سے کی جانے والی خون ریزی کو ہر مکتب فکر کے علماء نے ہمیشہ رد کیا ہے اور اسے خلاف شریعت قرار دیا ہے۔ دور جدید کے معروف سلفی علماء نے بھی اپنے اپنے فتاویٰ میں مسلم ریاست کے خلاف بغاوت، فتنہ انگیزی اور خون ریزی کو صحیح احادیث مبارکہ کی مخالفت قرار دیا ہے۔ انہوں نے واضح طور پر لکھا ہے کہ مسلمانوں کو کافر قرار دینا اور انہیں قتل کرنا یا ظلم و زیادتی کا نشانہ بنانا خوارج کا ہی وطیرہ ہے، اور ایسا کرنے والوں کے لئے وہی حکم ہوگا جو خوارج کے لئے تھا۔

۱۔ دہشت گرد دورِ حاضر کے خوارج ہیں

علامہ ناصر الدین البانی کا فتویٰ

عرب دنیا کے نامور سلفی عالم محمد ناصر الدین البانی دہشت گردوں کے بارے میں اپنا موقف یوں بیان کرتے ہیں:

والمقصود أنهم سنّوا في الإسلام سنة سيئة، وجعلوا الخروج على حكام المسلمين ديناً على مرّ الزمان والأيام، رغم تحذير النبي ﷺ منهم في أحاديث كثيرة، منها قوله ﷺ: الخوارج كلاب النار. ورغم أنهم لم يروا كفراً بواحاً منهم، وإنما ما دون ذلك من ظلم وفجور وفسق.

والیوم والتاریخ یعید نفسه کما یقولون، فقد نبتت نابتة من الشباب المسلم لم یتفقّھوا فی الدین إلا قلیلاً. ورأوا أن الحکام لا یحکمون بما أنزل الله إلا قلیلاً، فأروا الخروج علیهم دون أن یتشیروا أهل العلم والفقہ والحکمة منهم بل رکبوا رؤوسهم آثاروا فتناً عمیاء وسفکوا الدماء فی مصر، وسوریا، والجزائر وقبل ذالک فتنۃ الحرم المکی فخالفوا بذلک هذا الحدیث الصحیح الذی جرى علیه عمل المسلمین سلفاً وخلفاً إلا الخوارج. (۱)

”مقصود یہ ہے کہ انہوں نے اسلام میں برے اعمال شروع کیے اور مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ مسلمان حکمرانوں کے خلاف بغاوت کرنا اپنا دین بنا لیا، باوجود اس کے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے بہت ساری احادیث میں ان دہشت گرد (خوارج) سے متعلق مسلمانوں کو خبردار کیا ہے۔ ان میں سے آپ ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ بھی ہے کہ خوارج دوزخ کے کتے ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ مسلمانوں نے ان سے واضح کفر ظاہر ہوتے ہوئے نہیں دیکھا مگر ان کا ظلم، فُجور اور فسق ظاہر و عیاں ہے۔

”اور جیسا کہ کہا جاتا ہے تاریخ اپنے آپ کو دہرائی ہے۔ پس ان خوارج سے مسلمان نوجوانوں کی ایک نسل پروان چڑھی ہے جو دین کا بہت کم فہم رکھتے ہیں۔ ان کے خیال میں حکمران اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق حکومت نہیں کرتے مگر ان میں سے کچھ (احکام نافذ کرتے ہیں)۔ پس وہ اہل

(۱) البانی، سلسلۃ الأحادیث الصحیحة، المجلد السابع، القسم الثانی:

علم، فقہاء اور اصحابِ حکمت کے مشورہ کے بغیر مسلم ریاست کے خلاف مسلح بغاوت کرتے ہیں بلکہ وہ ان کے سروں پر سوار ہو گئے اور اندھا دھند فتنہ بپا کیا۔ انہوں نے مصر، شام اور الجزائر میں خون ریزی کی ہے اور اس سے پہلے حرم مکہ میں بھی فتنہ انگیزی کی۔ پس انہوں نے اس صحیح حدیث کی مخالفت کی جس پر سوائے خوارج کے متقدمین اور متاخرین مسلمانوں کا عمل رہا۔“

۲۔ مسلمانوں کو کافر قرار دینا خوارج کی علامت ہے

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کا فتویٰ

سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں جو کہ ان کی آفیشل ویب سائٹ www.binbaz.org.sa/mat/1934 پر موجود ہے:

”جب ان سے سوال کیا گیا کہ یہ کلام اصل میں اہل السنّت والجماعت کے اصولوں میں سے ہے لیکن یہاں پر بڑے افسوس کے ساتھ اہل السنّت والجماعت میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اس فکر کو پست خیال کرتے ہیں، اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں ذلت اور خواری ہے۔ یہ بات اس لئے کہی گئی تاکہ وہ نوجوانوں کو دعوت دیں کہ وہ نظام میں تبدیلی کی خاطر تشدد پیدا کریں۔“

اس بات کو رد کرتے ہوئے شیخ عبدالعزیز بن باز لکھتے ہیں:

هذا غلط من قائله، وقلة فهم؛ لأنهم ما فهموا السنة ولا عرفوها كما ينبغي، وإنما تحملهم الحماسة والغيرة لإزالة المنكر على أن يقعوا فيما يخالف الشرع كما وقعت الخوارج، حملهم حب نصر الحق أو الغيرة للحق، حملهم ذالك على أن وقعوا في

الباطل حتی کفروا المسلمین بالمعاصی کما فعلت الخوارج،
فالخوارج کفروا بالمعاصی، وخلدوا العصاة فی النار. ^(۱)

”سوال پوچھنے والے کی یہ غلطی اور کم فہمی ہے کیونکہ انہوں نے سنت کو اُس طرح نہ سمجھا اور پہچانا جس طرح اس کی معرفت ضروری تھی۔ مگر ان کے جذبات اور غیرت نے انہیں برائی کے خاتمہ کے لیے غیر شرعی کام کرنے پر آمادہ کیا ہے جیسے کہ خوارج نے کیا تھا۔ حق کے لئے مدد کی محبت اور حق کے لئے غیرت نے انہیں اس پر ابھارا لیکن غیرت اور بغاوت میں عدم تفریق کی غلطی نے انہیں گمراہی اور پستی میں گرا دیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے مسلمانوں کو گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے کافر کہا جیسا کہ خوارج نے کہا تھا۔ پس خوارج بھی گناہوں کی بنا پر تکفیر کرتے تھے اور گناہ گار کو دائمی جہنمی قرار دیتے تھے۔“

شیخ عبدالعزیز بن باز دین میں شدت اور انتہا پسندی کے برعکس اہل سنت کا مؤقف یوں بیان کرتے ہیں:

والذي عليه أهل السنة - وهو الحق - أن العاصي لا يكفر بمعصيته ما لم يستحلها فإذا زنا لا يكفر، وإذا سرق لا يكفر، وإذا شرب الخمر لا يكفر، ولكن يكون عاصيا ضعيف الإيمان فاسقا تقام عليه الحدود، ولا يكفر بذلك إلا إذا استحل المعصية وقال: إنها حلال. وما قاله الخوارج في هذا باطل، وتكفيرهم للناس باطل؛ ولهذا قال فيهم النبي ﷺ: إنهم يمرقون من الدين مروق السهم من الرمية، ثم لا يعودون إليه يقاتلون أهل الإسلام ويدعون أهل الأوثان. ^(۲)

(1) www.binbaz.org.sa/mat/1934

(2) www.binbaz.org.sa/mat/1934

”اور جو (موقف) اہل سنت کا ہے وہی حق ہے۔ وہ یہ ہے کہ گناہ گار اپنے گناہوں کی وجہ سے کافر نہیں ہوتا جب تک کہ وہ ان گناہوں اور نافرمانی کے کاموں کو حلال نہ جانے۔ پس جب اس نے زنا کیا تو کافر نہیں ہوا اور جب چوری کی تو کفر کا مرتکب نہیں ہوا اور جب شراب پی تو کفر نہیں کیا بلکہ یہ گناہ گار، کمزور ایمان والا اور فاسق کہلائے گا، اس پر حدود جاری ہوں گی لیکن ان برے اعمال کی وجہ سے اسے کافر قرار نہیں دیا جائے گا جب تک کہ وہ اس گناہ کو حلال نہ جانے اور حلال نہ کہے۔ اس کے بارے میں جو خوارج نے کہا وہ باطل ہے اور ان کا لوگوں کو کافر قرار دینا بھی باطل ہے۔ اسی وجہ سے حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا: ”یہ دین سے اس طرح نکل جاتے ہیں جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ پھر وہ دین کی طرف نہیں پلٹتے۔ وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کریں گے اور بت پرستوں (صریحاً کفار) کو چھوڑ دیں گے۔“

آخر میں شیخ عبدالعزیز بن باز نوجوانوں اور دیگر تمام لوگوں کو خوارج کی تقلید سے منع کرتے ہوئے مذہب اہل سنت و جماعت پر چلنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

هذه حال الخوارج بسبب غلوهم وجهلهم وضلالهم، فلا يليق بالشباب ولا غير الشباب أن يقلدوا الخوارج، بل يجب أن يسيروا على مذهب أهل السنة والجماعة على مقتضى الأدلة الشرعية، فيقفوا مع النصوص كما جاءت، وليس لهم الخروج على السلطان من أجل معصية أو معاص وقعت منه، بل عليهم المناصحة بالمكاتبة والمشافهة، بالطرق الطيبة الحكيمة، وبالجدال بالتتي هي أحسن، حتى ينجحوا، وحتى يقل الشر أو

یزول ویکشر الخیر۔^(۱)

”خوارج کے یہ حالات ان کے (دین میں) غلو اور ان کی جہالت و گمراہی کی وجہ سے ہی ہوئے تھے۔ اس لئے اب ان نوجوانوں اور دیگر تمام لوگوں کے لئے ہرگز مناسب نہیں ہے کہ وہ خوارج کی تقلید کریں۔ بلکہ ضروری ہے کہ وہ شرعی دلائل کے تقاضوں کے مطابق مذہب اہل السنۃ والجماعت پر چلیں تاکہ وہ ان نصوص کے ساتھ وہی موقف اختیار کریں جس کے لئے وہ وارد ہوئی ہیں۔ اور ان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ حکومت وقت کے خلاف۔ اس کی نافرمانی یا ان غلطیوں کے سبب جو اس سے سرزد ہوئی ہیں۔ مسلح بغاوت کریں بلکہ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کو لکھ کر یا زبانی طور پر عمدہ حکمت بھرے طریقے اور احسن انداز سے بحث و مباحثہ کے ذریعے نصیحت کریں تاکہ وہ اس میں کامیاب ہوں، برائی کم ہو یا بالکل ختم ہو جائے اور بھلائی زیادہ ہو جائے۔“

۳۔ دور حاضر کے دہشت گرد جاہلوں کا ٹولہ ہے

شیخ صالح الفوزان کا فتویٰ

سعودی عرب کے ہی معروف سلفی مدرس علامہ صالح بن فوزان بن عبد اللہ الفوزان سے سوال کیا گیا کہ ”یہاں پر کچھ لوگ کہتے ہیں: اس ملک کی حکومت اور علماء نے جہاد کو معطل کر دیا ہے اور یہ عمل اللہ کے احکام کا انکار ہے۔ سو آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟“ اس پر انہوں نے جواب دیا:

هذا كلام جاهل، يدل على أنه ما عنده بصيرة ولا علم وأنه يكفر الناس، وهذا رأي الخوارج والمعتزلة، نسأل الله العافية، لكن

(1) www.binbaz.org.sa/mat/1934

مانسيء الظن بهم نقول هؤلاء جهال يجب عليهم أن يتعلموا قبل أن يتكلموا أما إن كان عندهم علم ويقولون بهذا القول، فهذا رأي الخوارج وأهل الضلال.^(۱)

”یہ جہالت پر مبنی کلام ہے جو ان لوگوں کی عدم بصیرت اور لاعلمی پر دلالت کرتا ہے، اسی وجہ سے وہ (مسلمان) لوگوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ یہ (درحقیقت) خوارج اور معتزلہ کی رائے ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے عافیت عطا فرمائے لیکن ہم ان کے بارے میں برا گمان نہیں رکھتے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ یہ جاہل (اور دین کی حقیقی تعلیمات سے بے بہرہ) لوگ ہیں۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ بات کرنے سے پہلے اس کا (کامل) علم حاصل کریں۔ اور اگر علم ہونے کے باوجود وہ لوگ ایسی بات کہتے ہیں تو یہ خوارج اور گمراہ لوگوں کی رائے ہے۔“

اسی طرح جب علامہ صالح الفوزان سے پوچھا گیا کہ کیا خوارج کی سوچ اور فکر رکھنے والے لوگ موجودہ زمانے میں بھی پائے جاتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا:

سبحان الله، وهذا الموجود، أليس هو فعل الخوارج، وهو تكفير المسلمين، وأشد من ذلك قتل المسلمين والاعتداء عليهم، هذا مذهب الخوارج.

وهو يتكون من ثلاثة أشياء: أولاً: تكفير المسلمين. ثانياً: الخروج عن طاعة ولي الأمر. ثالثاً: استباحة دماء المسلمين.

هذه من مذهب الخوارج، حتى لو اعتقد بقلبه ولا تكلم ولا عمل شيئاً، صار خارجاً في عقيدته ورأيه الذي ما أفصح عنه.^(۲)

(۱) فوزان، الجهاد وضوابطه الشرعية: ۴۹

(۲) فہد الحصین، الفتاویٰ الشرعیۃ فی القضايا العصریۃ

”سبحان اللہ! کیا یہ موجودہ فکر و عمل خوارج کا فعل نہیں ہے؟ مسلمانوں کو کافر قرار دینا اور اس سے بھی شدید تر یہ کہ مسلمانوں کو قتل کرنا اور انہیں ظلم و زیادتی کا نشانہ بنانا، یہ خوارج کا مذہب ہی تو ہے جو ان تین عناصر سے تشکیل پاتا ہے:

۱۔ مسلمانوں کو کافر قرار دینا

۲۔ حکومت وقت کے نظم اور اتھارٹی کو مسلح بغاوت کے ذریعے چیلنج کرنا

۳۔ مسلمانوں کے خون کو جائز و حلال قرار دینا

”یہ خوارج کا مذہب ہی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی اس پر صرف دل سے ہی عقیدہ رکھے اور قول و عمل سے اس کا اظہار نہ بھی کرے تو بھی وہ اپنے اس عقیدہ اور رائے کے اعتبار سے خارجی ہو گیا۔“

۴۔ دہشت گردانہ کارروائیاں جہاد نہیں مفتی نذیر حسین دہلوی کا فتویٰ

ہر ذی شعور اس بات سے آگاہ ہے کہ وطن عزیز میں جہاد کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اس حقیقت کو ہر مسلک میں تسلیم کیا گیا ہے۔ بطور ثبوت مسلک اہل حدیث کے مفتی سید نذیر حسین دہلوی کے فتاویٰ نذیریہ سے ایک مثال درج کی جا رہی ہے، جس میں انہوں نے جہاد سے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے جہاد کی شرائط بیان کی ہیں۔^(۱)

مفتی نذیر حسین دہلوی لکھتے ہیں:

”مگر جہاد کی کئی شرطیں ہیں جب تک وہ نہ پائی جائیں گی جہاد نہ ہوگا۔

(۱) مفتی صاحب کی عبارت من وعن نقل کی گئی ہے لیکن قارئین کی سہولت کے لئے حاشیے میں بعض عبارات کے حوالہ جات اور تراجم شامل کر دیے گئے ہیں۔

اول: یہ کہ مسلمانوں کا کوئی امام وقت و سردار ہو۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں ایک نبی کا انبیاء سابقین سے قصہ بیان فرمایا ہے کہ ان کی امت نے کہا کہ ہمارا کوئی سردار اور امام وقت ہو تو ہم جہاد کریں۔

لَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَا مِنْ بَنِي إِسْرَآءِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى إِذْ قَالُوا لِنَبِيِّ
لَهُمْ اَبْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ..... الْاِيَةِ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ جہاد بغیر امام کے نہیں کیونکہ اگر بغیر امام کے جہاد ہوتا تو ان کو یہ کہنے کی حاجت نہ ہوتی۔ کما لا يخفى اور شرائع من قبلنا جب تک اس کی ممانعت ہماری شرع میں نہ ہو، حجت ہے کما لا يخفى علی الماهر بالأصول، اور حدیث میں آیا ہے کہ امام ڈھال ہے اس کے پیچھے ہو کر لڑنا چاہیے۔ اور اس کے ذریعہ سے بچنا چاہیے۔ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيَتَّقَى بِهِ. الْحَدِيثُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ. (۲)

(۱) البقرة، ۲: ۲۴۶

”(اے حبیب!) کیا آپ نے بنی اسرائیل کے اس گروہ کو نہیں دیکھا جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد ہوا، جب انہوں نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کر دیں تاکہ ہم (اس کی قیادت میں) اللہ کی راہ میں جنگ کریں۔“ (ترجمہ از عرفان القرآن)

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب الجہاد والسیر، باب یقاتل من وراء

الإمام ویقتی بہ، ۳: ۱۰۸۰، رقم: ۲۷۹۷

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الإمارة، باب الإمام جنة یقاتل من ورائه

ویقتی بہ، ۳: ۱۷۷۱، رقم: ۱۸۴۱

”بے شک امام تو ڈھال کی طرح ہے کہ اس کے پیچھے لڑتے ہیں اور اس کی پناہ لیتے ہیں۔“

اس سے صراحتاً یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جہاد امام کے پیچھے ہو کے کرنا چاہیے، بغیر امام کے نہیں۔

دوسری شرط یہ ہے کہ اسباب لڑائی کا مثل مہیا ہوں جس سے کفار کا مقابلہ کیا جاوے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: **وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ**۔^(۱) (ترجمہ) اور سامان تیار کرو ان کی لڑائی کے لئے جو کچھ ہو سکے تم سے ہتھیار اور گھوڑے پالنے سے تاکہ اس سے ڈراؤ اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمنوں کو۔

قال الامام البغوی فی تفسیر هذه الایة الإعداد اتخاذ الشئ بوقت الحاجة من قوة أى من الآلات التى تكون لكم قوة عليهم من الخيل والسلاح، انتهى. یعنی قوت کے معنی ہتھیار اور سامان لڑائی کے ہیں، اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوا ثُبَاتٍ أَوَانْفِرُوا جَمِيعًا۔^(۲) (ترجمہ) اے ایمان والو! لو اپنا بچاؤ پکڑو پھر کوچ کرو جدا جدا فوج یا سب اکٹھے۔

قال الحافظ محی السنۃ فی تفسیرہ تحت هذه الایة أى عدتکم وآلاتکم من السلاح، انتهى. یعنی حذر سے مراد آلہ لڑائی کا ہے مثلاً ہتھیار وغیرہ کا مہیا ہونا ضروری ہے، اور حدیثوں سے بھی اس کی تاکید معلوم ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ بے ہتھیار کے کیا کرے گا۔

تیسری شرط یہ ہے کہ مسلمانوں کا کوئی قلعہ یا ملک جائے امن ہو کہ ان کا ماویٰ و ملجا ہو۔ چنانچہ قرآن کے لفظ **قُوَّةٍ** کی تفسیر عکرمہ نے قلعہ کی ہے۔ قال عکرمۃ: القوة

(۱) الأنفال، ۸: ۶۰

(۲) النساء، ۴: ۷۱

الحصون انتھی ما فی معالم التنزیل للبعوی۔ اور حضرت (محمد) ﷺ نے جب تک مدینہ میں ہجرت نہ کی اور مدینہ جائے پناہ نہ ہوا جہاد فرض نہ ہوا، یہ صراحتاً دلالت کرتا ہے کہ جائے امن ہونا بہت ضروری ہے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ مسلمانوں کا لشکر اتنا ہو کہ کفار کے مقابلہ میں مقابلہ کر سکتا ہو یعنی کفار کے لشکر کے آدھے سے کم نہ ہو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اَلَّذِیْنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْکُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِیْکُمْ ضَعْفًا فَاِنْ یَّکُنْ مِنْکُمْ مَّائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ وَاِنْ یَّکُنْ مِنْکُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْا اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِیْنَ^(۱) (ترجمہ) اب بوجھ ہلکا کیا، اللہ نے تم سے اور جانا کہ تم میں کمزوری ہے پس اگر ہو تم میں سے سو صابر غالب رہیں گے دوسو پر، اور اگر ہوں تم سے ایک ہزار، غالب ہوں دو ہزار پر حکم سے اللہ کے، اور اللہ ساتھ صبر کرنے والوں کے ہے۔ یہ آیت صاف کہتی ہے کہ اپنے سے دگنے سے مقابلہ ہو دگنے سے زیادہ سے نہیں۔ میں جب یہ بات بیان ہو چکی، تو میں کہتا ہوں، اس زمانے میں ان چار شرطوں میں سے کوئی شرط بھی موجود نہیں ہے تو کیونکر جہاد ہوگا۔^(۲)

جواب کے آخر میں مفتی نذیر حسین دہلوی نے بطور ثبوت صحیحین کی یہ احادیث بیان کی ہیں:

عن أنس رضی اللہ عنہ أن رسول الله ﷺ قال: لكل غادر لواء يوم القيامة يعرف به. رواه الشيخان.

عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ قال: أن الغادر ينصب له لواء يوم

(۱) الأنفال، ۸: ۶۲

(۲) پس معلوم ہوا کہ اگر یہ شرائط پوری نہ ہوں تو جہاد نہیں بلکہ غدر، بغاوت اور فساد ہوگا جس کی قطعاً اجازت نہیں۔ پھر سوال یہ ہے کہ مسلمان ریاست میں کس کے خلاف مسلح اقدام ہو رہا ہے؟

القیامة فيقال هذه غدرة فلان بن فلان. رواه الشيخان. (۱)

خلاصہ بحث

قرآن و سنت، ائمہ حدیث اور ائمہ عقائد و فقہ کی تصریحات، تشریحات اور فتاویٰ و تحقیقات کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہوئی کہ باغی وہ لوگ ہیں جو مسلم ریاست کے خلاف مسلح جد و جہد کریں اور ان کے پاس قوت و طاقت بھی ہو۔ وہ لوگ ریاست کی اتھارٹی اور نظم کو تسلیم کرنے سے انکار کریں اور کھلے عام اسلحہ لہرا کر ریاست کے خلاف اعلانِ جنگ کریں۔ اس سے قطع نظر کہ ان کی یہ مسلح جد و جہد اور بغاوت عدل و انصاف پر مبنی حکومت کے خلاف ہے یا فسق و فجور کی حامل حکومت کے خلاف۔ خواہ ان کی جد و جہد کسی امر دین سے متعلق تاویل پر مبنی ہے یا کسی دنیوی غرض کی خاطر، بہر صورت ایسے تمام لوگ باغی اور دہشت گرد ہیں۔ جب تک وہ مسلم ریاست کے خلاف ہتھیار اٹھائے رکھیں، حکومت ان کے خلاف جنگی اقدام جاری رکھے تا آنکہ وہ ہتھیار پھینک کر ریاست کی حاکمیت کے تابع ہو جائیں اور اپنا دہشت گردانہ طرز عمل مکمل طور پر ختم کر کے پُر امن شہری بن جائیں اور اپنے جائز مطالبات پُر امن، جمہوری اور قانونی طریقے سے پورے کروانے کے حامی ہو جائیں۔

(۱) مفتی نذیر حسین دہلوی، فتاویٰ نذیریہ، ۳: ۲۸۲-۲۸۵

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قتل عام اور فساد انگیزی کرنے والے ہر شخص کے لیے روزِ قیامت ایک جھنڈا ہوگا جس سے وہ پہچانا جائے گا۔“ اس حدیث کو شیخین (امام بخاری و مسلم) نے روایت کیا ہے۔

”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فساد انگیزی کرنے والے کے لیے روزِ قیامت ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی فساد انگیزی (کا نشان) ہے۔“ اس حدیث کو شیخین (امام بخاری و مسلم) نے روایت کیا ہے۔

باب ششم

خوارِج کی تکفیر اور وجوبِ قتل پر ائمہ دین کی تصریحات

مسلم بغاوت اور دہشت گردی کرنے والے خوراج کی تکفیر سے متعلق علماء کی دو آراء ہیں، لیکن ان کے قتل پر کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ اس کا حکم صریح خود حضور نبی اکرم ﷺ نے دیا ہے، جس کے بعد کسی مسلمان کے لئے اختلاف کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ درج ذیل ارشاد نبوی ﷺ اور اسی طرح کے کئی دیگر فرامین نبوت پہلے بیان ہو چکے ہیں جو ان کے خاتمہ پر نص ہیں:

لَيْسَ أَذْرَكُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُودَ. ^(۱)

”اگر میں انہیں پا لوں تو ضرور بالضرور قوم ثمود کی طرح قتل کر ڈالوں گا۔“

اور آپ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی قتل خوراج کے باب میں قطعی اور صریح ہے:

فَأَيُّنَمَا لَقَيْتُمُوهُمْ فَأَقْتُلُوهُمْ. ^(۲)

”پس تم جہاں کہیں بھی انہیں پاؤ تو (ریاستی سطح پر ان کے ساتھ جنگ کر کے) انہیں قتل کر ڈالو۔“

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب المغازی، باب بعث علی بن أني طالب وخالد بن الوليد إلى اليمن قبل حجة الوداع، ۴: ۵۸۱، رقم: ۴۰۹۴

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۷۴۳، رقم: ۱۰۶۴

(۲) نسائي، السنن، کتاب تحریم الدم، باب من شہر سيفه ثم وضعه في الناس، ۷: ۱۱۹، رقم: ۴۱۰۳

امام بخاری نے الصحيح میں باب ہی اس عنوان سے قائم کیا ہے:

”باب قتل الخوارج والملحدین بعد إقامة الحجة علیہم (خوارج اور ملحدین پر حجت قائم کرنے کے بعد ان کو قتل کرنے کا باب)۔“^(۱)

امام مسلم نے بھی الصحيح میں درج ذیل عنوان سے یہ باب قائم کیا ہے:

”باب التحریض علی قتل الخوارج (خوارج کو قتل کرنے پر تاکید یا ترغیب کا باب)۔“^(۲)

امام نووی ”شرح صحيح مسلم“ میں لکھتے ہیں:

قوله ﷺ: ”إِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنْ فِى قَتْلِهِمْ أَجْرًا“ هذا تصريح بوجوب قتال الخوارج والبغاة وهو إجماع العلماء. قال القاضى: أجمع العلماء على أن الخوارج وأشباههم من أهل البدع والبعى متى خرجوا على الإمام وخالفوا رأى الجماعة، وشقوا العصا وجب قتالهم بعد إنذارهم والإعتذار إليهم.

وهذا كله ما لم يكفروا ببدعتهم فان كانت البدعة مما يكفرون به جرت عليهم أحكام المرتدين، وأما البغاة الذين لا يكفرون فيرثون ويورثون ودمهم فى حال القتال هدر، وكذا أموالهم التى تتلف فى القتال.^(۳)

(۱) بخاری، الصحيح، کتاب استتابة المرتدین والمعادن وقاتلهم، باب (۵)، ۶: ۲۵۳۹

(۲) مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب (۳۸)، ۲: ۴۶۶

(۳) نووی، شرح صحيح مسلم، ۴: ۱۶۹، ۱۷۰

”حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی - ”اگر تم انہیں ملو تو ان کے خلاف کارروائی کر کے انہیں قتل کر دو کہ یقیناً ان کو قتل کرنے میں اجر ہے“ - خوارج اور باغی دہشت گردوں کے ساتھ جنگ کے واجب ہونے پر صراحت ہے اور اسی پر علماء کا اجماع ہے۔ قاضی ابوبکر بن عربی نے فرمایا: تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ خوارج اور ان جیسے دیگر اہل بدعت دہشت گرد، اگر حکومتِ وقت کے خلاف خروج کریں، اجتماعی رائے کی مخالفت کریں اور ہتھیار اٹھالیں تو ان کو ڈرانے اور راہِ راست پر لانے کے لئے سمجھانے کے بعد ان سے قتال واجب ہے۔

”یہ سب کچھ اس وقت تک ہے جب تک وہ اپنی بدعات کے سبب کافر قرار نہ دیے جائیں۔ لیکن اگر ان کے کثوت ایسے ہوں جن کی بناء پر انہیں کافر قرار دیا گیا ہے تو ان پر مرتدین کے احکام لاگو ہوں گے۔ البتہ وہ باغی جن کو کافر قرار نہیں دیا گیا تو وہ خود بھی وارث بنیں گے اور دوسرے بھی ان کے وارث بنیں گے البتہ حالتِ جنگ میں ان کا خون رائیگاں جائے گا اور ان کے اموال پر بھی کوئی ضمان نہیں ہوگی۔“

قاضی عیاض ”الشفاء (۸۳۴-۸۳۶)“ میں فرماتے ہیں:

وَاخْتَلَفَ قَوْلُ مَالِكٍ وَأَصْحَابِهِ فِي ذَالِكَ، وَلَمْ يَخْتَلَفُوا فِي قِتَالِهِمْ إِذَا تَحَيَّرُوا فِئَةً، وَأَنَّهُمْ يُسْتَتَابُونَ، فَإِنْ تَابُوا وَإِلَّا قُتِلُوا. وَإِنَّمَا اخْتَلَفُوا فِي الْمُنْفَرِدِ مِنْهُمْ. وَهَذَا قَوْلُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمَوَازِ فِي الْخَوَارِجِ، وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْمَاجِشُونِ، وَقَوْلُ سُحْنُونٍ. وَبِهِ فُسِّرَ قَوْلُ مَالِكٍ فِي الْمُوْطَأِ، وَمَا رَوَاهُ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ: يُسْتَتَابُونَ، فَإِنْ تَابُوا وَإِلَّا قُتِلُوا. وَقَالَ عَيْسَى عَنْ ابْنِ الْقَاسِمِ: فَإِنْ

تَابُوا وَإِلَّا قَتَلُوا، وَمِثْلُهُ لَهُ فِي الْمَبْسُوطِ قَالَ: وَهُمْ مُسْلِمُونَ، وَإِنَّمَا قُتِلُوا لِزَلَّتْهُمْ السُّوءُ، وَبِهَذَا عَمِلَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ. وَابْنُ حَبِيبٍ، وَغَيْرُهُ مِنْ أَصْحَابِنَا يَرَى تَكْفِيرَهُمْ.

”خوارج کے بارے میں امام مالک اور ان کے تلامذہ کا قول اگرچہ مختلف ہے مگر ان کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر وہ جماعت سے علیحدگی اختیار کریں تو ان کے ساتھ جنگ کی جائے گی، اور وہ اس طرح کہ پہلے انہیں توبہ کرنے کی دعوت دی جائے گی، اگر وہ توبہ کر لیں تو بہت خوب ورنہ انہیں قتل کیا جائے گا۔ البتہ اختلاف ان میں سے صرف ایک فرد کے حکم کے بارے میں ہے، اگر وہ اکیلا ہو (تو کیا کیا جائے)؟ خوارج کے بارے میں یہ قول محمد بن الموائز، عبدالمالک بن المباحثون اور امام سحنون کا ہے۔ اور یہ قول موطاً میں امام مالک کے قول اور آپ سے مروی حضرت عمر بن عبدالعزیز کی روایت (ان سے توبہ کے لئے کہا جائے، اگر وہ توبہ کر لیں تو انہیں چھوڑ دیا جائے ورنہ قتل کیا جائے) کی وضاحت کرتا ہے۔ امام عیسیٰ، امام ابن القاسم سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں: اگر وہ توبہ کر لیں تو انہیں چھوڑ دیا جائے ورنہ قتل کر دیا جائے۔ اور ان سے مروی اسی طرح کی روایت المبسوط میں بھی ہے۔ فرمایا: یہ اصلاً مسلمان تھے، مگر انہیں فتنہ و شر پر مبنی موقف رکھنے کی وجہ سے قتل کیا جائے گا اور عمر بن عبدالعزیز اور ابن حبیب نے بھی ان کے ساتھ یہی سلوک کیا ہے۔ ان کے علاوہ ہمارے بہت سے مقتدر اکابر ان کے بارے میں تکفیر کا موقف رکھتے ہیں۔“

قاضی عیاض مزید فرماتے ہیں:

وَقَوْلُهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فِي الْخَوَارِجِ: هُمْ مِنْ شَرِّ الْبَرِيَّةِ، وَهَذِهِ صِفَةُ الْكُفَّارِ.

وَقَالَ: شَرُّ قَبِيلٍ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ، طُوبَى لِمَنْ قَتَلَهُمْ أَوْ قَتَلُوهُ.
وَقَالَ: فَإِذَا وَجَدْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ قَتْلَ عَادٍ. وَظَاهِرُ هَذَا الْكُفْرِ لَا
سِمًا مَعَ تَشْبِيهِهِمْ بِعَادٍ، فَيَحْتَجُّ بِهِ مَنْ يَرَى تَكْفِيرَهُمْ، فَيَقُولُ لَهُ
الْآخَرُ: إِنَّمَا ذَلِكَ مِنْ قَتْلِهِمْ لِحُرُوجِهِمْ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، وَبَغْيِهِمْ
عَلَيْهِمْ بِدَلِيلِهِ مِنَ الْحَدِيثِ نَفْسِهِ: يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ، فَقَتَلَهُمْ
هَاهُنَا حَدًّا لَا كُفْرًا. وَذَكَرُ عَادٍ تَشْبِيهُهُ لِلْقَتْلِ وَحِلَّةٍ لَا لِلْمَقْتُولِ،
وَلَيْسَ كُلُّ مَنْ حُكِمَ بِقَتْلِهِ يُحْكَمُ بِكُفْرِهِ. وَكَذَلِكَ قَوْلُهُ: يَمْرُقُونَ
مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ حَتَّى يَعُودَ
السَّهْمُ عَلَى فُوقِهِ. وَبِقَوْلِهِ: سَبَقَ الْفَرْتُ وَالْدَمُّ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَمْ
يَتَعَلَّقْ مِنَ الْإِسْلَامِ بِشَيْءٍ. (۱)

”اور حضور ﷺ کا خوارج کے بارے میں ارشاد گرامی کہ ”وہ بدترین مخلوق
ہیں“ یہ صرف کفار کی صفت ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ آسمان کے
نیچے بدترین گروہ ہیں۔ اُس شخص کے لئے خوش خبری ہے جس نے انہیں قتل کیا
یا جسے انہوں نے قتل کر دیا۔“ نیز آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”پس اگر تم انہیں
پاؤ تو (اُن کے خلاف کارروائی کر کے) انہیں قومِ عاد کی طرح قتل کر دو۔“ ان
تمام ارشادات گرامی سے بظاہر خوارج کا کفر ثابت ہوتا ہے، بالخصوص جب ان
کو قومِ عاد سے تشبیہ دی گئی۔ پس جو شخص ان کو کافر قرار دیتا ہے وہ اسی ارشادِ
نبوی ﷺ کے ظاہر سے دلیل اور حجت پکڑتا ہے۔ جبکہ دوسری رائے یہ ہے کہ
خوارج کے قتل کا حکم اُن کے مسلمانوں کے خلاف خروج اور بغاوت کی وجہ سے
ہے جس کی دلیل اس حدیث مبارکہ میں فی نفسہ موجود ہے کہ ”وہ اہلِ اسلام کو

(۱) قاضی عیاض، الشفا: ۸۴۲، ۸۴۳

قتل کریں گے۔“ پس یہاں ان کے قتل کا حکم بطور حد ہے نہ کہ بوجہ کفر؛ اور قوم عاد کا ذکر، قتل اور ان کے مباح الدم ہونے کے لئے تشبیہ کے طور پر ہے مقتول کے لئے نہیں۔ اور یہ کہ جس کے بھی قتل کا حکم دیا جاتا ہے وہ صرف اس کے کفر کی وجہ سے ہی نہیں دیا جاتا۔ اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی (بھی تکفیر کے قول کی دلیل) ہے کہ ”وہ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے اور پھر وہ دین اسلام کی طرف اس وقت تک واپس نہیں لوٹیں گے جب تک کہ تیر اپنی کمان میں واپس نہیں آ جاتا۔“ اور حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ”وہ گوہر اور خون سے آگے نکل گیا“ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس شخص کا دین اسلام کے ساتھ کچھ بھی تعلق قائم نہ رہا۔“

تکفیر خوارِج سے متعلق دو معروف اقوال پر ائمہ کے فتاویٰ

ائمہ حدیث و تفسیر اور فقہائے کرام نے خوارِج کی تکفیر پر بحث و تحقیق کرتے ہوئے بالعموم دو نقطہ ہائے نظر پیش کیے ہیں اور بیشتر ائمہ نے دونوں میں سے اپنے اپنے دلائل کے مطابق کسی ایک یا دونوں کو بھی اختیار کیا ہے۔ ذیل میں ہم ان دو اقوال کی تقسیم سے متعلق علامہ ابن تیمیہ کا موقف بیان کر رہے ہیں۔ بعد ازاں بالترتیب دونوں اقوال کے مؤیدین کا الگ الگ ذکر کریں گے۔ وہ دو اقوال کیا ہیں؟ آئیے! علامہ ابن تیمیہ کے الفاظ میں پہلے یہ سمجھ لیتے ہیں۔

علامہ ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

فَإِنَّ الْأُمَّةَ مُتَّفِقُونَ عَلَى ذَمِّ الْخَوَارِجِ وَتَضْلِيلِهِمْ وَإِنَّمَا تَنَازَعُوا فِي تَكْفِيرِهِمْ عَلَى قَوْلَيْنِ مَشْهُورَيْنِ فِي مَذْهَبِ مَالِكٍ وَأَحْمَدَ. وَفِي مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ أَيْضًا نِزَاعٌ فِي كُفْرِهِمْ وَلِهَذَا كَانَ فِيهِمْ قَوْلَانِ:

أَحَدُهُمَا: أَنَّهُمْ كُفَّارٌ كَالْمُرْتَدِّينَ، وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ مِنْهُمْ، أُسْتُيِبَ
فَإِنْ تَابَ وَإِلَّا قُتِلَ. وَالثَّانِي: أَنَّهُمْ بَغَاةٌ (وَلَا خِلَافَ فِي جَوَازِ قَتْلِهِمْ
كَمَا ذَكَرَ مِنْ قَبْلٍ). (۱)

”بے شک تمام اُمتِ محمدیہ خوارج کی مذمت کرنے اور ان کو گمراہ قرار دینے پر متفق ہے۔ البتہ ان کی تکفیر کے حوالے سے مالکیہ، حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس پر دو قول مشہور ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ وہ مرتدین (باغیانِ دین) کی طرح کافر ہیں۔ (لہذا انہیں آغازِ فتنہ کے وقت ہی قتل کرنا اور ان کے بھگوڑوں کا تعاقب کرنا جائز ہے۔) ان میں سے جس پر قابو پا لیا جائے اسے توبہ کرنے کے لئے کہا جائے، اگر وہ توبہ کر لے تو چھوڑ دیا جائے ورنہ قتل کر دیا جائے۔ قولِ ثانی یہ ہے کہ وہ باغی ہیں (مگر انہیں قتل کرنے کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے)۔“

پہلا قول: خوارج پر حکم تکفیر کا اطلاق

ائمہ اُمت کی ایک بڑی تعداد خوارج کو کافر قرار دیتی ہے۔ اس قول کے قائلین صحاح ستہ میں خوارج کے بارے میں وارد ہونے والی کثیر احادیث سے استدلال کرتے ہیں، جنہیں ہم گزشتہ صفحات میں تفصیلاً ذکر کر چکے ہیں۔ یہاں ہم اختصار کے پیش نظر صرف دو احادیث درج کرنے پر اکتفا کریں گے:

۱۔ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدُثَاءُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ

(۱) ابن تیمیہ، مجموع فتاویٰ، ۲۸: ۵۱۸

مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرِّمِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، فَإِنَّمَا لَقِيْتُمُوهُمْ فَأَقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۱)

”آخری زمانہ میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو کم عقل اور ناچختہ ذہن کے ہوں گے۔ ان کی زبانوں پر قرآن وحدیث کا کلام ہوگا لیکن وہ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیرشکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا۔ تم انہیں جہاں بھی پاؤ (تو ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کر کے انہیں) قتل کر دو کیونکہ ان کو قتل کرنے والا قیامت کے روز اجر و ثواب پائے گا۔“

یہاں حضور نبی اکرم ﷺ کا انہیں قتل کر دینے کا شدید تاکید حکم اور اس پر اجر کا اعلان صراحتاً ان کے کفر پر دلالت کرتا ہے۔

۲۔ سفیان بن عیینہ کے طریق سے ابو غالب سے مروی ہے کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

شَرُّ قَتْلَى قُتِلُوا تَحْتَ أَيْمِ السَّمَاءِ، وَخَيْرُ قَتِيلٍ مَنْ قَتِلُوا، كِلَابُ أَهْلِ النَّارِ، قَدْ كَانَ هَؤُلَاءِ مُسْلِمِينَ فَصَارُوا كُفَّارًا. (۲)

”یہ خوارج آسمان کے نیچے قتل کیے جانے والوں میں بدترین مقتول ہیں اور

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی

الإسلام، ۳: ۱۳۲۱، رقم: ۴۳۱۵

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الزکاة، باب التحریض علی قتل

الخوارج، ۲: ۴۷۶، رقم: ۱۰۶۶

(۲) ابن ماجہ، السنن، المقدمة، ۱: ۶۲، رقم: ۱۷۶

بہترین مقتول وہ ہیں جنہیں اہل دوزخ کے (ان) کتوں نے قتل کیا۔ یہ لوگ
(بغاوت اور دہشت گردی سے) پہلے مسلمان تھے مگر (اپنے اس خروج کی وجہ
سے) کافر ہو گئے۔“

اس حدیث مبارکہ کے یہ الفاظ انتہائی قابل غور ہیں کہ وہ خوارج پہلے مسلمان
تھے لیکن بعد ازاں اپنے خود ساختہ باطل عقائد و نظریات کے باعث کافر ہو گئے۔

اسی طرح یہ ارشاد گرامی کہ ”بے شک یہ شخص اور اس کے ساتھی قرآن پڑھیں
گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ دین اسلام سے اس طرح
خارج ہو جائیں گے جس طرح تیرشکار سے خارج ہو جاتا ہے“ بھی صراحتاً ان کے کفر پر
دلالت کرتا ہے۔

ذیل میں خوارج کے کفر کے قائل چند ائمہ کرام کے فتاویٰ ملاحظہ کریں:

(۱) امام بخاری

تمام مسالک و مذاہب کے متفقہ امام فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل بخاری (م
۲۵۶ھ) نے الصحيح میں باقاعدہ ترجمۃ الباب قائم کر کے خوارج کا کفر ثابت کیا ہے۔
حافظ ابن حجر عسقلانی اس مقام پر فرماتے ہیں:

جملة من العلماء الذين قالوا بتكفير الخوارج كالبخاري حيث
قروهم بالمرتدين والملحدين وأفرد عنهم المتأولين بترجمة قال
فيها: باب من ترك قتال الخوارج للتألف ولئلا ينفرو الناس
عنه. (۱)

”وہ تمام علماء جنہوں نے خوارج کو کافر قرار دیا ہے جس طرح امام بخاری کہ

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۳۱۳

انہوں نے انہیں مرتدین اور ملحدین کے زمرے میں شمار کیا ہے اور تاویل کرنے والوں کو ایک ترجمۃ الباب کے ذریعے الگ بیان کیا ہے، جس کا عنوان رکھا ہے: ”جس نے خوارج کے ساتھ جنگ کو ساتھ ملانے کی اُمید پر یا اس لیے ترک کر دیا تاکہ لوگ اس سے دور نہ ہو جائیں۔“

اس واضح تفریق سے امام بخاریؒ نے یہ ثابت کیا ہے کہ خوارج بلاشبہ مرتدین کی طرح کافر ہیں اور مینا و لین (یعنی تاویل کرنے والوں) کا حکم ان سے مختلف ہے۔

(۲) امام ابن جریر الطبری

جلیل القدر مفسر قرآن اور مؤرخ امام ابن جریر طبری (م ۳۱۰ھ) خوارج کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

إنه لا يجوز قتال الخوارج وقتلهم إلا بعد إقامة الحجة عليهم، بدعائهم إلى الرجوع إلى الحق، والإعذار إليهم، وإلى ذلك أشار البخاري في الترجمة بالآية المذكورة فيها، واستدل به لمن قال بتكفير الخوارج، وهو مقتضى صنيع البخاري، حيث قرنهم بالملحدين، وأفرد عنهم المتأولين بترجمة. (۱)

”خوارج کے ساتھ جنگ اور اُن کا قتل اس وقت تک جائز نہیں جب تک انہیں حق کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دے کر اور عذر پیش کرنے کا موقع فراہم کر کے ان پر حجت قائم نہ کر دی جائے۔ امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں اسی طرف اشارہ کیا ہے، اور اس کے ذریعے اس شخص کے لئے استدلال مہیا کیا ہے جس نے خوارج کی تکفیر کا قول اپنایا ہے۔ اور یہ امام بخاری کے اس قول کو اختیار کرنے کا تقاضا بھی ہے کیونکہ آپ نے اُن (خوارج) کو مرتدین و ملحدین

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۹۹

کے ساتھ ملایا ہے اور تاویل کرنے والوں کو ان سے الگ رکھا ہے۔“

حافظ ابن حجر عسقلانی امام طبری کا موقف مزید واضح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

وممن جرح إلى بعض هذا البحث: الطبري في تهذيبه، فقال بعد أن سرد أحاديث الباب: فيه الردّ على قول من قال: لا يخرج أحد من الإسلام من أهل القبلة بعد استحقاقه حكمه، إلا بقصد الخروج منه عالماً، فإنه مبطل لقوله في الحديث: ”يقولون الحق، ويقرؤون القرآن، ويمرقون من الإسلام، ولا يتعلقون منه بشيء.“^(۱)

”اور امام طبری نے ”تہذیب الآثار“ میں اس باب کی احادیث بیان کرنے کے بعد اس قول کا رد کیا ہے کہ اہل قبلہ میں سے کوئی بھی شخص اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام سے خارج نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ وہ دانستہ طور پر اسلام سے خروج کا ارادہ کرے۔ کیوں کہ یہ تو حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی کو باطل قرار دینا ہے۔ حدیث نبوی ﷺ میں ہے: ”وہ حق کہیں گے اور قرآن مجید کی تلاوت کریں گے مگر اسلام سے نکل جائیں گے اور وہ اسلام کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہ رکھتے ہوں گے۔“

(۳) امام محمد بن محمد الغزالی

حجة الاسلام امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی (م ۵۰۵ھ) اور امام رافعی بھی خوارج کے ایک گروہ کے کفر کے قائل ہیں، جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے بیان کیا ہے:

وقال الغزالي في الوسيط: تبعا لغيره في حكم الخوارج وجهان

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۳۰۰

أحدهما: أنه كحكم أهل الردة، والثاني: أنه كحكم أهل البغي،
ورجح الراجح الأول. (۱)

”اور امام غزالی نے ”الوسیط“ میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کی اتباع میں خوارج کے حکم کے بارے میں دو صورتیں بیان کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کا حکم مرتدین کے حکم کی طرح ہے؛ اور دوسری یہ کہ ان کا حکم باغیوں کے حکم کی طرح ہے اور رافعی نے پہلی صورت کو ترجیح دی ہے۔“

(۴) قاضی ابو بکر بن العربی المالکی

قاضی ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن العربی اللاندی المالکی (م ۴۳۵ھ) کا شمار اندلس کے نام ورائے میں ہوتا ہے۔ انہوں نے امام غزالی جیسے اہل علماء سے علم حاصل کیا۔ قاضی ابو بکر بن العربی نے عارضة الأخوذی کے نام سے جامع الترمذی کی شرح لکھی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی بیان کرتے ہیں کہ آپ بھی خوارج کی تکفیر کے قائل تھے:

وَبِذَلِكَ صَرَّحَ الْقَاضِي أَبُو بَكْرُ بْنُ الْعَرَبِيِّ فِي شَرْحِ التَّرْمِذِيِّ فَقَالَ: الصَّحِيحُ أَنَّهُمْ كُفَّارٌ لِقَوْلِهِ ﷺ: ”يَمُرُّونَ مِنَ الْإِسْلَامِ“ وَلِقَوْلِهِ: ”لَا قِتْلَ لَهُمْ قِتْلَ عَادَ“، وَفِي لَفْظِ ”قِتْلَ ثُمُودَ“، وَكُلِّ مِنْهُمَا إِنَّمَا هَلَكَ بِالْكَفْرِ، وَبِقَوْلِهِ: ”هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ“ وَلَا يُوصَفُ بِذَلِكَ إِلَّا الْكُفَّارُ، وَلِقَوْلِهِ: ”إِنَّهُمْ أَبْغَضُ الْخَلْقِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى“، وَلِحُكْمِهِمْ عَلَى كُلِّ مَنْ خَالَفَ مُعْتَقِدَهُمْ بِالْكَفْرِ وَالتَّخْلِيدِ فِي النَّارِ فَكَانُوا هُمْ أَحَقُّ بِالْأَسْمِ مِنْهُمْ. (۲)

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۲: ۲۸۵

(۲) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۲: ۲۹۹

”اس کے بارے میں قاضی ابوبکر بن عربی نے ترمذی کی شرح میں تصریح کی ہے۔ آپ نے فرمایا: صحیح یہ ہے کہ بے شک وہ (خوارج) ارشاداتِ نبوی کی بناء پر کافر ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ”وہ دینِ اسلام سے نکل جائیں گے۔“ نیز ان کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں انہیں ضرور بالضرور قتلِ عاد کی طرح قتل کر دیتا۔“ اور ایک روایت میں ”قتلِ عاد“ کی جگہ ”قتلِ شمود“ کے الفاظ ہیں۔ اور قومِ عاد و ثمود دونوں میں سے ہر ایک قوم کفر کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئی۔ اور حضور نبی اکرم ﷺ کے اس ارشادِ گرامی ”وہ تمام مخلوق میں بدترین لوگ ہیں“ کی وجہ سے بھی خوارج کافر ہیں کہ اس صفت سے صرف کافروں کو موصوف کیا جاتا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ”یقیناً وہ (خوارج) اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں مغضوب ترین لوگ ہیں۔“ مذکورہ بالا ارشاداتِ نبوی ﷺ کے ساتھ ساتھ وہ اس بناء پر بھی کافر ہیں کہ انہوں نے ہر اُس شخص پر کفر اور دائمی جہنمی ہونے کا حکم لگایا جس نے بھی ان کے اعتقادات کی مخالفت کی۔ لہذا دوسروں کی نسبت وہ خوارج خود کافر کا نام (title) دیے جانے کے زیادہ مستحق ہیں۔“

(۵) قاضی عیاض المالکی

حضور نبی اکرم ﷺ کے فضائل و مناقب کے بیان پر مشتمل اپنی نوعیت کی منفرد اور مقبول و ثقہ ترین کتاب الشفا بتعريف حقوق المصطفى ﷺ کے مصنف قاضی عیاض الیحصی المالکی (م ۵۴۴ھ) کا شمار بھی ان ائمہ کرام میں ہوتا ہے جو خوارج کی تکفیر کے قائل تھے۔ آپ صحیح مسلم کی شرح اِکمال المعلم بفوائد مسلم میں حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی روایت کے ضمن میں مِنْ اَوْفِی کے الفاظ پر بحث کرتے ہوئے خوارج کو کافر قرار دیتے ہیں:

قال بعض شیوخنا: قال أبو سعید الخدری ؓ: سمعت رسول

اللہ ﷺ يقول: ”يخرج في هذه الأمة - ولم يقل منها - قوم تحقرون صلاتكم مع صلاتهم.“ قال الإمام (المازري ونقله النووي أيضا) هذا من أدل الشواهد على سعة فقه الصحابة رضي الله عنهم وتحريرهم الألفاظ وفرقهم بين مدلولاتها الخفية، لأن لفظة من تقتضى كونهم من الأمة لا كفارا بخلاف فى، وفى تنبيه الخدرى على التفريق بين ”فى“ و ”من“ إشارة حسنة إلى القول بتكفير الخوارج لأنه أفهم بأنه لما لم يقل منها، دل على أنهم ليسوا من أمة محمد (ﷺ) وإن كان قد روى أبو ذر بعد هذا فقال: قال (ﷺ): ”إن من بعدى من أمتى، أو سيكون من بعدى من أمتى“. وفى رواية علي رضي الله عنه: ”يخرج من أمتى“،^(۱)

”ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا ہے: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ”اس امت میں - اور یہ نہیں فرمایا کہ اس امت سے - ایک قوم ظاہر ہوگی کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں حقیر سمجھو گے۔“ امام (مازری) نے کہا (جسے امام نووی نے بھی نقل کیا ہے): یہ حدیث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فقہی وسعتوں، الفاظ کے چناؤ اور الفاظ کے مدلولات خفیہ کے درمیان فرق و امتیاز کرنے کی صلاحیتوں پر دلالت کرنے والے شواہد میں سے اعلیٰ ترین دلیل ہے۔ کیونکہ من کا لفظ ان خوارج کے اس امت میں سے ہونے کا تقاضا کرتا ہے، اُن کے کافر ہونے کا نہیں؛ بخلاف فی کے (کہ کلمہ فی میں خوارج کے اس امت کا حصہ ہونے کا تقاضا موجود نہیں)۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے فی اور من کے درمیان فرق

(۱) قاضی عیاض، إكمال المعلم بفوائد مسلم، ۳: ۶۱۲

پر تنبیہ کرنے میں خوارج کو کافر قرار دینے کے قول کی طرف اچھا اشارہ ہے کہ آپ نے یہ بات سمجھا دی کہ حضور ﷺ نے ”مِنْهَا“ نہیں فرمایا۔ یہ نکتہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ خوارج امت محمدیہ میں شامل نہیں رہے تھے (بلکہ امت محمدیہ سے بالکل خارج ہو گئے تھے)۔ اگرچہ اس کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے روایت کرتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک میرے بعد میری امت سے یا عنقریب میرے بعد میری امت سے (ایک قوم نکلے گی)“ اور روایت علی رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں کہ میری امت سے (ایک قوم) نکلے گی۔“

سودنوں روایتوں میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے تطبیق کی ہے۔ آپ فرماتے

ہیں:

ويجمع بينه وبين حديث أبي سعيد بأن المراد بالأمة في حديث أبي سعيد أمة الإجابة، وفي رواية غيره أمة الدعوة. (۱)

”اس روایت اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت کو اس طرح جمع کیا جائے گا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں امت سے مراد امتِ اجابت ہے اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں امت سے مراد امتِ دعوت ہے۔“

یاد رہے کہ امتِ اجابت سے مراد امتِ مسلمہ ہے جبکہ امتِ دعوت کا اطلاق جمیع عالمِ انسانیت پر ہوتا ہے جس کی طرف حضور نبی اکرم ﷺ دعوت لے کر مبعوث ہوئے خواہ انہوں نے آپ ﷺ کا کلمہ پڑھا یا نہ پڑھا۔ اسی نکتہ کی تصریح حافظ عسقلانی سے پہلے امام نووی بھی کر چکے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

فيه إشارة من أبي سعيد إلى تكفير الخوارج وأنهم من غير هذه

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۲: ۲۸۹

الأمة، وفي حديث الخوارج من أخباره عليه السلام عن الغيوب ما يعظم موقعه، منها: إشارته (ﷺ) إلى ما يكون بعده من إختلاف الأمة في تكفيرهم. (۱)

”اس حدیث میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی طرف سے خوارج کی تکفیر کی طرف اشارہ ہے اور یہ کہ خوارج اس امتِ مسلمہ میں شامل نہیں ہیں۔ نیز خوارج کے بارے میں وارد حدیث میں آپ ﷺ کا غیب کی خبریں دینا بھی موجود ہے۔ اور اُن غیب کی خبروں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعد میں خوارج کو کافر قرار دینے میں بھی اُمت میں اختلاف ہوگا۔“

(۶) امام ابو العباس القرطبی

امام ضیاء الدین ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم الانصاری القرطبی المالکی (م ۶۵۶ھ) کا شمار قرطبہ کے معروف ائمہ میں ہوتا ہے۔ آپ نے کثیر کتب تصنیف کیں، جن میں صحیح مسلم کی شرح المفہم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم کے نام سے تالیف کی ہے۔ اسی شرح میں آپ خوارج کے کفر کے بارے میں فرماتے ہیں:

قول القائل فی قسمة النبی ﷺ: ”هذه قسمة ما أريد بها وجه الله، أو: ما عدل فيها“؛ قول جاهل بحال النبی ﷺ، غليظ الطبع، حريص، منافق. وكان حقه أن يُقتل؛ لأنه آذى رسول الله ﷺ، وقد قال الله تعالى: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (۲)، فالعذاب في الدنيا هو: القتل، لكن لم يقتله النبي ﷺ للمعنى الذي قاله، وهو من حديث جابر: ”لا يتحدث

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۸۹

(۲) التوبة، ۹: ۶۱

الناس: أن محمداً يقتل أصحابه“، ولهذه العلة امتنع النبي ﷺ من قتل المنافقين، مع علمه بأعيان كثير منهم، وبمناقضهم. وقد أمنت تلك العلة بعد رسول الله ﷺ، فلا نفاق بعده، وإنما هو الزندقة، وهذا هو الحق والصواب. (۱)

”حضور نبی اکرم ﷺ کے مالِ غنیمت تقسیم فرمانے کے بارے میں اعتراض کرنے والے کا یہ قول کہ ”یہ تقسیم ایسی ہے جس سے اللہ کی رضا کا ارادہ نہیں کیا گیا“، یا یہ کہ ”آپ ﷺ نے اس میں عدل نہیں کیا“ آپ ﷺ کی شانِ اقدس سے ناواقف اور بے خبر گستاخ شخص کا قول ہے جو غلیظ الطبع، لالچی اور منافق تھا۔ وہ مستحق تھا کہ اُسے قتل کر دیا جاتا کیونکہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچائی تھی۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: ﴿اور جو لوگ رسول اللہ ﷺ کو﴾ (اپنی بد عقیدگی، بدگمانی اور بدزبانی کے ذریعے) اذیت پہنچاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے﴾۔ پس اُن کے لئے دنیا میں عذاب تو اُن کا قتل ہے لیکن حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک خاص وجہ سے اسے قتل کرنے کا حکم نہیں فرمایا جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں موجود ہے: ”تاکہ لوگ باتیں نہ کرتے پھریں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔“ اور اسی سبب سے آپ ﷺ منافقین کو قتل کرنے سے بھی رُکے رہے (کیونکہ یہ اسلام کا اوائل دور تھا)، حالانکہ آپ ﷺ ان کی شخصیات اور ان کے نفاق کو خوب جانتے تھے اور یہ علت رسول اللہ ﷺ کے بعد اس لئے ختم ہو گئی کہ آپ ﷺ کے بعد نفاق نہیں رہا (جو منافق رہے وہ کافر کہلائے)؛ البتہ یہ بے دینی ہے اور گمراہی ہے۔ یہی موقف درست ہے۔“

قرآن حکیم کی صریح نص کے بموجب حضور نبی اکرم ﷺ کو اذیت دینا

کافرانہ فعل ہے۔ ائمہ کرام کا ایک طبقہ ای بناء پر خوارج کے کافر ہونے کا قائل ہے۔ مندرجہ بالا اقتباس میں امام ابو العباس القرطبی نے بھی اپنا استدلال ای اساس پر قائم کیا ہے۔

امام ابو العباس القرطبی خوارج کے کفر کو مزید واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قوله ﷺ: ”لئن أدرکتهم لأقتلنهم قتل عاد“، وفي الأخرى: ”قتل ثمود“، ومعنى هذا: لئن أدرکتهم ليقتلنهم قتلاً عاماً؛ بحيث لا يبقى منهم أحداً في وقت واحد، لا يؤخر قتل بعضهم عن بعض، ولا يقلل أحداً منهم، كما فعل الله بعاد؛ حيث أهلكهم بالريح العقيم، وبثمود حيث أهلكهم بالصيحة. قلت: ومقصود هذا التمثيل: أن هذه الطائفة خرجت من دين الإسلام، ولم يتعلق بها منه شيء، كما خرج هذا السهم من هذه المرمية، الذي لشدة النزاع، وسرعة السهم، سبق خروجه خروج الدم، بحيث لا يتعلق به شيء ظاهر، كما قال: سبق الفرث والدم. وبظاهر هذا التشبيه تمسك من حكم بتكفيرهم من أئمتنا، وقد توقف في تكفيرهم كثير من العلماء لقوله ﷺ: ”فيتماری فی الفوق“، وهذا يقضى بأنه يشك في أمرهم فيتوقف فيهم، وكأن القول الأول أى بالتكفير، أظهر من الحديث. (۱)

”حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”اگر میں انہیں پالوں تو ضرور بالضرور قوم عادی طرح قتل کر کے اُن کا کلی خاتمہ کر دوں۔“ اور دوسری روایت میں ”قوم ثمود کی طرح قتل“ کرنے کے الفاظ ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ انہیں پالیتے تو ہر صورت ان کا قتل عام فرماتے کہ ایک وقت میں

(۱) قرطبی، المفہم، ۳: ۱۱۰

ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتے۔ ان میں سے کسی کے قتل کو مؤخر فرماتے نہ ان میں سے کسی کو مہلت دیتے جیسا کہ اللہ رب العزت نے قوم عاد کے ساتھ کیا کہ انہیں شدید ہوا کے ذریعے ہلاک کر دیا اور قوم ثمود کو سخت آواز کے ذریعے تباہ و برباد کر دیا۔ میں کہتا ہوں: اس تمثیل کے بیان سے مقصود یہ ہے کہ گروہ خوارج دین اسلام سے خارج ہو گیا اور اس کے ساتھ دین اسلام میں سے کسی چیز کا بھی کوئی تعلق باقی نہ رہا جس طرح تیر اپنے شکار سے نکل گیا۔ اس کے نکلنے کی شدت اور سرعت ایسی تھی کہ اس کا خروج (باہر نکلنا) خون کے نکلنے پر اس طرح سبقت لے گیا کہ اس تیر پر کوئی چیز ظاہراً لگی نہ رہی، جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”وہ تیر گوبر اور خون پر سبقت لے گیا۔“ اور ہمارے ائمہ کرام میں سے جس نے خوارج پر کفر کا حکم لگایا ہے اس نے اس تشبیہ کے ظاہر سے دلیل پکڑی ہے۔ اور بہت سے علماء نے حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی - فیتما ر فی الفوق - کی وجہ سے انہیں کافر قرار دینے میں توقف اختیار کیا ہے کہ یہ ان کے بارے میں شک کا تقاضا کرتا ہے، اس لئے ان کی تکفیر کے بارے میں توقف اختیار کیا جائے گا۔ مگر حدیث کی رو سے پہلا قول - یعنی ان کے کافر ہونے کا قول - سب سے ظاہر اور واضح ہے۔“

حافظ ابن حجر عسقلانی امام ابوالعباس القرطبی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

يؤيد القول بتكفيرهم التمثيل المذكور في حديث أبي سعيد، فإن ظاهر مقصوده أنهم خرجوا من الإسلام، ولم يتعلقوا منه بشيء، كما خرج السهم من الرمية لسرعته وقوة راميته، بحيث لم يتعلق من الرمية بشيء.^(۱)

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۲: ۳۰۰

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں مذکورہ تمثیل خوارج کی تکفیر کے قول کی تائید کرتی ہے کیونکہ اس حدیث میں حضور ﷺ کا ظاہری مقصود یہی ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہو گئے اور ان کا اسلام کے ساتھ کچھ بھی تعلق باقی نہ رہا جیسا کہ تیر اپنی سرعت اور پھینکنے والے کی قوت کی وجہ سے شکار سے اس تیزی سے پار نکل گیا کہ شکار (کے خون وغیرہ) سے اس پر کچھ نہ لگ سکا۔“

(۷) علامہ ابن تیمیہ

علامہ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) خوارج کے کفر کے قائل ہیں۔ وہ خوارج کے ظہور، عقائد و نظریات، ان کے ظاہری تدبیر و تشرع، ان کے خروج عن الدین اور ان سے قتال کے حکم پر لکھتے ہیں:

والمقصود هنا أن الخوارج ظهروا في الفتنة، وكفروا عثمانيًا وعلياً رضي الله عنهما ومن والاهما. وكانوا كما وصفهم النبي ﷺ. يقتلون أهل الإسلام ويدعون أهل الأوثان. وكانوا أعظم الناس صلاةً وصياماً وقراءةً كما قال النبي ﷺ: يحقر أحدكم صلاته مع صلاتهم، وصيامه مع صيامهم، وقراءته مع قراءتهم، يقرءون القرآن لا يجاوز حناجرهم؛ يمرقون من الإسلام كما يمرق السهم من الرمية. ومروقهم منه خروجهم باستحلالهم دماء المسلمين وأموالهم. فإنه قد ثبت عنه في الصحيح أنه قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده. وهم بسطوا في المسلمين أيديهم وألستهم فخرجوا منه (أي من الإسلام).^(۱)

(۱) ابن تیمیہ، النوات: ۲۲۵

”یہاں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ خوارِج کا ظہور (مسلمانوں کو کافر سمجھنے اور ان کے خون کو حلال جاننے کے) فتنہ سے ہوا۔ ان خارجیوں نے حضرت عثمان ؓ، حضرت علی ؓ اور ان کے اُحاب پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ ان میں وہ اوصاف من و عن پائے جاتے تھے جو حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کے بارے میں بیان فرمائے تھے۔ وہ مسلمانوں سے جنگ کرتے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیتے۔ (بظاہر) وہ تمام لوگوں سے بڑھ کر نمازی، روزے دار اور (خوش الحالی سے) تلاوتِ قرآن کرنے والے تھے۔ جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے (ان کے بارے میں مزید) فرمایا: تم (صحابہ) میں سے ہر کوئی اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلے میں، اپنے روزے کو ان کے روزے کے مقابلے میں اور اپنی تلاوت کو ان کی تلاوت کے مقابلے میں حقیر جانے گا۔ وہ (روانی سے) قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ مسلمانوں کے خون / جان و مال کو حلال قرار دینے سے ہی دین سے باہر نکل گئے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔“ اور انہوں نے چونکہ مسلمانوں پر (مسلح بغاوت کی صورت میں) دست درازی کی اور (ان کی تکفیر کی صورت میں) زبان درازی کی؛ اس وجہ سے وہ دینِ اسلام سے خارج ہو گئے۔“

(۸) امام تقی الدین السبکی

امام تقی الدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی السبکی (م ۷۵۶ھ) کا شمار اجل ائمہ و محققین میں ہوتا ہے۔ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت کے بیان پر مشتمل احادیث و آثار کا معروف مجموعہ شفاء السقام فی زیارة خیر الأنام ﷺ کے نام سے ترتیب دیا۔ آپ نے اپنے فتاویٰ میں صحابہ کرام ؓ کو کافر قرار دینے کی بنیاد پر اپنا

استدلال قائم کرتے ہوئے خوارج کو کافر قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

وَمِمَّنْ جَنَحَ إِلَى ذَلِكَ مِنْ أَيْمَةِ الْمُتَأَخِّرِينَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ
السُّبْكِيُّ فَقَالَ فِي فَتَاوِيهِ: اِحْتَجَّ مَنْ كَفَرَ الْخَوَارِجَ وَعَلَاةُ
الرَّوَاغِضِ بِتَكْفِيرِهِمْ أَعْلَامُ الصَّحَابَةِ لِتَضَمُّنِهِ تَكْذِيبَ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهَادَتِهِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ، قَالَ: وَهُوَ عِنْدِي اِحْتِجَاجٌ
صَحِيحٌ. (۱)

”اور وہ ائمہ متاخرین جنہوں نے خوارج کے کافر ہونے کا قول اختیار کیا ان میں امام سبکی بھی ہیں۔ پس آپ نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا: ”جن لوگوں نے خوارج اور غالی روافض کو کافر قرار دیا انہوں نے ان کے کفر کے لئے اس بات کو دلیل اور حجت بنایا کہ ان لوگوں نے بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کرام ﷺ کو کافر قرار دیا۔ ان صحابہ کرام ﷺ کو کافر قرار دینا حضور نبی اکرم ﷺ کی تکذیب کے مترادف ہے کیوں کہ آپ ﷺ نے ان صحابہ کرام ﷺ کے لئے جنت کی بشارت دی تھی۔ امام تقی الدین السبکی نے فرمایا: میرے نزدیک (خوارج کے کافر ہونے پر) یہ دلیل پکڑنا بالکل صحیح اور درست ہے۔“

یہاں یہ نکتہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ ”خارجی (ثابت) ہونے کے لیے اصلاً صحابہ کرام ﷺ کی تکفیر ضروری نہیں۔“ تکفیر صحابہ کو خوارج کے صرف اُس پہلے گروہ نے اختیار کیا تھا جنہوں نے حضرت علی ﷺ کے زمانے میں خروج کیا۔ اس کی تصریح ابن عابدین شامی نے یوں کی ہے:

وَيَكْفُرُونَ أَصْحَابَ نَبِينَا ﷺ، عَلِمْتَ أَنَّ هَذَا غَيْرُ شَرْطٍ فِي
مَسْمَى الْخَوَارِجِ، بَلْ هُوَ بَيَانٌ لِمَنْ خَرَجُوا عَلَى سَيِّدِنَا عَلِيٍّ ﷺ،

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۹۹، ۳۰۰

وإلا فيكفي فيهم اعتقادهم كفر من خرجوا عليه.^(۱)

”اور یہ (خوارج) ہمارے نبی مکرم ﷺ کے صحابہ کرام ؓ کی تکفیر کرتے ہیں۔ اور میرے علم کے مطابق صحابہ کرام ؓ کی تکفیر خارجی ہونے کے لیے شرط نہیں بلکہ یہ ان لوگوں کا بیان ہے جنہوں نے حضرت علی ؓ کے خلاف بغاوت کی تھی، وگرنہ ان کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ ہی کافی ہے کہ جس کے خلاف بغاوت کریں اسے کافر جانیں۔“

اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد کے زمانوں کے خوارج تکفیر صحابہ نہ بھی کریں تو عامۃ المسلمین کو کافر قرار دینے اور دیگر علامات کی وجہ سے خوارج کہلاتے ہیں۔

(۹) امام شاطبی المالکی

امام شاطبی (۹۰۴ھ) خوارج کے بارے میں اپنا موقف یوں واضح کرتے ہیں:

ألا ترى أن الخوارج كيف خرجوا عن الدين كما يخرج السهم من الصيد المرمى؟ لأن رسول الله ﷺ وصفهم بأنهم يقرأون القرآن لا يجاوز تراقيهم، أنهم لا يتفقهون به حتى يصل إلى قلوبهم. فإنه إذا عرف الرجل فيما نزلت الآية، أو السورة عرف مخرجها وتأويلها وما قصد بها، وإذا جهل فيما أنزلت احتمل النظر فيها أو جهل. وليس عندهم من الرسوخ في العلم، ما يهديهم إلى الصواب أو يقف بهم دون اقتحام حمى المشكلات. فلم يكن بد من الأخذ ببادي الرأي أو التأويل بالتخوص الذي لا يغني عن الحق شيئا إذ لا دليل عليه من

(۱) ابن عابدين شامی، رد المحتار، باب البغاة، ۴: ۲۶۲

الشریعة فضلوا وأضلوا.

ومما یوضح ذلک ما خرجه ابن وهب عن بکیر أنه سأل نافعاً: کیف رأى ابن عمر فی الحرورية؟ قال: یراهم شرار خلق الله، إنهم انطلقوا إلى آیات أنزلت فی الکفار فجعلوها علی المؤمنین. فسر سعید بن جبیر من ذالک، فقال: مما یتبع الحرورية من المتشابه قول الله تعالى: ﴿وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِکَ هُمُ الْکَافِرُونَ﴾^(۱). ویقرنون معها: ﴿ثُمَّ الَّذِينَ کَفَرُوا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُونَ﴾^(۲). رأوا الإمام یحکم بغير الحق. قالوا: قد کفر ومن کفر عدل بربه فقد أشرك فهذه الأمة مشرکون، فیخرجون، فیقتلون، ما رأیت لأنهم یتأولون هذه الآیة. فهذا معنی الرأي الذی نبه علیه ابن عباس وهو الناشئ عن الجهل بالمعنی الذی نزل فیہ القرآن. وقال نافع: إن ابن عمر کان إذا سئل عن الحرورية، قال: یکفرون المسلمین ویستحلون دماءهم وأموالهم^(۳).

”کیا آپ نہیں دیکھتے کہ خوارج دین سے کیسے خارج ہو گئے جیسے تیر اپنے شکار سے باہر نکل جاتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خود ان کا وصف بیان فرمایا کہ وہ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ وہ اس قرآن کی تلاوت کے ذریعے دین میں تفرقہ اور سمجھ بوجھ حاصل نہیں کرتے

(۱) المائدة، ۵: ۴۴

(۲) الأنعام، ۶: ۱

(۳) شاطبی، الاعتصام، ۴: ۱۸۲-۱۸۴

تاکہ قرآن ان کے دل و دماغ تک پہنچ جائے۔ جب انسان (قرآنی علم اور تفقہ کے ذریعے) آیت اور سورت کا شانِ نزول جان لیتا ہے تو اسے اس کا مخرج، تاویل اور مقصود بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ مگر جب وہ شخص آیات کے شانِ نزول سے ہی ناواقف ہو تو اس آیت یا سورۃ میں غور و فکر کرنا اس کے لئے کئی توجیہات کا امکان پیدا کر دیتا ہے۔ وہ لوگ (خوارِج) علم میں اتنے راسخ نہیں ہوتے کہ علمی رسوخ انہیں درست سمت میں لے جائے یا انہیں مشکلات میں پھنسنے سے بچالے۔ پس پھر ان کے پاس بادی الرائے یا من گھڑت تاویل کے سوا چارہ نہیں ہوتا جو حق سے کسی بات کا اسے فائدہ نہیں دیتی کیونکہ اس پر شریعت میں سے کوئی دلیل نہیں ہوتی۔ پس وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

”اور اس مسئلہ کی وضاحت وہ حدیث کرتی ہے جس کو ابن وہب نے بکیر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت نافع سے پوچھا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی حروریہ (خوارِج) کے بارے میں کیا رائے تھی؟ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ انہیں بدترین مخلوق گردانتے تھے کیوں کہ انہوں نے ان آیات کو جو کفار کے بارے میں نازل ہوئی تھیں، مومنین پر چسپاں کر دیا۔ حضرت سعید بن جبیر نے اس کی وضاحت کی اور فرمایا: اور ان متشابہ آیات میں سے جن کی پیروی (کا دعویٰ) حروریہ (خوارِج) کرتے ہیں، ایک آیت یہ بھی ہے: ﴿اور جو شخص اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ (و حکومت) نہ کرے سو وہی لوگ کافر ہیں﴾۔ اور اس کے ساتھ یہ آیت بھی ملاتے ہیں: ﴿پھر وہ کافر لوگ (معبودانِ باطلہ کو) اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں﴾۔ انہوں نے حاکم وقت کو دیکھا کہ وہ حق کے مطابق حکومت نہیں کر رہا ہے تو انہوں نے کہا: اس نے کفر کیا ہے اور جس نے کفر کا ارتکاب کیا اس نے اپنے رب سے منہ موڑ لیا

اور شرک کیا۔ پس (ان کے نزدیک ان کے سوا) پوری امت مشرک قرار پائی۔ پھر وہ مسلح بغاوت اور خروج کا راستہ اختیار کرتے ہیں اور ساری اُمت کو قتل کرتے پھرتے ہیں کیونکہ وہ اس آیت کی من مانی تاویل کرتے ہیں۔

پس یہ اس رائے کا معنی ہے جس پر حضرت ابن عباس نے متنبہ کیا تھا اور یہ قرآن کے ان معانی سے ناواقفیت کی بنا پر ہے جن کے لئے قرآن نازل ہوا۔ حضرت نافع کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب حروریہ (خوارج) کے بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے: یہ مسلمانوں کو کافر گردانتے ہیں اور ان کے خون اور اموال کو حلال قرار دیتے ہیں۔“

(۱۰) امام ابن الزباز الکردری الحنفی

نویں صدی ہجری کے معروف حنفی امام حافظ الدین ابن الزباز الکردری (م ۸۲۷ھ) خوارج کے کفر پر درج ذیل فتویٰ دیتے ہیں:

يجب إكفار الخوارج في إكفارهم جميع الأمة سواهم. ^(۱)

”خارجیوں کو کافر کہنا واجب ہے اس لیے کہ وہ اپنے سوا تمام اُمتِ مسلمہ کو کافر کہتے ہیں۔“

(۱۱) امام بدر الدین العینی الحنفی

خوارج کے بارے میں امام بخاری کی روایت کردہ حدیث کی شرح میں خوارج کے کفر کا استدلال کرتے ہوئے امام بدر الدین عینی (م ۸۵۵ھ) عمدة القاری میں لکھتے ہیں:

قوله رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ”يمرقون من الدين“، من المروق وهو الخروج.

(۱) ابن البزاز، الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى العالمگیریة، ۶:

یقال: مروق من الدین مروقاً خرج منه ببدعته وضلالته. وفي رواية
سويد بن غفلة عند النسائي والطبري: ”يمرقون من الإسلام.“^(۱)
”حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ الْمَرْوُوقُ سے ہے
اور اس سے مراد الْخُرُوجُ (یعنی مسلح جدوجہد اور بغاوت) ہی ہے۔ لغت میں
کہا جاتا ہے: مَرَقَ مِنَ الدِّينِ مَرْوَقًا أَيْ خَرَجَ مِنْهُ بِدْعَتِهِ وَضَلَالَتِهِ
(مروق من الدین کا معنی ہے: وہ اپنی بدعت و گمراہی کی وجہ سے دین سے
خارج ہو گیا)۔“

(۱۲) امام احمد بن محمد القسطلانی

امام ابو العباس احمد بن محمد القسطلانی^(م ۹۲۳ھ) خوارج کے بارے میں امام
بخاریؒ کی روایت کردہ حدیث کی شرح میں خوارج کا کفریوں واضح کرتے ہیں:

”يخرج في هذه الأمة“ المحمدية، ولم يقل ”منها“ فيه ضبط
للواية وتحريروا لمواقع الألفاظ وإشعار بأنهم ليسوا من هذه
الأمة. فظاهره أنه يرى إكفارهم لكن في مسلم من حديث أبي
ذر: ”سيكون بعدى من أمتي قوم“ فيجمع بينه وبين حديث أبي
سعيد بأن المراد في حديث أبي سعيد بالأمة أمة الاجابة، وفي
غيره أمة الدعوة.^(۲)

”(آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس اُمت (محمدیہ) میں نکلیں گے،“ یہ نہیں فرمایا:
”اس اُمت سے نکلیں گے۔“ اس کے استعمال میں ضبطِ روایت بھی ہے اور

(۱) عینی، عمدة القاری، ۲۴: ۸۴، ۸۶

(۲) قسطلانی، إرشاد الساری، ۱۰: ۸۵، ۸۶

الفاظ کو مناسب اور موزوں مواقع پر تحریر کرنے کی دلیل بھی۔ نیز اس بات کا شعور دلانا بھی مقصود ہے کہ مسلح بغاوت کرنے والے لوگ اس امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سے نہیں ہیں۔ پس اس حدیث کا ظاہر تو یہ ہے کہ حضرت ابوسعید خدری ؓ ان باغی دہشت گردوں کو کافر قرار دینے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ لیکن صحیح مسلم میں حضرت ابوذر غفاری ؓ سے مروی حدیث میں سَيَكُونُ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ فِيْ كِيْ بَجَائِ مِنْ اسْتِمْالِ كِيَا كِيَا هِيْ تُو اس حدیث اور حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی حدیث کے درمیان اس طرح تطبیق کی جائے گی کہ حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی حدیث میں ”امت“ سے مراد امتِ اجابت ہے جبکہ حضرت ابوذر غفاری ؓ سے مروی حدیث میں امت سے مراد امتِ دعوت ہے۔“

سو کلمہ ”مِنْ“ کے ساتھ وارد ہونے والی روایات کا خوارج کے خارج از اسلام ہونے سے کوئی تعارض نہیں رہتا۔

(۱۳) ملا علی القاری

ملا علی قاری (م ۱۰۱۳ھ) مشکاة المصابیح کی شرح مرقاة المفاتیح میں خوارج کے بارے میں لکھتے ہیں:

ويحتمل أن يقال لهم شبه بأهل الحق لغلوهم في تكفير أهل المعصية، ولكنهم أهل الباطل لمخالفتهم الإجماع.^(۱)
 ”اور اس امر کا احتمال ہے کہ گنہگاروں کی تکفیر میں غلو اور شدت کے باعث (ان کی ظاہری دین داری سے دھوکہ کھا کر) کوئی شخص انہیں اہل حق میں شمار کرنے لگے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اجماعِ امت کی مخالفت کے سبب خوارج کا شمار اہل باطل میں ہی ہوتا ہے۔“

(۱) ملا علی قاری، مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، ۴: ۱۰۷

(۱۴) شیخ عبدالحق محدث دہلوی

امام الہند حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) مشکاة المصابیح کی شرح أشعة اللمعات میں خوارج کے بارے میں لکھتے ہیں:

پس بدرستی کہ در کشتن ایشان مزد و ثواب ست، هر کسے را کہ بکشد ایشان را تا روز قیامت۔ مراد خوارج اند و قصه خروج ایشان از طاعت امام و کشتن امیر المؤمنین علیؑ ایشان را مشہور ست و مذهب ایشان آنست کہ بندہ بارتکاب کبیرہ بلکہ صغیرہ ہم کافر گردد۔^(۱)

”درست موقف یہی ہے کہ قیامت تک ہر دور میں (ریاستی سطح پر) خوارج (کے خلاف کارروائی کر کے ان) کو قتل کرنے میں اجر و ثواب ہے۔ احادیث میں اس جماعت سے مراد خوارج ہیں۔ ان کے مسلم ریاست کی اتھارٹی کو چیلنج کر کے اور اُس کی نظم سے نکل جانے اور امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰؑ کا ریاستی سطح پر ان سے قتال کر کے انہیں ختم کرنے کا واقعہ مشہور ہے۔ ان خوارج کا مذہب یہ ہے کہ انسان نہ صرف گناہ کبیرہ بلکہ گناہ صغیرہ کے ارتکاب سے بھی کافر ہو جاتا ہے۔“

(۱۵) شاہ عبد العزیز محدث دہلوی

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (م ۱۲۲۹ھ) تکفیرِ خوارج کو متفق علیہ قرار دیتے ہیں:

(۱) عبد الحق محدث دہلوی، أشعة اللمعات، ۳: ۲۵۳

محارب حضرت مرتضیٰ اگر از راہ عداوت و بغض ست
نزد علماء اہل سنت کافر است بالاجماع، و ہمیں ست
مذہب ایشان در حق خوارج۔^(۱)

”حضرت علی المرتضیٰ ﷺ سے جنگ کرنے والا اگر ان سے عداوت و بغض کی
وجہ سے کرتا ہے تو اہل سنت کے نزدیک بالاجماع وہ کافر ہے؛ اور خوارج سے
متعلق ان کا مذہب بھی یہی ہے۔“

(۱۶) امام ابن عابدین شامی

فقہ حنفی کے معروف امام ابن عابدین شامی (م ۱۳۰۶ھ) رد المحتار میں
لکھتے ہیں:

ویکفرون أصحاب نبینا ﷺ، علمت أن هذا غیر شرط فی
مسمی الخوارج، بل هو بیان لمن خرجوا علی سیدنا علی ﷺ،
والا فیکفی فیهم اعتقادهم کفر من خرجوا علیه. حکم
الخوارج عند جمهور الفقهاء والمحدثین حکم البغاة، وذهب
بعض المحدثین إلی کفرهم.^(۲)

”اور یہ (خوارج) ہمارے نبی مکرم ﷺ کے صحابہ کرام ﷺ کی تکفیر کرتے ہیں۔
اور میرے علم کے مطابق صحابہ کرام ﷺ کی تکفیر خارجی ہونے کے لیے شرط نہیں
بلکہ یہ ان لوگوں کا بیان ہے جنہوں نے حضرت علی ﷺ کے خلاف بغاوت کی
تھی، وگرنہ ان کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ ہی کافی ہے کہ جس کے خلاف
بغاوت کریں اسے کافر جانیں۔ جمہور فقہاء اور محدثین کے نزدیک خوارج پر

(۱) عبد العزیز محدث دہلوی، تحفہ اثنا عشریۃ: ۷۵

(۲) ابن عابدین شامی، رد المحتار، باب البغاة، ۴: ۲۶۲

باغیوں کا حکم صادر ہوگا، جب کہ بعض محدثین نے ان پر کفر کا فتویٰ بھی لگایا ہے۔“

(۱۷) علامہ عبد الرحمان مبارک پوری

برصغیر کے معروف عالم دین علامہ عبد الرحمان مبارک پوری (م ۱۳۵۳ھ) بھی خوارج کو اہل بدعت اور باغی قرار دیتے ہیں۔ تحفة الأحوذی میں محدثین کے ایک گروہ کا خوارج کے کافر ہونے کا قول بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”إنما هم الخوارج“ جمع خارجة وهم قوم مبتدعون، سموا بذلك لخروجهم عن الدين وخروجهم على خيار المسلمين. وممن ذهب إلى تكفيرهم أيضا الحسن بن محمد بن علي. ورواية عن الإمام الشافعي ورواية عن الإمام مالك وطائفة من أهل الحديث. (۱)

”بے شک وہ خوارج ہیں جو خارجة کی جمع ہے۔ اور یہ اہل بدعت لوگ تھے، ان کے دین اسلام سے خروج اور بہترین مسلمانوں (یعنی صحابہ کرام و تابعین عظام ﷺ) کے خلاف مسلح بغاوت اور دہشت گردی کی راہ اختیار کرنے کی وجہ سے ان کا یہ نام (خوارج) رکھا گیا۔ اور ان لوگوں میں۔ جو ان خوارج کو کافر قرار دیتے ہیں۔ حسن بن محمد بن علی بھی ہیں اور امام شافعی اور امام مالک سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ اور محدثین کے ایک گروہ کا قول بھی یہی ہے۔“

دوسرا قول: خوارج پر حکم بغاوت کا اطلاق

مندرجہ بالا سطور میں خوارج پر ارتداد کے حکم کے سبب حکم تکفیر کا اطلاق کرنے والے ائمہ کرام کے فتاویٰ جات آپ نے ملاحظہ فرمائے ہیں۔ بعض لوگ احتیاطاً ان کو

(۱) مبارک پوری، تحفة الأحوذی، ۶: ۳۵۴

مرتد اور کافر قرار دینے کی بجائے باغی کے زمرے میں شمار کر لیتے ہیں۔

خوارج کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ وہ باغی ہیں اور ان پر باغیوں کا حکم لگا کر حد جاری کرتے ہوئے قتل کیا جائے گا۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے ائمہ کرام کی ایک تعداد خوارج کی تکفیر کی بجائے ان کو باغی قرار دے کر واجب القتل گردانتی ہے۔ یاد رہے کہ خوارج کی تکفیر کے قائلین ان کی بغاوت کے بھی قائل ہیں۔ لہذا جس طرح خوارج کے واجب القتل ہونے پر امت کا اجماع ہے اُسی طرح کا اجماع خوارج کے باغی ہونے پر بھی ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ خواہ انہیں کافر سمجھا جائے یا باغی، ان کے واجب القتل ہونے پر کسی کے ہاں بھی اختلاف نہیں ہے۔

خوارج کے باغی ہونے کے حکم کی تصریح امام ابن قدامہ المقدسی المغنی میں فرماتے ہیں:

الْخَوَارِجُ الَّذِينَ يُكْفَرُونَ بِالذَّنْبِ، وَيُكْفَرُونَ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ، وَكَثِيرًا مِنَ الصَّحَابَةِ، وَيَسْتَحِلُّونَ دِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمْوَالَهُمْ، إِلَّا مَنْ خَرَجَ مَعَهُمْ، فَظَاهَرُ قَوْلِ الْفُقَهَاءِ مِنْ أَصْحَابِنَا الْمُتَأَخِّرِينَ أَنَّهُمْ بَغَاةٌ، حُكْمُهُمْ حُكْمُ الْبَغَاةِ وَلَا خِلَافَ فِي قَتْلِهِمْ فَإِنَّهُ حُكْمٌ مُنْصَوِّصٌ عَلَيْهِ بِأَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ، وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَالشَّافِعِيِّ، وَجَمْهُورِ الْفُقَهَاءِ، وَكَثِيرٍ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ. (۱)

”خوارج وہ ہیں جو گناہ کی بناء پر لوگوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر گردانتے ہیں۔ مسلمانوں کے خون اور ان کے اموال کو حلال قرار دیتے ہیں سوائے اس شخص کے جو ان کے ساتھ مل کر خروج کرتے ہوئے مسلح بغاوت

(۱) ابن قدامہ، المغنی، ۹: ۴

کرے۔ پس ہمارے متاخرین اصحاب میں سے فقہاء کے قول کا ظاہر یہ ہے کہ خوارج باغی ہیں اور ان پر بغاوت کا حکم لگایا جائے گا۔ یہی قول امام ابو حنیفہ، امام شافعی، جمہور فقہاء اور محدثین میں کثیر لوگوں کا ہے۔“

اب ذیل میں چند جلیل القدر ائمہ کرام کے فتاویٰ پیش کئے جا رہے ہیں جن کے نزدیک خوارج باغی گروہ ہیں اور واجب القتل ہیں اور ان کی بغاوت کی سرکوبی ریاست کی ذمہ داری ہے، کوئی شخص انفرادی سطح پر ان خوارج کے خلاف مسلح جدوجہد کرنے کا مجاز نہیں چاہے نیک مقصد کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔

(۱) امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ (م ۱۵۰ھ) خوارج کو باغی اور واجب القتل سمجھتے تھے۔ اس سلسلے میں امام ابو مطیع اور امام اعظم رحمہ اللہ کے مابین ہونے والا مکالمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

عن أبي مطيع، قال: قلت لأبي حنيفة: ما تقول في الخوارج المحركة؟ قال: هم أحبب الخوارج. قلت له: أنكفهم؟ قال: لا. ولكن نقاتلهم على ما قاتلهم الأئمة من أهل الخير: علي وعمر بن عبد العزيز. قلت: فإن الخوارج يكبرون ويصلون ويتلون القرآن. قال: أما تذكر حديث أبي أمامة رضي الله عنه حين دخل مسجد دمشق، فقال لأبي غالب الحمصي: هؤلاء كلاب أهل النار، هؤلاء كلاب أهل النار، وهم شر قتلى تحت أديم السماء. (ثم ذكر حديثا طويلا.) قال له: أشيء تقول به برأيك أم سمعته من رسول الله ﷺ؟ قال: إني لو لم أسمعه منه إلا مرة أو مرتين أو

ثلاث مرات إلى سبع مرات لما حدثتكموه۔^(۱)

”ابو مطیع روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امام اعظم سے عرض کیا: آپ محکم (یعنی صریح اور مسلمہ) خارجیوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ امام اعظم نے فرمایا: وہ بدترین لوگ ہیں۔ میں نے کہا: کیا ہم ان کی تکفیر کریں؟ فرمایا: نہیں۔ لیکن ہم ان کے ساتھ اُسی طریقے پر جنگ کریں گے جیسے ائمہ اہل خیر حضرت علیؑ اور حضرت عمر بن العزیزؑ وغیرہا نے ان کے ساتھ قتال کیا۔ میں نے کہا: خوارج تو اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور تلاوت قرآن بھی کرتے ہیں۔ امام اعظمؒ نے فرمایا: کیا آپ کو حضرت ابو امامہؓ کی حدیث یاد نہیں؟ جب وہ جامع دمشق میں داخل ہوئے تو حضرت ابو امامہؓ نے ابو غالب حمصی سے کہا: اے ابو غالب! یہ خوارج اہل دوزخ کے کتے ہیں، یہ اہل دوزخ کے کتے ہیں، اور یہ آسمان کے نیچے بدترین مقتول ہیں۔ (پھر آپ نے طویل حدیث بیان کی۔) ابو غالب نے حضرت ابو امامہؓ سے عرض کیا: آپ یہ سب باتیں اپنی رائے سے کہہ رہے ہیں یا آپ نے یہ ارشادات حضور نبی اکرم ﷺ سے سنے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اگر میں نے ان کے بارے میں حضور نبی اکرم ﷺ سے ایک، دو، تین، یا سات بار بھی سنا ہوتا تو میں تم سے بیان نہ کرتا (بلکہ میں نے بے شمار مرتبہ یہ کلمات سنے ہیں) تو تمہیں بیان کر رہا ہوں۔“

(۲) امام شمس الدین السرخسی

فقہ حنفی کے معروف امام شمس الدین السرخسی (م ۴۸۳ھ) خوارج کو نہ صرف باغی قرار دیتے ہیں بلکہ مسلم ریاست کے لیے ان کے خلاف غیر مسلموں سے مدد لینے کو

(۱) أبو حنیفہ، الفقہ الأبسط (فی العقیدۃ و علم الکلام من أعمال الإمام

محمد زاہد الکوثری)، باب فی القدر: ۶۰۳، ۶۰۴

بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کا فتویٰ ہے کہ:

ولا بأس بأن يستعين أهل العدل بقوم من أهل البغى وأهل الذمة
على الخوارج لأنهم يقاتلون لإعزاز الدين.^(۱)

”مسلم حکومت کا خوارج کے خلاف باغیوں اور غیر مسلم شہریوں سے مدد لینے
میں کوئی حرج نہیں ہے کیوں کہ وہ کلمہ حق کی سر بلندی کے لیے جنگ کر
رہے ہیں۔“

(۳) حافظ ابن حجر عسقلانی

حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) حدیث مبارکہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

في الحديث الكف عن قتل من يعتقد الخروج على الإمام ما لم
ينصب لذلك حرباً، أو يستعد لذلك، لقوله ﷺ: ”فإذا
خرجوا فاقتلوهم.“ وحكى الطبري الإجماع على ذلك في حق
من لا يكفر باعتقاده، وأسند عن عمر بن عبد العزيز أنه كتب في
الخوارج بالكف عنهم ما لم يسفكوا دماً حراماً، أو يأخذوا مالاً،
فإن فعلوا فقاتلوهم، ولو كانوا ولدي. ومن طريق ابن جريج:
قلت لعطاء: ما يحل لي قتال الخوارج؟ قال: إذا قطعوا السبيل،
وأخافوا الأمن. وأسند الطبري عن الحسن: أنه سئل عن رجل
كان يرى رأي الخوارج ولم يخرج، فقال: العمل أملك بالناس
من الرأي.^(۲)

(۱) سرخسی، المبسوط، باب الخوارج، ۱۰: ۱۳۳

(۲) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۹۹

”حدیث میں ایسے شخص کو، جو حکومت کے خلاف بغاوت کا نظریہ رکھتا ہے، قتل نہ کرنے کا حکم اُس وقت تک ہے جب تک کہ وہ اپنے نظریے کی خاطر مسلح جد و جہد کا آغاز نہ کرے یا اس کے لئے تیار نہ ہو جائے۔ یہ حکم حضور نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد کی بناء پر ہے کہ اگر وہ (مسلح) خروج و بغاوت کریں تو انہیں قتل کر دو۔ امام طبری نے ایسے شخص کے حق میں، جس کی اس کے عقیدہ و نظریہ کی بنا پر تکفیر نہیں کی جاتی، اجماع اُمت نقل کیا ہے اور حضرت عمر بن عبد العزیز ؓ کی نسبت کہا ہے کہ انہوں نے خوارج کے بارے میں یہ حکم نامہ ارسال کیا تھا کہ ان کے ساتھ اس وقت تک جنگ نہ کی جائے جب تک کہ وہ ناحق خون نہ بہائیں یا مال نہ چھین لیں۔ پھر اگر وہ ایسا کرنے لگیں تو ان کے ساتھ ریاستی سطح پر جنگ کرو اگرچہ وہ میری اولاد ہی کیوں نہ ہو۔ اور ابن جریج کے طریق سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عطا سے کہا: کون سی چیز میرے لئے خوارج کے ساتھ جنگ کرنا حلال کرتی ہے؟ تو انہوں نے کہا: جب وہ راہزنی کریں اور امن عامہ کے خاتمہ کا خوف پیدا کر دیں۔ اور امام طبری نے امام حسن سے سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو خوارج کی رائے تو رکھتا ہے مگر مسلح بغاوت میں شریک نہیں ہوتا تو آپ نے فرمایا: عوام کے لیے عمل کی اہمیت رائے سے زیادہ ہے۔“

حافظ ابن حجر عسقلانی خوارج کے باغی اور اہل فسق ہونے کا موقف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَذَهَبَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْأَصُولِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ إِلَى أَنَّ الْخَوَارِجَ فُسَّاقٌ. إِنَّمَا فُسِّقُوا بِتَكْفِيرِهِمُ الْمُسْلِمِينَ مُسْتَبِدِّينَ إِلَى تَأْوِيلِ فَاسِدٍ وَجَرَّهُمْ ذَلِكَ إِلَى اسْتِبَاحَةِ دِمَاءِ مُخَالِفِيهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَالشَّهَادَةِ عَلَيْهِمْ بِالْكَفْرِ وَالشُّرْكِ. رَوَى الْخَلَالُ فِي السُّنَّةِ بِإِسْنَادِهِ، فَقَالَ:

أَخْبَرَنِي يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، أَنَّ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (أَيَّ أَحْمَدَ بْنَ مُحَمَّدَ بْنَ حَنْبَلٍ) قِيلَ لَهُ: أَكْفَرُ الْخَوَارِجُ؟ قَالَ: هُمْ مَارِقَةٌ، قِيلَ: أَكْفَرُ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ مَارِقَةٌ مَرَقُوا مِنَ الدِّينِ (۱)۔ (۲)

”اہل سنت میں سے اکثر اہل اصول نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ خوارج فاسق لوگ ہیں اور ان کو فاسق اس لئے قرار دیا گیا کہ انہوں نے تاویلِ فاسد سے استناد کرتے ہوئے مسلمانوں کو کافر قرار دیا اور اس فاسد تاویل نے انہیں اپنے مخالفین کے خون اور مال کو مباح قرار دینے اور ان پر کفر و شرک کا فتویٰ لگانے تک پہنچا دیا۔ امام خلال نے اپنی سند کے ساتھ السنۃ میں یوسف بن موسیٰ سے روایت کیا ہے: حضرت ابو عبد اللہ (یعنی امام احمد بن حنبل) سے عرض کیا گیا: کیا خوارج کافر ہیں؟ انہوں نے فرمایا: یہ دین سے خارج ہو جانے والے لوگ ہیں۔ پھر کہا گیا کہ کیا یہ کافر ہیں؟ تو انہوں نے پھر وہی جواب دیا کہ وہ باغی ہیں جو دین سے خارج ہو گئے۔“

(۴) امام احمد رضا خانؒ

امام احمد رضا خانؒ (م ۱۳۴۰ھ) خوارج سے متعلق اپنا موقف یوں بیان کرتے

ہیں:

”اہل نہروان جو مولا علیؑ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی تکفیر کر کے بغاوت پر آمادہ ہوئے وہ یقیناً فاسق، فجّار، طاغی و باغی تھے اور ایک نئے فرقہ کے ساعی و ساتھی تھے جو خوارج کے نام سے موسوم ہوا اور اُمت میں نئے فتنے اب تک

(۱) خلال، السنۃ، باب الإنکار علی من خرج علی السلطان: ۱۴۵، رقم:

(۲) عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۳۰۰

اسی کے دم سے پھیل رہے ہیں۔^(۱)

خوارج کے وجوب قتل اور اُس کے اجماع پر ائمہ حدیث کے دلائل

گزشتہ صفحات میں ساری بحث کا مرکزی نقطہ یہ رہا ہے کہ خوارج پر کفر کا اطلاق ہوتا ہے یا بغاوت کا۔ تاہم ہر دو صورتوں میں ان سے قتال اور ان کا خاتمہ ضروری ہے۔ ذیل میں چند مزید حوالہ جات اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے پیش کئے جا رہے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خوارج کے ساتھ جنگ کر کے ریاستی سطح پر ان کا خاتمہ واجب ہے۔

خوارج کے قتل کے وجوب کی تائید حضرت ابو امامہ ؓ سے مروی اس حدیث سے ہوتی ہے جسے ابو غالب نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو امامہ ؓ نے مسجد دمشق کی سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہو کر خوارج کے بارے میں فرمایا:

كَلَابُ النَّارِ، شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ، خَيْرُ قَتْلَى مَنْ قَتَلُوهُ. ثُمَّ قَرَأَ: ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ﴾^(۲) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. قُلْتُ لِأَبِي أُمَامَةَ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا حَتَّى عَدَّ سَبْعًا مَا حَدَّثْتُكُمْ مَوْهُ. قَالَ التِّرْمِذِيُّ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.^(۳)

”یہ خوارج جہنم کے کتے ہیں اور آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہیں اور وہ شخص بہترین شہید ہے جسے انہوں نے قتل کیا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

(۱) احمد رضا خان، العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة، ۲۹: ۳۶۳

(۲) آل عمران، ۳: ۱۰۶

(۳) ۱- ترمذی، السنن، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة آل عمران،

۲۲۶: ۵، رقم: ۳۰۰۰

۲- أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲۵۶، رقم: ۲۲۲۶۲

﴿جس دن کئی چہرے سفید ہوں گے اور کئی چہرے سیاہ ہوں گے﴾۔ ابو غالب کہتے ہیں: میں نے حضرت ابو امامہ ؓ سے عرض کیا: کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انہوں نے فرمایا: اگر میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے ایک، دو، تین، چار یہاں تک کہ سات بار بھی سنا ہوتا تو ہرگز تم سے بیان نہ کرتا (یعنی سات بار نہیں بلکہ اس سے زیادہ مرتبہ سنا ہے)۔“ امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔“

امام احمد اور ابن ماجہ نے اعمش کے طریق سے حضرت ابن ابی اوفی ؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

الخوارج کلاب النار۔^(۱)

”خوارج جہنم کے کتے ہیں۔“

سفیان بن عیینہ کے طریق سے ابو غالب سے مروی ہے کہ حضرت ابو امامہ ؓ نے فرمایا:

شَرُّ قَتْلَى قُتِلُوا تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ، وَخَيْرُ قَتِيلٍ مَنْ قَتَلُوا كِلَابُ أَهْلِ النَّارِ، فَكَانَ هَؤُلَاءِ مُسْلِمِينَ، فَصَارُوا كُفْرًا.^(۲)

”یہ خوارج بدترین مقتول ہیں جنہیں آسمان کے نیچے قتل کیا گیا اور بہترین شہید وہ ہیں جنہیں اہل دوزخ کے (ان) کتوں نے قتل کیا۔ یہ لوگ (بغوات اور دہشت گردی سے پہلے) مسلمان تھے مگر (اس خروج کی وجہ سے) کافر ہو گئے۔“

ابو غالب کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو امامہ سے پوچھا کہ اے ابو امامہ!

(۱) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، المقدمة، ۱: ۶۱، رقم: ۱۷۳

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۵۵

(۲) ابن ماجہ، السنن، المقدمة، ۱: ۶۲، رقم: ۱۷۶

یہ جو کچھ آپ نے فرمایا، کیا یہ آپ کی اپنی رائے ہے؟ تو حضرت ابو اُمَامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (نہیں) بلکہ (یہ سب کچھ) ارشادِ نبوی ہے جسے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست سنا ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دہشت گرد خارجیوں کے متعلق یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ یہ گروہ ہر صدی اور ہر زمانے میں قیامِ قیامت اور خروجِ دجال تک نکلتے رہیں گے جیسا کہ اس حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا ہے، جسے امام احمد، نسائی، بزار اور حاکم نے روایت کیا ہے:

عَنْ شَرِيكَ بْنِ شَهَابٍ قَالَ: "قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَانُوا هَذَا مِنْهُمْ - وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ: يَخْرُجُ مِنْ قَبْلِ الْمَشْرِقِ رِجَالٌ كَانُوا هَذَا مِنْهُمْ هَدْيُهُمْ هَكَذَا - يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَةِ، سِيَمَاهُمْ التَّحْلِيْقُ، لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، فَإِذَا لَقِيَتْهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ." (۱)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخری زمانہ میں ایک قوم خروج کرے گی، گویا یہ (خارجی) شخص بھی انہی میں سے ہے۔“ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مشرق

(۱) ۱- نسائی، السنن، کتاب تحریم الدم، باب من شہر سیفہ ثم وضعہ

فی الناس، ۴: ۱۱۹، رقم: ۴۱۰۳

۲- أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۴۲۱

۳- حاکم، المستدرک، ۲: ۱۶۰، رقم: ۲۶۴۷

۴- ابن ابی شیبہ، المصنف، ۴: ۵۵۹، رقم: ۳۷۹۱۷

کی سمت سے کچھ لوگ خروج (یعنی مسلح دہشت گردی) کریں گے گویا یہ (خارجی) شخص بھی انہی میں سے ہے جن کے طور طریقے اسی طرح کے ہوں گے۔“ وہ قرآن مجید کی تلاوت کریں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے (تیزی کے ساتھ) نکل جاتا ہے۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ سرمٹے ہوں گے۔ یہ لوگ ہر دور میں نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ مل کر مسلح قتل میں حصہ لے گا۔ سو تم (جس دور میں بھی) ان سے مقابلہ کرو تو انہیں قتل کر دینا (کہ) یہ تمام لوگ بدترین مخلوق ہیں اور بدترین کڑوٹوں کے حامل ہیں۔“

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا:

يُنْشَأُ نَشْءٌ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، كُلَّمَا خَرَجَ قَوْمٌ قُطِعَ. (۱)

”ایک نسل پیدا ہوگی جو قرآن مجید کی تلاوت کرے گی مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ (ہر دور میں) جب کبھی اس خصلت کے لوگ خروج (یعنی مسلح بغاوت) کریں تو انہیں (فوجی آپریشن کے ذریعہ) جڑ سے کاٹ دیا جائے۔“

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور نبی

اکرم ﷺ کو بیس سے زائد مرتبہ یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

(۱) ابن ماجہ، السنن، المقدمة، باب فی ذکر الخوارج، ۱: ۶۱، رقم:

كُلَّمَا خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ حَتَّى يَخْرُجَ فِي عِرَاضِهِمُ الدَّجَالُ. ^(۱)

”جب کبھی اس خصلت کے لوگ خروج کریں تو انہیں جڑ سے کاٹ دیا جائے
یہاں تک کہ (ان کا آخری گروہ) دجال کی معیت میں نکلے گا۔“

اس حدیث کی تخریج امام ابن ماجہ نے کی ہے اور امام کنانی نے فرمایا: اس کی
سند صحیح ہے اور اس کے تمام راویوں کو امام بخاری نے قابلِ حجت مانا ہے۔ ^(۲)

(۱) قاضی عیاض الممالکی

خوارج کے وجوبِ قتل کے بارے میں قاضی عیاض (م ۵۴۴ھ) صحیح
مسلم کی شرحِ اِکمال المعلم میں فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّ الْخَوَارِجَ وَأَشْبَاهَهُمْ مِنْ أَهْلِ الْبِدْعِ وَالْبَغْيِ
مَتَى خَرَجُوا وَخَالَفُوا رَأْيَ الْجَمَاعَةِ، وَشَقُّوا عَصَا الْمُسْلِمِينَ،
وَنَصَبُوا رَايَةَ الْخِلَافِ؛ أَنْ قَتَلَهُمْ وَاجِبٌ بَعْدَ إِذْ بَارَهُمْ وَالْإِعْذَارِ
إِلَيْهِمْ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَقَاتِلُوا الَّذِينَ تَبَغُّوا حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ
اللَّهِ﴾. ^(۳) وَهَذَا إِذَا كَانَ بَغْيُهُمْ لِأَجْلِ بَدْعَةٍ يَكْفُرُونَ بِهَا، وَإِنْ
كَانَ بَغْيُهُمْ لَغَيْرِ ذَلِكَ لِعَصِيَّةٍ، أَوْ طَلَبِ رِئَاسَةٍ دُونَ بَدْعَةٍ؛ فَلَا
يَحْكُمُ فِي هَؤُلَاءِ حَكْمُ الْكُفَّارِ بَوَاجِهٍ، وَحَكْمُهُمْ حَكْمُ أَهْلِ
الْبَغْيِ. ^(۴)

(۱) ابن ماجہ، السنن، المقدمة، باب فی ذکر الخوارج، ۱: ۶۱، رقم:

۱۷۴

(۲) کنانی، مصباح الزجاجة، ۱: ۲۶، رقم: ۶۵

(۳) الحجرات، ۹: ۴۹

(۴) قاضی عیاض، اِکمال المعلم، ۳: ۶۱۳، ۶۱۴

”تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ خوارج اور ان کی طرح کے دیگر اہل بدعت اور باغی و دہشت گرد گروہ جب مسلمانوں کی جمعیت یعنی ہیئتِ حاکمہ کے خلاف مسلح کارروائی کریں، ان کی رائے کی مخالفت کریں، مسلمانوں کی قوت کو پارہ پارہ کریں اور ان کے خلاف علم بغاوت بلند کریں تو ان کو ڈرانے اور سمجھانے کے بعد ان سے قتال واجب ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ﴿تَوَاسَّ﴾ (گروہ) سے لڑو جو زیادتی کا مرتکب ہو رہا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے﴾..... اور یہ اس وقت ہے جب ان کی بغاوت کسی ایسی بدعت کی وجہ سے ہو جس کی بناء پر ان کی تکفیر لازم آئے۔ اور اگر ان کی بغاوت اس کے علاوہ کسی عصبیت یا طلبِ جاہ و منصب کے لئے ہو تو ایسے لوگوں پر کفار کا حکم نہیں لگایا جائے گا بلکہ ان پر اہل بغاوت کے حکم کا اطلاق ہوگا (مگر اس صورت میں بھی اتمامِ حجت کے بعد ان سے قتال واجب ہوگا)۔“

(۲) امام ابن ہبیرہ الحنبلی

خوارج کے واجب القتل ہونے کے بارے میں ابن ہبیرہ الحنبلی (م ۵۸۷ھ) کا موقف یہ ہے:

وفي الحديث أن قتال الخوارج أولى من قتال المشركين،
والحكمة فيه: أن في قتالهم حفظ رأس مال الإسلام، وفي قتال
أهل الشرك طلب الربح، وحفظ رأس المال أولى.^(۱)

”حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ خوارج سے قتال مشرکوں سے قتال کی نسبت زیادہ
اُجروالا اور اُفضل ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ ان کے قتال میں اسلام کے

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۵: ۱۵۷

سرمایہ کی حفاظت ہے اور اہل شرک کے قتال میں نفع کی طلب ہے اور اصل زر کی حفاظت افضل ہوتی ہے۔“

(۳) علامہ ابن تیمیہ

علامہ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) کا بھی موقف یہ ہے کہ خوارج کا قلع قمع کرنے کے لیے ان سے جنگ کرنا بالاتفاق جائز ہے:

فكان قتالهم ثابتاً بالسنة الصحيحة الصريحة، وباتفاق الصحابة.....
والبغاة المأمور بقتالهم: هم الذين بغوا بعد الاقتتال، وامتنعوا من
الإصلاح المأمور به؛ فصاروا بغاة مقاتلين. والبغاة إذا ابتدأوا بالقتال
جاز قتالهم بالاتفاق؛ كما يجوز قتال الغواة قطاع الطريق إذا قاتلوا
باتفاق الناس. (۱)

”پس ان کے ساتھ قتال سنت صحیحہ و صریحہ اور صحابہ کرام ﷺ سے بالاتفاق ثابت ہے۔..... اور وہ باغی جن سے قتال کا حکم دیا گیا ہے، یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں سے مقاتلہ کے بعد بغاوت اور صلح سے رُوگردانی اختیار کی، سو وہی لوگ باغی اور قاتلین ٹھہرے ہیں۔ اور باغی جب باقاعدہ قتال کی ابتداء کر دیں تو ان کے خلاف جنگ بالاتفاق جائز ہو جاتی ہے بالکل اُسی طرح جس طرح گمراہ اور راہزنوں سے؛ کہ جب وہ قتل و غارت گری شروع کر دیں تو بالاتفاق ان کے خلاف مسلح کارروائی جائز ہو جاتی ہے۔“

علامہ ابن تیمیہ کے ان فتاویٰ سے ان کا موقف دو ٹوک الفاظ میں ثابت ہو جاتا ہے کہ خوارج کی سرکوبی اور خاتمہ ریاست کی ذمہ داری ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(۱) ابن تیمیہ، النہای: ۲۲۳، ۲۲۵

(۴) حافظ ابن حجر عسقلانی

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۱ھ) حضور نبی اکرم ﷺ کے فرمان مبارک یمرقون من الدین کے حوالے سے لکھتے ہیں:

فی رواية أبي إسحاق عن سويد بن غفلة عند النسائي والطبري
”يمرقون من الإسلام“. وكذا في حديث بن عمر في الباب وعند
النسائي من رواية طارق بن زياد عن علي ”يمرقون من الحق“
وبقوله ﷺ: ”فأينما لقيتموهم فاقتلوهم، فإن في قتلهم أجرا
لمن قتلهم يوم القيامة.“^(۱)

”امام نسائی کے ہاں سويد بن غفلة کے طریق سے ابو اسحاق کی روایت میں
حضور ﷺ کا ارشاد گرامی يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ بیان کیا گیا ہے۔ امام طبری
نے يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَام کے کلمات ذکر کئے ہیں اور اسی طرح خوارج کے
باب میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں بھی یہی الفاظ
ہیں۔ اور امام نسائی کے ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی طارق بن زیاد کی
روایت میں يَمْرُقُونَ مِنَ الْحَقِّ کے کلمات آئے ہیں۔ اور حضور ﷺ کا یہ
بھی فرمان ہے: ”پس تم جہاں کہیں اُن سے ملو تو (ریاستی سطح پر اُن کے خلاف
کارروائی کر کے) انہیں قتل کر دو، کیونکہ ان کو قتل کرنے والے شخص کے لئے
قیامت کے دن اجر (عظیم) ہوگا۔“

خارجی دہشت گردوں سے جنگ کرنے والے فوجیوں کے لیے اجر عظیم

خوارج سے جنگ پر بحث کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی مزید لکھتے ہیں:

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۲: ۲۸۸

فی روایۃ زید بن وہب: ”لو يعلم الجيش الذين يصيبونهم ما قضى لهم على لسان نبيهم لنكلوا عن العمل“. وأخرج أحمد نحو هذا الحديث عن علي وزاد في آخره: ”قتالهم حق على كل مسلم“. وقوله ﷺ: ”صلاتكم مع صلاتهم“. زاد في رواية الزهري عن أبي سلمة كما في الباب بعده ”وصيامكم مع صيامهم“. وفي رواية عاصم بن شميخ عن أبي سعيد: ”تحقرون أعمالكم مع أعمالهم“، ووصف عاصم أصحاب نجدة الحروري بأنهم ”يصومون النهار ويقومون الليل ويأخذون الصدقات على السنة“ أخرجه الطبري.

ومثله عنده من رواية يحيى بن أبي كثير عن أبي سلمة. وفي رواية محمد بن عمرو عن أبي سلمة عنده ”يتعبدون يحقر أحدكم صلاته وصيامه مع صلاتهم وصيامهم“. ومثله من رواية أنس عن أبي سعيد وزاد في رواية الأسود بن العلاء عن أبي سلمة ”وأعمالكم مع أعمالهم“. وفي رواية سلمة بن كهيل عن زيد بن وهب عن علي: ”ليست قراءتكم إلى قراءتهم شيئا ولا صلاتكم إلى صلاتهم شيئا“. أخرجه مسلم والطبري وعنده من طريق سليمان التيمي عن أنس ”ذكر لي عن رسول الله ﷺ، قال: ”إن فيكم قوما يدأبون ويعملون حتى يعجبوا الناس وتعجبهم أنفسهم“. ومن طريق حفص بن أخى أنس عن عمه بلفظ ”يتعمقون في الدين“. وفي حديث بن عباس عند الطبراني في

قصة مناظرته للخوارج قال: ”فأتيتهم فدخلت على قوم لم أر أشد اجتهادا منهم أيديهم كأنها ثفن الإبل ووجوههم معلمة من آثار السجود“، وأخرج بن أبي شيبة عن بن عباس رضي الله عنه أنه ذكر عنه الخوارج واجتهادهم في العبادة، فقال: ليسوا أشد اجتهادا من الرهبان. ^(۱)

”زید بن وہب کی روایت میں ہے: ”خوارج کے ساتھ جنگ کر کے انہیں قتل کرنے والی مسلمان فوج (muslim army) اگر جان لیتی کہ ان کے لئے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کس قدر اعلیٰ اور بلند مقام کا فیصلہ کر دیا گیا ہے تو وہ باقی سارے کام چھوڑ کر صرف (خوارج سے جنگ کرنے کا) یہی عمل اختیار کر لیتی۔“ امام احمد بن حنبلؒ نے اسی طرح کی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کر کے اس کے آخر میں یہ اضافہ بھی ذکر کیا ہے: فَنَالَهُمْ حَقُّ عَلِيٍّ مِّنْ مُّسْلِمٍ یعنی ان باغی دہشت گردوں کے خلاف ریاستی سطح پر کی جانے والی کارروائی میں حصہ لینا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (یہاں پر یہ جاننا ضروری ہے کہ ان کی ظاہری دین داری کو دیکھ کر ان سے قتال اور ان کے خاتمہ میں پس و پیش نہ کیا جائے کیونکہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: صَلَاتُكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ اور حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی امام زہری کی روایت میں وَصِيَامُكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ کے الفاظ کا اضافہ ہے۔ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی عاصم بن شمیخ کی روایت میں تَحْقِرُونَ أَعْمَالَكُمْ إِلَى أَعْمَالِهِمْ ہے اور عاصم نے اصحابِ نجد کو الحوروی کہا کہ ”وہ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو قیام کرتے اور سنت کے مطابق صدقات وصول کرتے تھے۔“ اس کو امام طبری نے روایت کیا اور حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے یحییٰ بن کثیر کی اسی طرح

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۸۸، ۲۸۹

کی روایت بھی انہوں نے بیان فرمائی ہے۔

”امام طبری کے ہاں حضرت ابوسلمہ سے مروی محمد بن عمرو کی روایت میں ہے: ”خوارج اتنی کثرت سے عبادت کریں گے کہ تم میں سے ہر کوئی اپنی نمازوں اور روزوں کو ان کی نمازوں اور روزوں کے مقابلے میں حقیر اور کم تر سمجھے گا۔“ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت ہے۔ اور حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی اسود بن علاء کی روایت میں اَعْمَالُكُمْ مَعَ اَعْمَالِهِمْ کا اضافہ ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی زید بن وہب کی روایت میں ہے: ”تمہاری تلاوت ان کی تلاوت کے مقابلے میں اور تمہاری نماز ان کی نماز کے مقابلے میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی۔“ اس کو امام مسلم اور امام طبری نے روایت کیا ہے۔ اور امام طبری کے ہاں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی سلیمان تبی کے طریق سے بھی روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بیان کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تم میں ایک ایسی قوم ہوگی جو (بظاہر نیک اعمال) میں بہت مشقت اٹھائیں گے اور اتنے زیادہ اعمال کریں گے کہ لوگوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیں گے اور وہ آپ اپنے (اعمال) پر عجب کا اظہار کریں گے۔“ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھتیجے حفص کے طریق سے اپنے چچا (یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ) سے مروی حدیث میں يَتَعَمَّقُونَ فِي الدِّينِ (بظاہر وہ دین میں بہت پختگی اور شدت رکھتے ہوں گے یعنی extremist ہوں گے) کے کلمات ہیں۔ امام طبرانی کے ہاں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے خوارج کے ساتھ مناظرہ کے قصے پر مبنی روایت میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پس میں ان (خوارج) کے پاس پہنچا تو میں ایسی قوم پر داخل ہوا جن سے بڑھ کر محنت و ریاضت کرنے والے ہاتھ میں نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ ان کے ہاتھ (مشقت

کی وجہ سے) ایسے سخت تھے جیسے اونٹوں کے گھٹنے اور ان کے چہرے
سجدوں کے آثار سے نشان زدہ تھے۔“ ابن ابی شیبہ نے ابن عباس ؓ سے
حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ کے سامنے عبادت و ریاضت میں خوارِج کی محنت و
مشقت کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”راہب“ بھی تو اعمال میں اُن سے
زیادہ مشقت اٹھانے والے تھے۔“

خوارِج کے بارے میں علامہ انور شاہ کاشمیری اور علامہ شبیر احمد عثمانی کا موقف

خوارِج اور اس طرح کے مسلح بغاوت کرنے والے دیگر گروہوں کی تکفیر اور ان
کے قتل کے حکم کے بارے میں برصغیر پاک و ہند کے دیوبند متب فکر کے دو جید علمائے کرام
علامہ انور شاہ کاشمیری اور علامہ شبیر احمد عثمانی نے بھی مفصل کلام کیا ہے جو ”فتح الملہم
(۵: ۱۵۳-۱۵۷)“ میں موجود ہے۔ ذیل میں ان کی مفصل تحقیق میں سے صرف وہ حصہ
نقل کیا جاتا ہے جو اُن کی اپنی رائے اور فتویٰ پر مشتمل ہے۔ ورنہ جن احادیث اور ائمہ و
محدثین کی تصریحات کو انہوں نے بطور استشہاد و استدلال بیان کیا ہے، ہم وہ تمام حوالہ
جات پہلے ہی اصل مصادر سے مختلف مقامات پر درج کر چکے ہیں۔

علامہ شبیر احمد عثمانی نے خوارِج پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے اس کا عنوان ہی یہ
رکھا ہے:

بحث شریف يتعلق بتکفیر الخوارِج وغیرہم من اهل الأهواء
والملاحدين، وهل یقاتلون؟ ومتی یقاتلون؟
”خوارِج اور دیگر اہل اہواء اور ملحدین کی تکفیر سے متعلق بحث اور یہ کہ کیا ان
کے ساتھ قتال کیا جائے گا؟ اور کب کیا جائے گا؟“

اس کے بعد انہوں نے حافظ ابن حجر عسقلانی کا اقتباس نقل کیا ہے، جس کے مطابق خوارج اہل فسق، باغی اور واجب القتل ہیں، کیوں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

فإذا خر جوا فاقتلوهم.

”پس جب وہ ریاست کے خلاف بغاوت کریں تو انہیں قتل کر ڈالو۔“

نیز معاً بعد امام طبری کا قول نقل کیا ہے جس میں انہوں نے احادیث مبارکہ - ہم شر الخلق؛ یمرقون من الإسلام؛ لأقتلنہم قتل عاد - سے مستنبط کیا ہے کہ خوارج دین اسلام سے خارج ہیں اور ان سے قتال واجب ہے۔

اسی طرح انہوں نے قاضی عیاض، امام ابو العباس القرطبی اور امام تقی الدین السبکی کا تکفیر خوارج کا موقف بھی اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری نہایت واضح الفاظ میں خوارج کی تکفیر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

والحق أن حديث المروق يدل على أن المارقة أقرب إلى الكفر من الإيمان، ومن أصرح ما وجدت فيه ما عند ابن ماجه عن أبي أمامة: ”قد كان هؤلاء مسلمين، فصاروا كفّاراً، قلت: يا أبا أمامة، هذا شيء تقولونه؟ قال: بل سمعته من رسول الله ﷺ.“ قال الحافظ محمد بن إبراهيم اليماني في ”إيثار الحق“ (ص: ۲۱۴): وإسناده حسن. وحسنه الترمذي مختصراً.^(۱)

”حق یہ ہے کہ حدیث المروق اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ المارقة یعنی دین سے نکلنے والے ایمان کی بجائے کفر کے زیادہ قریب ہیں اور اس

(۱) شبیر احمد عثمانی، فتح الملہم، ۵: ۵۴

بارے میں جو کچھ میں نے ذخیرہ احادیث میں پایا اس میں سب سے زیادہ صریح ابن ماجہ میں حضرت ابو امامہ ؓ کی روایت ہے جس میں انہوں نے فرمایا: یہ خوارج پہلے مسلمان تھے، پھر کافر ہو گئے۔ تو حضرت ابو غالب نے پوچھا: اے ابو امامہ! یہ بات آپ اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: (نہیں) بلکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد گرامی سنا ہے۔ حافظ محمد بن ابراہیم یمنی نے ”ایشار الحق (ص: ۴۲۱)“ میں فرمایا ہے: اس کی اسناد حسن ہیں اور امام ترمذی نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے۔“

علامہ شبیر احمد عثمانی احادیث مبارکہ کی روشنی میں خوارج کے واجب القتل ہونے پر اپنا موقف یوں لکھتے ہیں:

وَيُؤَيِّدُ الْقَوْلَ الْمَذْكُورَ الْأَمْرَ بِقَتْلِهِمْ مَعَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ: ”لَا يَحِلُّ قَتْلُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِأَحَدِي ثَلَاثٍ“ وَفِيهِ: ”التَّارِكُ لِدِينِهِ: الْمَفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ“ وَوَرَدَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ الصَّحِيحَةِ: ”الْمَارِقُ مِنَ الدِّينِ، التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ.“^(۱)

”حضور ﷺ کا ان کے قتل کا حکم دینا بھی اسی قول مذکور کی تائید کرتا ہے، اس کے باوجود کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ سے مروی حدیث جو پہلے بیان کی گئی کہ ”کسی مسلمان آدمی کا قتل حلال نہیں سوائے تین میں سے کسی ایک صورت کے۔“ سو اس حدیث میں ہے کہ ”جو اپنے دین کے خلاف بغاوت کرنے والا ہو اور جو مسلمانوں کی جماعت سے جدا ہونے والا ہو“ اور بعض صحیح روایات میں آیا ہے کہ ”دین سے نکلنے والا اور مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑنے والا ہو۔“

(۱) شبیر احمد عثمانی، فتح الملہم، ۵: ۵۴

اس کے بعد علامہ شبیر احمد عثمانی خوارج کو قتل کرنے کے جواز پر حنا بلہ کا موقف بیان کرتے ہوئے اپنی رائے یوں دیتے ہیں:

الظاهر عندي درايةً وروايةً قول أهل الحديث، أما روايةً: فقولہ ﷺ: ”فأين لقيتموهم فاقتلوهم“ وأما قول علي ﷺ: فمعهنا أن الإنكار على الإمام والطعن فيه لا يوجب قتلاً، حتى ينزع يده من الطاعة، فيكون باغياً، أو قاطع الطريق.^(۱)

”میرے نزدیک روایتاً اور درایتاً ائمہ حدیث کا قول واضح ہے۔ رہا حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد فأين لقيتموهم فاقتلوهم، اور حضرت حضرت علی ﷺ کا یہ (مذکورہ بالا) قول، تو اس کا معنی یہ ہے کہ حکمران کا انکار اور اس پر طعنہ زنی قتل کو واجب نہیں کرتے، جب تک کہ وہ حکومت کی اتھارٹی کو تسلیم کرنے سے انکار نہ کر دے اور باغی یا راہ زن نہ ہو جائے۔“

آخر میں علامہ شبیر احمد عثمانی بحث کو سمیٹتے ہوئے اپنا اور علامہ انور شاہ کشمیری کا موقف دہراتے ہیں:

وقال في موضع آخر من رسالته بعد سرد الأحاديث: ”فخرج من هذه الأحاديث بهذا الوجه وجه من كفرهم من أهل الحديث، وقد نسبته ”السندي رحمه الله على سنن النسائي“ إليهم، وهو قول فحل، وكذا نسبته في ”فتح القدير“ إليهم، وخرج عدم الفرق بين الجحود والتأويل في القطعيات. والله سبحانه وتعالى أعلم. وخرج أن الكفر قد يلزم من حيث لا يدري، مع ما يحقر أحدكم صلاته، وصيامه مع صلاتهم وصيامهم، وأعماله مع

(۱) شبیر احمد عثمانی، فتح الملہم، ۵: ۵۵

أعمالهم، وليست قراءته إلى قراءتهم شيئاً، فخذ هذه الجمل النبوية أصلاً في مسألة التكفير، فهي كأحرف القرآن، كلها شاف كاف. (۱)

”اور آپ نے اپنے مقالے میں کسی ایک مقام پر ان احادیث کو بیان کرنے کے بعد لکھا ہے: پس ان احادیث سے اس توجیہ کے ساتھ ائمہ حدیث کا بیان کردہ وہ سب مستتب ہوتا ہے جنہوں نے ان (خوارج) کو کافر قرار دیا۔ اسی طرح امام سندی نے سنن نسائی پر اپنے حاشیہ میں بھی کفر کو ان کی طرف منسوب کیا ہے، اور یہ ایک مضبوط قول ہے۔ اسی طرح انہوں نے ”فتح القدیر“ میں کفر کو انہی کی طرف منسوب کیا ہے۔ یاد رہے کہ قطعی عقائد میں تاویل اور جحود (انکار) کے درمیان فرق کا نہ ہونا بھی انہی احادیث سے مستتب ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بہتر علم رکھنے والا ہے۔ اور یہ چیز بھی مستتب ہوتی ہے کہ کفر کبھی کبھی اس طرح لازم آجاتا ہے جس کا پتہ بھی نہیں چلتا، اس کے باوجود کہ جن کی نماز کے ساتھ تم میں سے ہر کوئی اپنی نماز کو حقیر جانتا ہے اور جن کے روزوں کے ساتھ اپنے روزے کو حقیر جانتا ہے اور جن کے اعمال کے ساتھ اپنے اعمال کو حقیر جانتا ہے اور جن کی قراءت کے مقابلہ میں اس کی قراءت کچھ بھی نہیں۔ پس اس مسئلہ تکفیر میں حضور نبی اکرم ﷺ کے یہ جملہ قرآن کے حروف کی طرح حکم صادر کرنے میں کافی و شافی ہیں۔“

گویا علامہ انور شاہ کاشمیری اور علامہ شبیر احمد عثمانی کی مفصل تحقیق سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ان کے نزدیک بھی خوارج اور ان کی راہ پر چلنے والے لوگ دین سے خارج ہیں۔ کیونکہ انہوں نے دینی تعلیمات کو مسخ کیا اور دین میں نئی نئی بدعات ایجاد کی ہیں اور ان خیالات اور اعمال کو دین قرار دے دیا جن کا حضور نبی اکرم ﷺ اور صحابہ

(۱) شبیر احمد عثمانی، فتح الملہم، ۵: ۱۵۶

کرام ﷺ کے قول و عمل سے کوئی تعلق نہیں۔

غور کیا جائے تو آج اسلام کے نام پر جو انتہاء پسندی اور دہشت گردی ہو رہی ہے اس کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ موجودہ دور میں لوگوں کا قتل عام، عورتوں اور بچوں کی بہیمانہ ہلاکت، جہاد کا معنی و مفہوم، شرعی شرائط اور تقاضے سمجھے بغیر اسے ہر ایک پر واجب قرار دے دینا، مُردوں کو قبروں سے نکال کر ان کی بے حرمتی کرنا، صالحین کے مقابر کو تباہ کرنا، مساجد اور عبادت گاہیں مسمار کرنا اور اپنے مخالف نظریات کے حامل عامۃ المسلمین پر کفر و شرک کے فتوے لگانا اور مسلم و غیر مسلم پر امن انسانی آبادیوں کو تباہ و برباد کرنا اور خود کش حملوں کے ذریعے انسانی جانوں کو لقمہ اجل بنانا (یہ سب کچھ) خوارج کے نظریات اور کردار کا ہی تسلسل ہے۔

مآخذ ومراجع

۱۔ القرآن الحکیم۔

(۲) تفسیر القرآن

- ۲۔ طبری، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد (۲۲۴-۳۱۰ھ/۸۳۹-۹۲۳ء)۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۵ھ۔
- ۳۔ ابن ابی حاتم، ابو محمد عبد الرحمن بن محمد ادريس رازی (۲۴۰-۳۲۷ھ/۸۵۴-۹۳۸ء)۔ تفسیر القرآن العظیم۔ صیدا، لبنان: المکتبة العصرية۔
- ۴۔ نحاس، ابو جعفر احمد بن محمد بن اسماعیل (م ۳۳۸ھ)۔ معانی القرآن الکویم۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: جامعہ ام القرى، ۱۴۰۹ھ۔
- ۵۔ سمرقندی، ابو الیث نصر بن محمد بن ابراهیم حنفی (۳۳۳-۳۷۳ھ)۔ بحر العلوم (تفسیر السمرقندی)۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔
- ۶۔ زمخشری، جار الله ابو القاسم محمود بن عمر بن محمد خوارزمی (۴۶۷-۵۳۸ھ)۔ الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث۔
- ۷۔ قرطبی، ابو عبد الله محمد بن احمد بن ابوبکر بن فرح (۶۷۱ھ)۔ الجامع لأحكام القرآن والمبین لما تضمن من السنة وآي الفرقان۔ قاہرہ، مصر: دار الشعب، ۱۳۷۲ھ۔
- ۸۔ خازن، علی بن محمد بن ابراهیم بن عمر بن خلیل (۶۷۸-۷۷۱ھ/۱۲۷۹-۱۳۴۰ء)۔ لباب التأویل فی معانی التنزیل۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

- ۹۔ ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن زرع بصری (۷۰۱-۷۷۴ھ/۱۳۰۱-۱۳۷۳ء)۔ تفسیر القرآن العظیم۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۱ھ۔
- ۱۰۔ ابو حفص الحسنبی، سراج الدین عمر بن علی بن عادل دمشقی۔ اللباب فی علوم الکتاب۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء۔
- ۱۱۔ سیوطی، جلال الدین ابو الفضل عبدالرحمن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹-۹۱۱ھ/۱۴۳۵-۱۵۰۵ء)۔ الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۹۹۳ء۔
- ۱۲۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۲۲۵ھ)۔ التفسیر المظہری۔ کوئٹہ، پاکستان: بلوچستان بک ڈپو۔

(۳) الحدیث

- ۱۳۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴-۲۵۶ھ/۸۱۰-۸۷۰ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، الیمامہ، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء۔
- ۱۴۔ مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد قشیری نیشاپوری (۲۰۶-۲۶۱ھ/۸۲۱-۸۷۵ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔
- ۱۵۔ نسائی، ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب بن علی (۲۱۵-۳۰۳ھ/۸۳۰-۹۱۵ء)۔ السنن الکبریٰ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔
- ۱۶۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی (۲۰۲-۲۷۵ھ/۸۱۷-۸۸۹ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔
- ۱۷۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۷-۲۷۵ھ/۸۲۳-۸۸۷ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

- ۱۸- مالک، ابن انس بن مالک رحمہ اللہ بن ابی عامر بن عمرو بن حارث الصحی (۹۳-۱۷۹ھ/۷۱۲-۷۹۵ء)۔ الموطأ۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۵ء۔
- ۱۹- احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ شیبانی (۱۶۴-۲۴۱ھ/۷۸۰-۸۵۵ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی للطباعة والنشر، ۱۳۹۸ھ/۱۹۸۷ء۔
- ۲۰- احمد بن حنبل، ابو عبد اللہ بن محمد (۱۶۴-۲۴۱ھ/۷۸۰-۸۵۵ء)۔ فضائل الصحابة۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔
- ۲۱- آزدي، معمر بن راشد (م ۱۵۱ھ)۔ الجامع۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔
- ۲۲- طياسی، ابو داؤد سلیمان بن داؤد جارود (۱۳۳-۲۰۴ھ/۷۵۱-۸۱۹ء)۔ المسند۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔
- ۲۳- عبد الرزاق، ابو بکر بن ہمام بن نافع صنعانی (۱۲۶-۲۱۱ھ/۷۴۴-۸۲۶ء)۔ المصنف۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔
- ۲۴- ابن ابی شیبہ، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ الکونی (۱۵۹-۲۳۵ھ/۷۷۶-۸۴۹ء)۔ المصنف۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبة الرشد، ۱۴۰۹ھ۔
- ۲۵- ابن ابی عاصم، ابو بکر عمرو بن ابی عاصم ضحاک شیبانی (۲۰۶-۲۸۷ھ/۸۲۲-۹۰۰ء)۔ السنة۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۰ھ۔
- ۲۶- نعیم بن حماد، ابو عبد اللہ مروزی (م ۲۸۸ھ)۔ الفتن۔ قاہرہ، مصر: بیروت، لبنان: مؤسسة الکتاب الثقافیة، ۱۴۰۸ھ۔
- ۲۷- عبد اللہ بن احمد، ابن محمد بن حنبل شیبانی (۲۱۳-۲۹۰ھ)۔ السنة۔ دامام: دار ابن الیقیم، ۱۴۰۶ھ۔

- ۲۸۔ بزار، ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الحلق بصری (۲۱۵-۲۹۲ھ/۸۳۰-۹۰۵ء)۔
المسند (البحر الزخار)۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ علوم القرآن، ۱۴۰۹ھ۔
- ۲۹۔ ابو یعلیٰ، احمد بن علی بن ثنی بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰-۳۰۷ھ/۸۲۵-۹۱۹ء)۔ المسند۔ دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۴ء۔
- ۳۰۔ رویانی، ابو بکر محمد بن ہارون رازی طبری (م ۳۰۷ھ)۔ مسند الصحابة المعروف ب: مسند الرویانی۔ قاہرہ، مصر: مؤسسۃ قرطبہ، ۱۴۱۶ھ۔
- ۳۱۔ ابن خزیمہ، ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ سلمیٰ نیشاپوری، (۲۲۳-۳۱۱ھ/۸۳۸-۹۲۳ء)۔ الصحيح۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء۔
- ۳۲۔ خلال، ابو بکر احمد بن محمد بن ہارون بن یزید (۲۳۴-۳۱۱ھ)۔ السنۃ۔ ریاض، سعودی عرب: دار الراية، ۱۴۱۰ھ۔
- ۳۳۔ طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰-۳۶۰ھ/۸۷۳-۹۷۰ء)۔ المعجم الصغیر۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔
- ۳۴۔ طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰-۳۶۰ھ/۸۷۳-۹۷۱ء)۔ المعجم الأوسط۔ قاہرہ، مصر: دار الحرمین، ۱۴۱۵ھ۔
- ۳۵۔ طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰-۳۶۰ھ/۸۷۳-۹۷۰ء)۔ المعجم الكبير۔ موصل، عراق: مکتبۃ العلوم والحکم، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔
- ۳۶۔ حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱-۴۰۵ھ/۹۳۳-۱۰۱۲ء)۔ المستدرک علی الصحيحین۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ،

۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء۔

۳۷۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴-۴۵۸ھ/۹۹۴-۱۰۶۲ء)۔ السنن الکبریٰ۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز،

۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۳۸۔ ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی البستی (۲۷۰-۳۵۴ھ/۸۸۴-۹۶۵ء)۔ الصحيح۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

۳۹۔ دلیمی، ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدلیمی الہمدانی (۴۴۵-۵۰۹ھ/۱۰۵۳-۱۱۱۵ء)۔ الفردوس بمأثور الخطاب۔ بیروت، لبنان: دار الکتب

العلمیہ، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء۔

۴۰۔ منذری، ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (۵۸۱-۶۵۶ھ/۱۱۸۵-۱۲۵۸ء)۔ الترغیب والترہیب من الحديث الشريف۔

بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔

۴۱۔ بیہقی، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵-۸۰۷ھ/۱۳۳۵-۱۴۰۵ء)۔ مجمع الزوائد و منبع الفوائد۔ قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث +

بیروت، لبنان: دار الکتب العربی، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء۔

۴۲۔ کنانی، احمد بن ابی بکر بن اسماعیل (۷۶۲-۸۴۰ھ)۔ مصباح الزجاجہ فی

زوائد ابن ماجہ۔ بیروت، لبنان، دار العربیہ، ۱۴۰۳ھ۔

۴۳۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ/۱۳۷۲-۱۴۴۹ء)۔ ہدی الساری مقدمة فتح الباری۔ بیروت،

لبنان: دار المعرفۃ۔

- ۴۴۔ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ (۹۵۸-۱۰۵۲ھ/۱۵۵۱-۱۶۴۲ء)۔ أشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ المصابیح۔ سکھر، پاکستان: مکتبہ نوریہ رضویہ، ۱۹۷۶ء۔
- ۴۵۔ البانی، محمد ناصر الدین (۱۳۳۳-۱۴۲۰ھ/۱۹۱۴-۱۹۹۹ء)۔ سلسلة الأحادیث الصحيحة۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

(۴) شروحات الحدیث

- ۴۶۔ ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر انصاری، (۳۶۸-۴۶۳ھ/۹۷۹-۱۰۷۱ء)۔ التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد۔ مغرب (مراکش): وزارت عموم الأوقاف، ۱۳۸۷ھ۔
- ۴۷۔ قاضی عیاض، ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ تیکھی (۲۷۶-۵۴۴ھ/۱۰۸۳-۱۱۴۹ء)۔ إكمال المعلم بفوائد مسلم۔ بیروت، لبنان: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء۔
- ۴۸۔ ابو العباس قرطبی، ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم (۵۷۸-۶۵۶ھ)۔ المفہم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار ابن کثیر، ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء۔
- ۴۹۔ نووی، ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف بن مرے (۶۳۱-۶۷۷ھ)۔ شرح النووي علی صحیح مسلم۔ بیروت، لبنان: دار إحياء التراث، ۱۳۹۲ھ۔
- ۵۰۔ ابن حجر عسقلانی، ابو الفضل احمد بن علی بن حجر کنانی شافعی (۷۷۳-۸۵۲ھ/۱۳۷۲-۱۴۴۹ء)۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۷۹ھ۔
- ۵۱۔ عینی، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود (۷۶۲-۸۵۵ھ/۱۳۶۱-۱۴۵۱ء)۔ عمدة القاری شرح صحیح

- البخاری۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی
- ۵۲۔ قسطلانی، ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن محمد بن حسین بن علی (۸۵۱-۹۲۳ھ/۱۴۲۸-۱۵۱۷ء)۔ إرشاد الساری لشرح صحیح البخاری۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔
- ۵۳۔ ملا علی قاری، علی بن سلطان محمد نور الدین خنی (م ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء)۔ مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح۔ ملتان، پاکستان: مکتبہ امدادیہ۔
- ۵۴۔ مبارک پوری، ابو العلاء محمد عبد الرحمن بن عبد الرحیم (۱۲۸۳-۱۳۵۳ھ)۔ تحفة الأحوذی فی شرح جامع الترمذی۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔
- ۵۵۔ شبیر احمد عثمانی، شبیر احمد بن فضل الرحمان ہندی (۱۳۰۵-۱۳۶۹ھ/۱۸۸۹-۱۹۴۹ء)۔ فتح الملہم بشرح صحیح الإمام مسلم۔ دمشق، شام: دار القلم، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء۔

(۵) أسماء الرجال

- ۵۶۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴-۲۵۶ھ/۸۱۰-۸۷۰ء)۔ التاريخ الكبير۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء۔
- ۵۷۔ ذہبی، ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳-۷۴۸ھ/۱۲۷۴-۱۳۲۸ء)۔ سیر أعلام النبلاء۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ۱۴۱۳ھ۔
- ۵۸۔ ابن حجر عسقلانی، ابو الفضل احمد بن علی کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ/۱۳۷۲-۱۴۲۹ء)۔ تہذیب التہذیب۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۴ھ۔
- ۵۹۔ ابن حجر عسقلانی، ابو الفضل احمد بن علی کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ/۱۳۷۲-۱۴۲۹ء)۔ الإصابة فی تمییز الصحابة۔ بیروت، لبنان: دار الجلیل، ۱۴۱۲ھ۔

(۶) الفقہ وأصول الفقہ

- ۶۰۔ مالک، ابن انس بن مالک رحمہم اللہ بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اُصَیجی (۹۳-۱۷۹ھ/۷۱۲-۷۹۵ء)۔ المدونة الكبرى۔ بیروت، لبنان: دارصادر۔
- ۶۱۔ شافعی، ابو عبد اللہ محمد بن ادريس بن عباس بن عثمان بن شافع قرشی (۱۵۰-۲۰۴ھ/۷۶۷-۸۱۹ء)۔ الأم۔ بیروت لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۹۳ھ۔
- ۶۲۔ مروزی، ابو عبد اللہ محمد بن نصر بن الحجاج (۲۰۲-۲۹۴ھ)۔ تعظیم قدر الصلاة۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الدار، ۱۴۰۶ھ۔
- ۶۳۔ ماوردی، ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب بصری (۳۶۴-۴۵۰ھ)۔ الأحکام السلطانیة۔ بیروت لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء۔
- ۶۴۔ سرخسی، شمس الدین (م ۴۸۳ھ)۔ کتاب المبسوط۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء۔
- ۶۵۔ کاسانی، علاء الدین (م ۵۸۷ھ)۔ بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العربی، ۱۹۸۲ء۔
- ۶۶۔ مرغینانی، ابو الحسن علی بن ابوبکر بن عبد الجلیل (۵۱۱-۵۹۳ھ)۔ الهدایۃ شرح البدایۃ۔ بیروت، لبنان: المکتبۃ الاسلامیہ۔
- ۶۷۔ ابن قدامہ، ابو محمد عبد اللہ بن احمد المقدسی (۵۴۱-۶۲۰ھ)۔ المغنی في فقہ الإمام أحمد بن حنبل الشیبانی۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۵ھ۔
- ۶۸۔ نووی، ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف (م ۶۷۶ھ)۔ روضة الطالبین وعمدة المفتین۔ بیروت، لبنان: المکتبۃ الاسلامی، ۱۴۰۵ھ۔
- ۶۹۔ شاطبی، ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ بن محمد اللخمی الغرناطی (م ۷۹۰ھ)۔ الاعتصام۔ مصر: المکتبۃ التجاریۃ۔

- ٤٠- ابن مفلح، ابواسحاق ابراهيم بن محمد بن عبد الله حنبلي (٨١٦-٨٨٢هـ) - المبدع في شرح المقنع - بيروت، لبنان: المكتب الاسلامي.
- ٤١- ابن نجيم، زين بن ابراهيم بن محمد بن محمد بن محمد بن بكر حنفي (٩٢٦-٩٤٠هـ) - البحر الرائق شرح كنز الدقائق - بيروت، لبنان: دار المعرفه.
- ٤٢- شوكانى، محمد بن على بن محمد (١٢٥٥هـ) - نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار - بيروت، لبنان: دار الجيل، ١٩٤٣ء.
- ٤٣- ابن عابدين شامي، محمد بن محمد امين بن عمر بن عبدالعزيز عابدين دمشقي (١٢٢٢-١٣٠٦هـ) - رد المحتار على الدر المختار على تنوير الأبصار - بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٣٨٦هـ.
- ٤٤- عبد الرحمن جزيري - الفقه على المذاهب الأربعة - بيروت، لبنان: دار إحياء التراث العربي.
- ٤٥- فوزان، صالح بن فوزان بن عبد الله - الجهاد وضوابطه الشرعية -

(٤) السيرة

- ٤٦- قاضي عياض، ابو الفضل عياض بن موسى بن عياض بن عمرو بن موسى محضى (٢٤٦-٥٢٢هـ/١٠٨٣-١١٣٩ء) - الشفا بتعريف حقوق المصطفى ﷺ - بيروت، لبنان: دار الكتب العربي.

(٨) العقائد

- ٤٧- ابو حنيفة، امام اعظم نعمان بن ثابت (٨٠-١٥٠هـ) - الفقه الأيسر (مجموعة العقيدة وعلم الكلام للشيخ زاهد الكوثري) - بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٢٢٥هـ/٢٠٠٢ء.

- ۷۸۔ طحاوی، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ (۲۲۹-۳۲۱ھ/ ۸۵۳-۹۳۳ء)۔ العقیدۃ الطحاویۃ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۹ھ۔
- ۷۹۔ آجری، ابو بکر محمد بن حسین بن عبد اللہ (م ۳۶۰ھ)۔ الشریعۃ۔ ریاض، سعودی عرب: دار الوطن، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء۔
- ۸۰۔ شہرستانی، ابو الفتح محمد بن عبد الکریم بن ابی بکر احمد (۴۷۹-۵۴۸ھ)۔ الملل والنحل۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، ۲۰۰۱ء۔
- ۸۱۔ ابن تیمیہ، ابو العباس احمد بن عبد الحلیم حرانی (۶۶۱-۷۲۸ھ/ ۱۲۶۳-۱۳۲۸ء)۔ النبوات۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العربی، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔
- ۸۲۔ ابن ابی العز، صدر الدین محمد بن علاء الدین حنفی اذری صالھی دمشق (۷۳۱-۹۲ھ)۔ شرح العقیدۃ الطحاویۃ۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔
- ۸۳۔ عبد القاهر بغدادی، ابو منصور بن طاہر بن محمد (م ۴۲۹ھ/ ۱۰۳۷ء)۔ الفرق بین الفرق و بیان الفرقۃ الناجیۃ۔ بیروت، لبنان: دار الآفاق الجدیدۃ، ۱۹۷۷ء۔
- ۸۴۔ عبد العزیز محدث دہلوی (م ۱۲۲۹ھ)۔ تحفۃ اثنا عشریۃ۔ استنبول، ترکی: مکتبۃ الحقیقۃ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

(۹) الفتاوی

- ۸۵۔ ابن تیمیہ، ابو العباس احمد بن عبد الحلیم حرانی (۶۶۱-۷۲۸ھ/ ۱۲۶۳-۱۳۲۸ء)۔ مجموع الفتاوی۔ مکتبہ ابن تیمیہ۔
- ۸۶۔ ابن علاء، عالم بن علاء انصاری دہلوی حنفی (م ۸۶۶ھ)۔ الفتاوی التاتارخانیۃ فی الفقہ الحنفی۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۵ء۔
- ۸۷۔ ابن بزاز، محمد بن محمد بن شہاب کردری (۸۴۷ھ)۔ الفتاوی البزازیۃ علی

- هامش الفتاوى العالمية - بيروت، لبنان: دار المعرفه، ۱۳۹۳ھ/ ۲۰۱۳ء۔
- ۸۸۔ احمد رضا، محدث ہند ابنِ نقی علی خاں قادری (۱۲۷۲-۱۳۴۰ھ/ ۱۸۵۶-۱۹۲۱ء)۔ العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة۔ لاہور، پاکستان: رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، ۱۹۹۱ء۔
- ۸۹۔ فہد الحصین۔ الفتاوی الشرعیة فی القضايا العصریة۔

(۱۰) التصوف

- ۹۰۔ ابو نعیم، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶-۴۳۰ھ/ ۹۴۸-۱۰۳۸ء)۔ حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العربی، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

(۱۱) التاريخ

- ۹۱۔ طبری، ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴-۳۱۰ھ/ ۸۳۹-۹۲۳ء)۔ تاریخ الأمم والملوک۔ بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ھ۔
- ۹۲۔ خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد (۳۹۳-۴۶۳ھ/ ۱۰۰۳-۱۰۷۱ء)۔ تاریخ بغداد۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔
- ۹۳۔ ابن اثیر، ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم شیبانی جزری (۵۵۵-۶۳۰ھ/ ۱۱۶۰-۱۲۳۳ء)۔ الکامل فی التاریخ۔ بیروت، لبنان: دار صادر، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔
- ۹۴۔ ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر (۷۰۱-۷۷۷ھ/ ۱۳۰۱-۱۳۷۷ء)۔ البدایة والنهاية۔ بیروت، لبنان: مکتبہ المعارف۔

23. ”کنز الایمان“ کی فنی حیثیت

24. معارف آیۃ الکرسی

25. العُرْفَانُ فِي فَصَائِلِ وَآدَابِ الْقُرْآنِ

26. اَلْبَيَانُ فِي فَضْلِ بَعْضِ سُورِ الْقُرْآنِ

﴿قرآن حکیم کی منتخب سورتوں کے فضائل﴾

27. التَّصَوُّرُ الْإِسْلَامِيُّ لِطَبِيعَةِ الْبَشَرِيَّةِ

28. نَهْجُ التَّرْبِيَةِ الْإِجْتِمَاعِيَّةِ فِي الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ

29. Irfan-ul-Qur'an (English Translation of the Holy Qur'an)

30. Qur'anic Concept of Human Guidance

31. Islamic Concept of Human Nature

B. الحديث

32. اَلْخُطْبَةُ السَّيِّدَةُ فِي أُصُولِ الْحَدِيثِ

وَفُرُوعِ الْعَقِيدَةِ

33. الْعَبْدِيَّةُ فِي الْحَضَرَةِ الصَّمَدِيَّةِ ﴿بارگاہ

الہی سے تعلق بندگی﴾

34. اَلْبَيَانُ فِي رَحْمَةِ الْمَنَانِ ﴿رحمت الہی پر

ایمان افروز احادیث مبارکہ کا مجموعہ﴾

35. مُخْتَصَرُ الْمُنْهَاجِ السَّوِيِّ مِنَ الْحَدِيثِ النَّبَوِيِّ

﴿عربی متن، اردو ترجمہ اور تحقیق و تخریج﴾

36. هِدَايَةُ الْأُمَّةِ عَلَى مِنْهَاجِ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ

(الجزء الأول): أُمَّةٌ مُحَمَّدِيَّةٌ كَلِمَةً

قرآن و حدیث سے ضابطہ رشد و ہدایت

37. جَامِعُ السُّنَّةِ فِيمَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ آخِرُ الْأُمَّةِ

A. قرآنیات

01. عرفان القرآن (اردو ترجمہ قرآن حکیم)

02. تفسیر منہاج القرآن (سورۃ الفاتحہ، جزو اول)

03. تفسیر منہاج القرآن (سورۃ البقرہ)

04. حکمت استعاذہ

05. تسمیۃ القرآن

06. معارف الکواثر

07. فلسفہ تسمیہ

08. معارف اسم اللہ

09. مَنَاهِجُ الْعُرْفَانِ فِي لَفْظِ الْقُرْآنِ

10. لَفْظُ رَبِّ الْعَالَمِينَ كِي عَلٰی وَ سَانَسْنٰی تَحْقِيق

11. صفات رحمت کی شانِ امتیاز

12. اَسْمَاءُ سُورَةِ فَاتِحَةٍ

13. سورۃ فاتحہ اور تصور ہدایت

14. اُسْلُوبُ سُورَةِ فَاتِحَةٍ اور نظام فکر و عمل

15. سورۃ فاتحہ اور تعلیمات طریقت

16. سورۃ فاتحہ اور انسانی زندگی کا اعتقادی پہلو

17. شانِ اولیت اور سورۃ فاتحہ

18. سورۃ فاتحہ اور حیاتِ انسانی کا عملی پہلو (تصورِ

عبادت)

19. سورۃ فاتحہ اور تعمیر شخصیت

20. فطرت کا قرآنی تصور

21. تربیت کا قرآنی منہاج

22. لا اِکْرَاهَ فِی الدِّینِ کا قرآنی فلسفہ

47. البدر التمام فی الصلوة علی صاحب
الدُّنُو والمقام ﷺ ﴿رود شریف کے
فضائل و برکات﴾

48. کَشَفُ الْأَسْرَارِ فِي مَحَبَّةِ الْمُوجُودَاتِ

لِسَيِّدِ الْأَبْرَارِ ﷺ ﴿حضور ﷺ سے

حیوانات، نباتات اور جمادات کی محبت﴾

49. عُمْدَةُ الْيَنَانِ فِي عَظَمَةِ سَيِّدِ وَلَدِ عَدْنَانَ

ﷺ ﴿حضور نبی اکرم ﷺ کی عظمت

اور اختیارات﴾

50. الْبَعْمَةُ الْعُلْيَا عَلَى أَوَّلِ الْخَلْقِ وَآخِرِ

الْأَنْبِيَاءِ ﷺ ﴿حضور ﷺ کا شرف

نبوت اور اولیت خلقت﴾

51. رَاحَةُ الْقُلُوبِ فِي مَدْحِ النَّبِيِّ الْمَحْبُوبِ

ﷺ ﴿مدحت و نعت مصطفیٰ ﷺ پر منتخب

آیات و احادیث﴾

52. الصِّفَا فِي التَّوَسُّلِ وَالتَّوَكُّلِ بِالْمُصْطَفَى ﷺ

﴿حضور نبی اکرم ﷺ سے توسل و تکیہ﴾

53. أَحْسَنُ السُّبُلِ فِي مَنَاقِبِ الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ

﴿انبیاء و رسل کے فضائل و مناقب﴾

54. الْعَقْدُ الثَّمِينُ فِي مَنَاقِبِ أُمَمَاتِ الْمُؤْمِنِينَ

﴿اممات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے فضائل و

مناقب﴾

55. الدَّرَةُ الْبَيضاء فِي مَنَاقِبِ فَاطِمَةَ الزَّهراء

سلام اللہ علیہا ﴿سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ

علیہا کے فضائل و مناقب﴾

56. مَرَجُ الْبَحْرَيْنِ فِي مَنَاقِبِ الْحَسَنِ عَلِيهَا

السلام ﴿حسنین کریمین علیہما السلام کے

﴿كِتَابُ الْمَنَاقِبِ﴾ (انبیاء کرام، اہل

بیت اطہار، صحابہ کرام اور اولیاء و صالحین کے

فضائل و مناقب مع عربی متن، اردو ترجمہ و

تحقیق و تخریج)

38. الْأَرْبَعِينَ فِي فَضَائِلِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ ﷺ

﴿حضور نبی اکرم ﷺ کے فضائل و مناقب﴾

39. الْمَكَانَةُ الْعُلْيَا فِي الْخَصَائِصِ النَّبَوِيَّةِ

﴿حضور نبی اکرم ﷺ کے نبوی خصائص مبارکہ﴾

40. الْمُمِيزَاتُ النَّبَوِيَّةُ فِي الْخَصَائِصِ الْمُذْنُوبِيَّةِ

﴿حضور نبی اکرم ﷺ کے ذنبوی خصائص

مبارکہ﴾

41. الْعَظْمَةُ النَّبَوِيَّةُ فِي الْخَصَائِصِ الْبُرْزَخِيَّةِ

﴿حضور نبی اکرم ﷺ کے برزخی خصائص

مبارکہ﴾

42. الْفَتْوحَاتُ النَّبَوِيَّةُ فِي الْخَصَائِصِ

الْأُخْرَوِيَّةِ ﴿حضور نبی اکرم ﷺ کے

اُخروی خصائص مبارکہ﴾

43. الْجَوَاهِرُ الثَّقِيَّةُ فِي الشَّمَائِلِ النَّبَوِيَّةِ

﴿شمائل مصطفیٰ ﷺ کا تذکرہ﴾

44. الْمَطَالِبُ السَّيِّئَةُ فِي الْعَادَاتِ النَّبَوِيَّةِ

﴿عادات و معمولات مصطفیٰ ﷺ کا تذکرہ﴾

45. الْوَفَا فِي رَحْمَةِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى ﷺ ﴿جمع

عشق پر حضور نبی اکرم ﷺ کی رحمت و

شفقت﴾

46. بُشْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ فِي شِفَاعَةِ سَيِّدِ

المرسلین ﷺ ﴿شفاعت مصطفیٰ ﷺ

پر منتخب احادیث مبارکہ﴾

فضائل و مناقب

﴿فضائل و کرامات احادیث نبوی

ﷺ کی روشنی میں﴾

69. اَلْمَنَاهِلُ الصَّغِيَّةُ فِي شَرَفِ الْأُمَّةِ

اَلْمُحَمَّدِيَّةِ ﷺ ﴿امت محمدیہ کا شرف

اور فضیلت﴾

70. تَكْمِيلُ الصَّحِيفَةِ بِأَسَانِيدِ الْحَدِيثِ فِي

الإمام أبي حنيفة

71. الْأَنْوَارُ النَّبَوِيَّةُ فِي الْأَسَانِيدِ الْحَقِيقَةِ

(مَعَ أَحَادِيثِ الإمام الأعظم

72. النَّجَاةُ فِي إِقَامَةِ الصَّلَاةِ ﴿فضائل نماز پر

منتخب آیات و احادیث اور آثار و اقوال﴾

73. الصَّلَاةُ عِنْدَ الْحَقِيقَةِ فِي ضَوْءِ السُّنَّةِ النَّبَوِيَّةِ

﴿حضور نبی اکرم ﷺ کا طریقہ نماز﴾

74. التَّصَرُّعُ فِي صَلَاةِ التَّسَاوُيْحِ ﴿بیس

رکعت نماز تراویح کا ثبوت﴾

75. الدُّعَاءُ وَالذِّكْرُ بَعْدَ الصَّلَاةِ ﴿نماز کے

بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے اور ذکر بالجہر

کرنے پر مجموعہ آیات و احادیث﴾

76. الْإِنْعَامُ فِي فَضْلِ الصِّيَامِ وَالْقِيَامِ ﴿روزہ

اور قیام اللیل کی فضیلت پر منتخب آیات و

احادیث﴾

77. الْإِنْتِبَاهُ لِلْخَوَارِجِ وَالْحُرُورَاءِ ﴿گستاخان

رسول احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں﴾

78. اللَّبَابُ فِي الْحَقُوقِ وَالْآذَابِ ﴿انسانی

حقوق و آداب احادیث نبوی ﷺ کی

روشنی میں﴾

79. النَّجَاحُ فِي أَعْمَالِ الْبِرِّ وَالصَّلَافَةِ وَالصَّلَاحِ

57. السِّيفُ الْجَلِيُّ عَلَى مَنكَرِ وَلَايَةِ عَلِيٍّ

﴿اعلانِ غدیر﴾

58. الْقَوْلُ الْمَعْتَبَرُ فِي الْإِمَامِ الْمَنْظُورِ

﴿امام مہدی

59. اَلْجَابَةُ فِي مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ وَالْقَرَابَةِ

﴿صحابہ کرام و اہل بیت اطہار

فضائل و مناقب﴾

60. اَلْجَابَةُ فِي مَنَاقِبِ الْقَرَابَةِ ﴿اہل بیت

اطہار سلام اللہ علیہم کے فضائل و مناقب﴾

61. اَلْإِنَابَةُ فِي مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ ﴿صحابہ کرام

کے فضائل و مناقب﴾

62. الْقَوْلُ الْوَثِيقُ فِي مَنَاقِبِ الصَّدِيقِ

﴿سیدنا صدیق اکبر کے فضائل و مناقب﴾

63. الْقَوْلُ الصَّوَابُ فِي مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ

الْخَطَّابِ ﴿سیدنا فاروق اعظم

کے فضائل و مناقب﴾

64. رَوْضُ الْجَنَانِ فِي مَنَاقِبِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ

﴿سیدنا عثمان غنی کے فضائل و مناقب﴾

65. كَنْزُ الْمُطَالِبِ فِي مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي

طَالِبٍ ﴿سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے

فضائل و مناقب﴾

66. رَوْضَةُ السَّالِكِينَ فِي مَنَاقِبِ الْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ

﴿اولیاء و صالحین کے فضائل و مناقب﴾

67. الْكَزْنَ الثَّمِينِ فِي فَضِيلَةِ الذِّكْرِ وَالذَّاكِرِينَ

﴿ذکر الہی اور ذاکرین کے فضائل﴾

68. الْبَيِّنَاتُ فِي الْمَنَاقِبِ وَالْكَرَامَاتِ

80. مِنْهَاجُ السَّلَامَةِ فِي الدَّعْوَةِ إِلَى الْإِقَامَةِ

﴿إِقَامَتِ دین اور اُمن و سلامتی کی راہ﴾

81. تَحْقِيقُ النُّقْبَاءِ فِي فَضِيلَةِ الْعِلْمِ وَالْعُلَمَاءِ

﴿فروعِ علم و شعور کی اہمیت و فضیلت﴾

82. أَحْسَنُ الصَّنَاعَةِ فِي إِثْبَاتِ الشَّفَاعَةِ

﴿عقیدہ شفاعت: احادیثِ مبارکہ کی

روشنی میں﴾

83. الْقَوْلُ الْقَوِيُّ فِي سَمَاعِ الْحَسَنِ عَنْ عَلِيٍّ

﴿عربی﴾

84. الْقَوْلُ الْقَوِيُّ فِي سَمَاعِ الْحَسَنِ عَنْ عَلِيٍّ

﴿صح اردو ترجمہ: امام حسن بصریؒ کی

سیدنا علیؑ سے ملاقات اور سامع﴾

85. سِلْسِلَةُ مَرْوِيَّاتِ صُوفِيَاءَ (١): الْمَرْوِيَّاتُ

السُّلَمِيَّةُ مِنَ الْأَحَادِيثِ النَّبَوِيَّةِ ﴿امام

ابو عبد الرحمن محمد السلميؒ کی مرفوع متصل

روایات﴾

86. سِلْسِلَةُ مَرْوِيَّاتِ صُوفِيَاءَ (٢): الْمَرْوِيَّاتُ

الْقُسَيْرِيَّةُ مِنَ الْأَحَادِيثِ النَّبَوِيَّةِ ﴿امام

ابو القاسم عبد الکریم القسیریؒ کی مرفوع

متصل روایات﴾

87. سِلْسِلَةُ مَرْوِيَّاتِ صُوفِيَاءَ (٣): الْمَرْوِيَّاتُ

الشُّهْرَوَرْدِيَّةُ مِنَ الْأَحَادِيثِ النَّبَوِيَّةِ

﴿شیخ شہاب الدین السہروردیؒ کی مرفوع

متصل روایات﴾

88. سِلْسِلَةُ مَرْوِيَّاتِ صُوفِيَاءَ (٤): مَرْوِيَّاتُ الشَّيْخِ

الْأَكْبَرِ مِنَ الْأَحَادِيثِ النَّبَوِيَّةِ الْأَطْهَرِ ﴿شیخ

اکبر محمدی الدین ابن العربیؒ کی مرفوع

متصل روایات﴾

89. الْمُتَنَقَّى لِأَسَانِيدِ الْعُسْقَلَانِي إِلَى أَيْمَةِ

التَّصَوُّفِ وَالْعِلْمِ الرَّبَّانِيِّ

90. سِلْسِلَةُ أَرْبَعِينَاتِ: الْعَسَلُ النَّقِيُّ فِي أَسْمَاءِ

النَّبِيِّ ﴿اسماء مصطفیؐ پر چالیس

احادیث مبارکہ﴾

91. سِلْسِلَةُ أَرْبَعِينَاتِ: الْقَوْرُ الْجَلِيُّ فِي التَّوَسُّلِ

بِالنَّبِيِّ ﴿حضور ﷺ سے توسل پر

چالیس احادیث مبارکہ﴾

92. سِلْسِلَةُ أَرْبَعِينَاتِ: الْأَشْرَفُ الْعَلِيِّ فِي

التَّبَرُّكِ بِالنَّبِيِّ ﴿حضور ﷺ کی

ذات اقدس سے حصولِ برکت پر چالیس

احادیث مبارکہ﴾

93. سِلْسِلَةُ أَرْبَعِينَاتِ: التَّنَصُّفَاتُ النَّبَوِيَّةُ فِي

الْأُمُورِ الشَّرْعِيَّةِ ﴿تشریح امور میں

حضور ﷺ کے تصرفات پر چالیس

احادیث مبارکہ﴾

94. سِلْسِلَةُ أَرْبَعِينَاتِ: الْأَخْبَارُ الْغَيْبِيَّةُ فِي الْعُلُومِ

النَّبَوِيَّةِ ﴿حضور ﷺ کی بیان فرمودہ

غیب کی خبروں پر مشتمل چالیس احادیث

مبارکہ﴾

95. سِلْسِلَةُ أَرْبَعِينَاتِ: الْإِعْطَاءُ الْعَمِيمُ فِي رَحْمَةِ

النَّبِيِّ الْعَظِيمِ ﴿رحمت مصطفیؐ

پر چالیس احادیث مبارکہ﴾

96. سِلْسِلَةُ أَرْبَعِينَاتِ: النُّورُ الْمُبِينُ فِي حَيَاةِ

D. اعتقادات

117. ڪتاب التوحيد (جلد اول)
118. ڪتاب التوحيد (جلد دوم)
119. ڪتاب البدعة ﴿بدعت کا صحیح تصور﴾
120. تصور بدعت اور اُس کی شرعی حیثیت
121. لفظ بدعت کا اطلاق (احادیث و آثار کی روشنی میں)
122. اقسام بدعت (احادیث و اقوال ائمہ کی روشنی میں)
123. البدعة عند الأئمة و المحدثین (بدعت ائمہ و محدثین کی نظر میں)
124. حياة النبي ﷺ
125. مسئلہ استغاثہ اور اُس کی شرعی حیثیت
126. تصور استغاثہ
127. کتاب التوسل (ویسے کا صحیح تصور)
128. کتاب الشفاعة
129. عقیدہ علم غیب
130. شہر مدینہ اور زیارت رسول ﷺ
131. ایصالِ ثواب اور اُس کی شرعی حیثیت
132. خوبوں اور بشارت پر اعتراضات کا علمی محاکمہ
133. سُنیت کیا ہے؟
134. منہاج العقائد
135. التَّوَسُّلُ عِنْدَ الْأَئِمَّةِ وَالْمُحَدِّثِينَ (توسل: ائمہ و محدثین کی نظر میں)

النَّبِيِّ الْأَمِينِ ﷺ ﴿حضور ﷺ کی حیاتِ برزخی پر چالیس احادیث مبارکہ﴾

97. سلسلہ اربعینات: الْمَنْهَلُ الصَّنْفِيُّ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ ﴿زیارتِ قبرِ نبی ﷺ پر چالیس احادیث مبارکہ﴾
98. سلسلہ اربعینات: الْفَتْوَحَاتُ فِي الْأَذْكَارِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ ﴿نمازِ پنجگانہ کے بعد اذکار پر چالیس احادیث مبارکہ﴾
99. کتب حدیث میں مرویاتِ امام اعظم ؒ

100. The Ghadir Declaration
101. The Awaited Imam
102. Virtues of Sayyedah Fatimah (سلام اللہ علیہا)
103. Pearls of Remembrance

C. ایمانیات

104. اُرکانِ ایمان
105. دینِ اسلام کے تین درجات ﴿اسلام، ایمان اور احسان﴾
106. ایمان اور اسلام
107. شہادتِ توحید
108. حقیقتِ توحید و رسالت
109. ایمان بالرسالت
110. ایمان بالکتاب
111. ایمان بالقدر
112. ایمان بالآخرت
113. مومن کون ہے؟
114. منافقت اور اُس کی علامات

136. عقیدہ توحید کے سات ارکان (سورہ اخلاص کی روشنی میں)
137. مبادیات عقیدہ توحید
138. عقیدہ توحید اور غیر اللہ کا تصور
139. عقیدہ توحید اور اشتراک صفات
140. عقائد میں احتیاط کے تقاضے
141. تبرک کی شرعی حیثیت
142. زیارت قبور
143. وسائل شرعیہ
144. تعظیم اور عبادت
145. توحید جی عقیدی جا ست رکن (سورت اخلاص جی روشنی ۽)
146. Beseeching for Help (Istighathah)
147. Islamic Concept of Intermediation (Tawassul)
148. Real Islamic Faith and the Prophet's Status
- E. سیرت و فضائل نبوی ﷺ
149. مقدمہ سیرۃ الرسول ﷺ (حصہ اول)
150. مقدمہ سیرۃ الرسول ﷺ (حصہ دوم)
151. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد دوم)
152. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد سوم)
153. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد چہارم)
154. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد پنجم)
155. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد ششم)
156. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد ہفتم)
157. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد ہشتم)
158. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد نهم)
159. سیرۃ الرسول ﷺ (جلد دہم)
160. سیرت نبوی ﷺ کا علمی فیضان
161. سیرت نبوی ﷺ کی تاریخی اہمیت
162. سیرۃ الرسول ﷺ کی عصری و بین الاقوامی اہمیت
163. قرآن اور سیرت نبوی ﷺ کا نظریاتی و انقلابی فلسفہ
164. قرآن اور مسائل نبوی ﷺ
165. نور محمدی: خلقت سے ولادت تک (میلاد نامہ)
166. میلاد النبی ﷺ
167. تاریخ مولد النبی ﷺ
168. مولد النبی ﷺ عند الأئمة والمحدثین (میلاد النبی ﷺ: ائمہ و محدثین کی نظر میں)
169. کیا میلاد النبی ﷺ منانا بدعت ہے؟
170. معمولات میلاد
171. فلسفہ معراج النبی ﷺ
172. حسن سراپائے رسول ﷺ
173. خصائص مصطفیٰ ﷺ
174. شہل مصطفیٰ ﷺ
175. برکات مصطفیٰ ﷺ
176. اسمائے مصطفیٰ ﷺ
177. معارف اسم محمد ﷺ
178. معارف الشفاء بتعريف حقوق المصطفى ﷺ
179. تحفة السرور فی تفسیر آیہ نور
180. نور الأبصار بذکر النبی المختار ﷺ
181. تذکیر رسالت

182. ذکرِ مصطفیٰ ﷺ (کائنات کی بلند ترین حقیقت)

183. صلوة و سلام سنتِ الہیہ ہے

184. فضیلتِ درود و سلام

185. فضیلتِ درود و سلام اور عظمتِ مصطفیٰ ﷺ

186. ایمان کا مرکز و محور (ذاتِ مصطفیٰ ﷺ)

187. عشقِ رسول ﷺ: وقت کی اہم ضرورت

188. عشقِ رسول ﷺ: استحکامِ ایمان کا واحد ذریعہ

189. غلامِ رسول: حقیقی تقویٰ کی اساس

190. تحفظِ ناموسِ رسالت

191. اُسیرِ انِ جمالِ مصطفیٰ ﷺ

192. مطالعہ سیرت کے بنیادی اصول

193. سیرت کا جمالیاتی بیان (قرآن حکیم کی روشنی میں)

194. سیرۃ الرسول ﷺ کی دینی اہمیت

195. سیرۃ الرسول ﷺ کی آئینی و دستوری اہمیت

196. سیرۃ الرسول ﷺ کی ریاستی اہمیت

197. سیرۃ الرسول ﷺ کی انتظامی اہمیت

198. سیرۃ الرسول ﷺ کی علمی و سائنسی اہمیت

199. سیرۃ الرسول ﷺ کی شخصی و رسالتی اہمیت

200. سیرۃ الرسول ﷺ کی تہذیبی و ثقافتی اہمیت

201. سیرۃ الرسول ﷺ کی اقتصادی اہمیت

202. کشف الغطا عن معرفة الأقسام

للمصطفیٰ ﷺ

203. مقامِ محمود

204. عالمِ ارواح کا بیثاق اور عظمتِ مصطفیٰ ﷺ

205. روزِ محشر اور شانِ مصطفیٰ ﷺ

206. تعلق بالرسالت: آشنائی سے وفا تک

207. Sirat-ur-Rasul ﷺ, vol. 1

F. ختمِ نبوت

210. مناظرۂ اُمنارک

211. عقیدہ ختمِ نبوت

212. حیات و نزولِ مسیح علیہ السلام اور ولادتِ امام مہدی علیہ السلام (عقیدہ ختمِ نبوت کے تناظر میں)

213. عقیدہ ختمِ نبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی

214. مرزائے قادیان اور تشریحی نبوت کا دعویٰ

215. مرزائے قادیان کی دماغی کیفیت

216. عقیدہ ختمِ نبوت اور مرزائے قادیان کا متضاد موقف

G. عبادات

217. ارکانِ اسلام

218. فلسفہ نماز

219. آدابِ نماز

220. نماز اور فلسفہ اجتماعیت

221. نماز کا فلسفہ معراج

222. فلسفہ صوم

223. فلسفہ حج

H. فقہیات

224. نص اور تعبیرِ نص

225. تحقیقِ مسائل کا شرعی اسلوب

226. اجتہاد اور اُس کا دائرہ کار

227. عصرِ حاضر اور فلسفہ اجتہاد

228. تاریخ فقہ میں ہدایہ اور صاحب ہدایہ کا مقام
229. دہشت گردی اور فتنہ خوارج (مبسوط تاریخی فتویٰ)
230. خونِ مسلم کی حرمت
231. منہاج المسائل
232. الحکم الشرعی
233. نصاب تربیت (حصہ اول)
234. التَّصَوُّرُ التشريعی للحکم الإسلامی
235. فلسفۃُ الإجتہاد و العالم المعاصر
236. منهاجُ الخطبات للعیدین و الجمعات
237. Introduction to the Fatwa on Suicide Bombings and Terrorism
238. Philosophy of Ijtihad and the Modern World
239. Ijtihad (meanings, application and scope)
252. حسنِ اخلاق
253. صفائے قلب و باطن
254. فساوِ قلب اور اُس کا علاج
255. زندگی نیکی اور بدی کی جنگ ہے
256. ہر شخص اپنے نفسِ عمل میں گرفتار ہے
257. ہمارا اصلی وطن
258. جرم، توبہ اور اصلاحِ احوال
259. طبقاتِ العباد
260. حقیقتِ اعتراف
261. دل جی صفائی
262. Divine Pleasure (The Ultimate Ideal)
263. Qur'anic Philosophy of Benevolence (Ihsan)

J. اُردو وظائف

264. الفیوضات المحمدیة ﷺ
265. الأذکار الإلهیة
266. 2. 6 6. اللَّعَوَاتُ وَالْأَذْكَارُ مِنْ سُنَّةِ النَّبِيِّ
المُخْتَارِ ﷺ مسنون دعاؤں اور اذکار پر
مشتمل مجموعہ آیات و احادیث ﴿﴾
267. دَلَائِلُ الْبَرَكَاتِ فِي النَّحِيَّاتِ وَالصَّلَوَاتِ
(عربی)
268. دَلَائِلُ الْبَرَكَاتِ فِي النَّحِيَّاتِ وَالصَّلَوَاتِ
(بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں اُڑھائی
ہزار درود و سلام کا ہدیہ عقیدت و محبت)
269. مناجاتِ امام زین العابدین علیہ السلام
270. الدعوات القدسیة
271. أَحْسَنُ الْمُؤَرِّدِ فِي صَلَوةِ الْمُؤَلِّدِ

I. رُوحانیات

240. إطاعتِ الہی
241. ذکرِ الہی
242. محبتِ الہی
243. خشیتِ الہی اور اُس کے تقاضے
244. حقیقتِ تصوف
245. اسلامی تربیتی نصاب (جلد اول)
246. اسلامی تربیتی نصاب (جلد دوم)
247. سلوک و تصوف کا عملی دستور
248. اخلاق الانبیاء
249. تذکرے اور صحبتیں
250. حسنِ اعمال
251. حسنِ احوال

272. صَلَوَاتُ سُوْرِ الْقُرْآنِ عَلَى سَيِّدٍ وَلَدٍ

عَدْنَان (ﷺ)

273. اَسْمَاءُ حَامِلِ الْوَاءِ مُرْتَبَةً عَلَى حُرُوفِ الْهِجَاءِ

274. صَلَاةُ الْأَكْوَانِ (درو کا نآت)

275. صَلَاةُ الْمِيلَادِ (درو میلاد)

276. صَلَاةُ الشَّمَائِلِ (درو شمل)

277. صَلَاةُ الْفَضَائِلِ (درو فضائل)

278. صَلَاةُ الْمِعْرَاجِ (درو معراج)

279. صَلَاةُ السِّيَادَةِ (درو سیادت)

280. دعا اور آداب دعا

K. علمیات

281. اسلام کا تصور علم

282. علم..... توجہی یا تخلیقی

283. مذہبی اور غیر مذہبی علوم کے اصلاح طلب پہلو

284. تعلیمی مسائل پر انٹرویو

285. Islamic Concept of Knowledge

L. اقتصادیات

286. معاشی مسئلہ اور اُس کا اسلامی حل

287. بلاسود بنکاری کا عبوری خاکہ

288. بلاسود بنکاری اور اسلامی معیشت

289. بجلی مہنگی کیوں؟ IPPs کا معاملہ کیا ہے؟

290. اقتصادیات اسلام ﴿تفکیل جدید﴾

291. اسلام کا تصور ملکیت

292. اسلام اور کفالت عامہ

293. اسلامی نظام معیشت کے بنیادی اصول

294. قواعد الاقتصاد فی الإسلام

295. الإقتصاد الأربوی و نظام المصر فی الإسلام

M. جہادیات

296. حقیقت جہاد

297. جہاد بالمال

298. شہادتِ امام حسین علیہ السلام (فلسفہ و تعلیمات)

299. شہادتِ امام حسین علیہ السلام (حقائق و واقعات)

300. شہادتِ امام حسین علیہ السلام: ایک پیغام

301. ذبح عظیم (ذبح اسماعیل علیہ السلام سے ذبح

حسین علیہ السلام تک)

N. فکریات

302. قرآنی فلسفہ انقلاب (جلد اول)

303. قرآنی فلسفہ انقلاب (جلد دوم)

304. اسلامی فلسفہ زندگی

305. فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟

306. منہاج الافکار (جلد اول)

307. منہاج الافکار (جلد دوم)

308. منہاج الافکار (جلد سوم)

309. ہمدانی زوال اور اُسکے تدارک کا سہ جہتی منہاج

310. ایمان پر باطل کا سہ جہتی حملہ اور اُس کا تدارک

311. دورِ حاضر میں طاغوتی یلغار کے چار محاذ

312. خدمتِ دین کی توفیق

313. قرآنی فلسفہ تبلیغ

314. اسلام کا تصور اعتدال و توازن

315. نوجوان نسل دین سے دور کیوں؟

316. تحریک منہاج القرآن: ”افکار و ہدایات“

317. تحریک منہاج القرآن: انٹرویوز کی روشنی میں

342. سیاسی مسئلو ۽ انہی جو

اسلامی حل

343. Islam - The State Religion

344. The Islamic State

Q. قانونیات

345. میثاقِ مدینہ کا آئینی تجزیہ

346. اسلامی قانون کی بنیادی خصوصیات

347. اسلامی اور مغربی تصورِ قانون کا تقابلی جائزہ

348. اسلام میں سزائے قید اور جیل کا تصور

349. الجریمة فی الفقہ الاسلامی

350. Islamic Penal System and its
Philosophy

351. Islam and Criminality

352. Islamic Concept of Law

353. Qur'anic Basis of
Constitutional Theory

354. Legal Character of Islamic
Punishments

355. Legal Structure of Islamic
Punishments

356. Classification of Islamic
Punishments

357. Islamic Philosophy of
Punishments

358. Islamic Concept of Crime

R. شخصیات

359. پیکرِ عشقِ رسول: سیدنا صدیق اکبر ﷺ

360. سیدنا صدیق اکبر ﷺ کا مقامِ قربت و معیت

361. فضائل و مراتبِ سیدنا فاروق اعظم ﷺ

362. حبِ علی کرم اللہ وجہہ الکریم

363. سیرتِ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

364. سیرتِ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

365. سیرتِ سیدہ عالم فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا

318. تحریکِ منہاج القرآن کی انقلابی فکر

319. روایتی سیاست یا مصطفوی انقلاب.....!

320. اجتماعی تحریکی کردار کے چار عناصر

321. انہم انثرو یو

322. معہد منہاج القرآن

323. Islamic Philosophy of Human
Life

324. Islam in Various Perspectives

O. انقلابیات

325. نظامِ مصطفیٰ (ایک انقلاب آفریں پیغام)

326. حصولِ مقصد کی جدوجہد اور نتیجہ خیزی

327. پیغمبرانہ جدوجہد اور اُس کے نتائج

328. پیغمبرِ انقلاب اور صحیفہٴ انقلاب

329. قرآنی فلسفہٴ عروج و زوال

330. باطل قوتوں کو کھلا چیلنج

331. سفرِ انقلاب

332. مصطفوی انقلاب میں طلبہ کا کردار

333. سیرتِ النبی ﷺ اور انقلابی جدوجہد

334. مقصدِ بعثت انبیاء علیہم السلام

P. سیاسیات

335. سیاسی مسئلہ اور اُس کا اسلامی حل

336. تصورِ دین اور حیاتِ نبوی ﷺ کا سیاسی پہلو

337. نیو ورلڈ آرڈر اور عالمِ اسلام

338. آئندہ سیاسی پروگرام

339. قیامِ پاکستان کی فکری و نظریاتی اُساس

340. اسلامی ریاست میں غیر مسلم کے جان و مال کا تحفظ

341. فقہِ خوارج ﴿تاریخی، نفسیاتی، علمی اور شرعی جائزہ﴾

386. Spiritualism and Magnetism
387. Islam on Prevention of Heart Diseases
388. Qur'an on Creation and Expansion of the Universe
389. Creation and Evolution of the Universe

T. عصریات

390. اسلام میں انسانی حقوق
391. حقوق والدین
392. اسلامی معاشرہ میں عورت کا مقام
393. اسلام میں خواتین کے حقوق
394. اسلام میں اقلیتوں کے حقوق
395. اسلام میں بچوں کے حقوق
396. اسلام میں عمر رسیدہ اور معذور افراد کے حقوق
397. عصر حاضر کے جدید مسائل اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
398. Peace, Integration & Human Rights
399. Clarity Amidst Confusion: Imam Mahdi and End of Time
400. Islam and Christianity

U. سلسلہ تعلیماتِ اسلام

401. سلسلہ تعلیماتِ اسلام (1): تعلیماتِ اسلام
402. سلسلہ تعلیماتِ اسلام (2): ایمان
403. سلسلہ تعلیماتِ اسلام (3): اسلام
404. سلسلہ تعلیماتِ اسلام (4): احسان
405. سلسلہ تعلیماتِ اسلام (5): طہارت اور نماز
406. سلسلہ تعلیماتِ اسلام (6): روزہ اور
ایککاف

366. امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ امام الائمہ فی الحدیث (جلد اول)
367. صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت رحمہ اللہ سے امام اعظم رحمہ اللہ کا اخذ فیض
368. امام اعظم رحمہ اللہ اور امام بخاریؒ (نسبت و تعلق اور وجوہ عدم روایت)
369. تذکرہ مسانید امام اعظم رحمہ اللہ
370. امام اعظم رحمہ اللہ کے تلامذہ میں جلیل القدر ائمہ حدیث
371. امام اعظم رحمہ اللہ کی امامت و ثقاہت (ائمہ و محدثین کی نظر میں)
372. شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور قلمِ خودی
373. حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں (بریلوی) کا علمی نظم
374. اقبالؒ کا خواب اور آج کا پاکستان
375. اقبالؒ اور پیغامِ عشقِ رسول ﷺ
376. اقبالؒ اور تصورِ عشق
377. اقبالؒ کا مردِ مومن
378. تذکرہ فرید ملتؒ (مجموعہ مضامین)
379. Imam Bukhari and the Love of the Prophet ﷺ (Al-Hidayah Series: Volume 1)

S. اسلام اور سائنس

380. اسلام اور جدید سائنس
381. تحقیق کائنات (قرآن اور جدید سائنس کا تقابلی مطالعہ)
382. انسان اور کائنات کی تحقیق و ارتقاء
383. امراضِ قلب سے بچاؤ کی تدابیر
384. شانِ اولیاء (قرآن اور جدید سائنس کی روشنی میں)
385. Creation of Man